[illegible]

خزینۃ المعانی

[illegible]

[illegible] محمد عبدالغنی [illegible]

صاحب [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

مقدمہ

ارباب معنی پر مخفی نہ رہے کہ "خزینۃ المعانی" نام ہے مجموعہ قصاید کا جو تصنیف ہیں استاذی و مولائی مولنا عبد الغنی خاں صاحب غنی تخلص کے، غفرلہ اہل غنا کا خزانہ لٹا کرتا ہے۔ جو اُن کو مبدء فیاض سے ملتا ہے دوسروں کو پہنچا دیتے ہیں۔ بخشتے ہیں اور ٹکسالی مال بخشتے ہیں۔ یہ قصائد بھی خزینۃ المعانی کا ٹکسالی مال ہیں، اہل نظر ملاحظہ فرمائیں۔ مشک عطر بیز ہے عطار خاموش۔

استاد مبرور نکتہ رس، معنی آفریں طبیعت لے کر اس عالم میں آئے تھے۔ جودت استعداد اور سلامت فطرۃ فضلاے عصر کو تسلیم تھی۔ استاد العلما مولنا لطف اللہ صاحب مغفور کا یہ مقولہ تلامذۂ خاص کی زبانوں پر رہا کہ عبد الغنی

نکلتے شام کو آتے۔ دن بھر مکتب میں رہتے۔ استاد یہ شوق دیکھ کر بے تکلفانہ کہتے "لڑکے تو نے تو تسلی (تحصیل) تمام کر لی"۔ جب فارسی کی اوپر کی کتابیں پڑھنے لگے تو حسبِ حال استاد کی تعبیر میں مطالب ہوتے ساتھ ہی کہتے کہ اس سے زیادہ کا سمجھنا عربی جاننے پر منحصر ہے۔ اس سے عربی کا شوق پیدا ہوا۔ مگر وطن میں اس کے پورے ہونے کا ساماں نہ تھا۔ بالآخر گھر چھوڑا۔ فرغل اوڑھے ہوئے ایک بغل میں کتابیں دوسری میں ایک جوڑا کپڑوں کا لئے گھر سے بے اطلاع نکل کھڑے ہوئے۔ زادِ راہ یہ تھا کہ بڑی بہن نے چھپا کر دو روپیہ دیدیئے تھے۔ یہ واقعہ علّامۂ قوشجی شارح چغمنی کے واقعہ سے کس قدر مناسب ہے۔ علّامۂ ممدوح بھی گھر سے چھپکر طالبِ علمی کے لیئے نکلے تھے۔ بہن نے اپنا زیور کتابوں میں چھپا کر رکھ دیا تھا۔

غرض پیادہ پا فرخ آباد پہنچے۔ وہاں نواب عبدالعزیز خاں صاحب مرحوم عزیزِ (حافظ رحمت خاں مرحوم والی روہیلکھنڈ کے گھرانے کے چشم و چراغ) دولت کرتے تھے۔ مفتی عنایت احمد صاحب مغفور کے ارشد تلامذہ میں سے تھے ان سے عربی شروع کی صرف کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ شوق بلند تر آستانہ کا متقاضی تھا۔ فرخ آباد سے پیادہ پا کانپور پہنچے۔ شوق نے کہا ع

آستانے بود مطلوب آسمانے یافتم

مدرسۂ فیض عام مولانا سید حسین شاہ صاحب و آصف بخاری اور مولانا لطف اللہ

نے گیارہ برس مجھ سے پڑھا کبھی بیجا اعتراض نہیں کیا۔" مرحومی مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی کی ایک تحریر دستِ خاص کی میرے پاس محفوظ ہے اُس میں استعداد علمی اور حسنِ تعلیم کی تعریف کی ہے۔

فارسی سے مناسبت طبعی تھی۔ مطالعہ وسیع تھا اور عمیق۔ شاہد عدل کتاب ارمغان آصفی ہے۔ نثر فارسی کا ایسا ہی ذوق تھا جیسا نظم کا۔ یہ وصف کمیاب ہے، خصوصًا دور حاضر میں۔ بیاضِ نثر اُسی طرح مہیا کی تھی جس طرح نظم کی بیاض مہیا کی جاتی ہے ایک یادگار میرے کتاب خانہ میں بھی ہے۔ اِس میں مختلف عنوانوں پر ممتاز نثر ین اساتذۂ نثر کی جمع کی گئی ہیں۔

طالب علمی مولوی احمد شیر خاں، مولوی عبداللہ خاں علوی کے داماد محلہ میں مکتب پڑھایا کرتے تھے۔ یہ مکتب مولوی صاحب کے مکان سے تقریبًا دو میل کے فاصلے پر تھا۔

دہلی مرحوم کی آخری بہار جن فارسی اہلِ کمال پر نازاں تھی اُن میں علوی بھی تھے۔ صہبائی اُن کے شاگرد تھے۔ اس تقریب سے مولوی احمد شیر خاں نے دلّی کی صحبتیں اچھی طرح دیکھی تھیں۔ مکتب میں ان صحبتوں کا ذکر کرتے شاگرد سنتے۔ فارسی کے نکات بیان کرتے اس طرح مولوی صاحب کے دل میں علم کا ایک ذوق پیدا ہوا۔ شوق طلب کا یہ عالم تھا کہ نشست کے تخت کی کیلوں کی شمار پر سبق یاد کرتے جتنی کیلیں تھیں سب کی تعداد کے مطابق سبق دہرا لیتے۔ صبح کھانا کھا کر گھر سے

دور دورِ مولوی عبدالغنی
رات دن کھاتے ہیں روٹی روغنی

یہ شعر کچھ ایسے انداز شفقت سے فرمایا تھا کہ شاگرد کو آخر عہد تک یاد رہا۔ پڑھتے تھے اور لطف حاصل کرتے تھے۔

جو فرغل گھر سے ساتھ لائے تھے ایک سال کے بعد جاڑے کے مقابلہ کی تاب اُس میں نہ رہی صرف چادر رفیق رہی۔ کتنی سرد راتیں شوق کی پشت گرمی سے اس چادر میں بسر ہوئیں۔ خدا تعالےٰ بہتر جانتا ہے۔ درس میں جب بدن سردی سے کانپتا تو جابجا نوچتے کہ کانپنا موقوف ہو اور پاس بیٹھنے والوں پر راز نہ کھل جائے۔

الغرض۔ چند ہی روز میں ابتدا انتہا کی خبر دینے لگی۔ ایک روز آواز آئی "مولوی عبدالغنی"۔ یہ اُستاد کی آواز تھی۔ گھبرا گئے کہ نام کے ساتھ مولوی کا لفظ تھا۔ یہ ابتدائی کتابیں پڑھتے تھے۔ نہ رُوئے ماندن نہ پائے رفتن دوبارہ آواز آئی۔ اب توقف محال تھا۔ حاضر ہو گئے۔ معلوم ہوا حاضری بجا تھی۔ ایک روز جرأت کر کے عرض کی "اُس دن مولوی کے ساتھ یاد فرمایا گیا"۔ فرمایا "ہاں تم مولوی ہو جاؤ گے"۔

چند روز کے بعد شاہ صاحب بھوپال تشریف لے گئے۔ سبق مولٰنا محمد لطف اللہ صاحب سے ہونے لگے۔ اسی آستانہ مبارک سے خلعت کمال کا

صاحب کے فیوضِ تدریس سے رشکِ بخارا و شیراز بنا ہوا تھا۔ حافظ برخوردار مہتمم تھے۔ رہنے کو تو ایک تنگ نامختصر حجرہ مسجد میں ملا مگر شوق نے حسبِ حوصلہ سامانِ کمال پالیا۔ پورے انہماک سے تحصیلِ علم میں مصروف ہوگئے۔ مولانا سید حسین شاہ صاحب سے سبق شروع ہوگیا۔ مدرسہ جاتے تو راستہ میں شرح ماۃ عامل ہدایۃ النحو زبانی پڑھتے جاتے۔ اس طرح یہ وقت بھی ضائع نہ ہوتا۔ کاش یہ واقعہ آج کل کے فیشن ایبل طلبا کے کان تک پہنچ جاتا۔

ابتدائی زمانہ میں مہینوں ایک وقت چنے کھا کر بسر کی۔ مسجد کے نیچے بھڑبھونجے کی دوکان تھی شام کو اندھیرا ہوجاتا تو رومال میں دو پیسے باندھ کر چپکے سے دوکان میں پھینک کر آگے بڑھ جاتے۔ بھڑبھونجا چنے تول کر باندھ رکھتا۔ واپسی میں چلتے چلتے رومال لے لیتے۔ عرصہ تک کسی کو پتہ نہ چلا کہ کیا اور کہاں کھاتے ہیں۔ مولنا سید حسین شاہ صاحب کے ایک مخلص تحصیل کے جمعدار تھے اُنھوں نے اپنی پنج سالہ بچی کی تعلیم کے لئے معلّم کی فرمایش کی سید صاحب نے اُن کو باصرار مقرر فرمادیا۔ معاوضۂ تعلیم ایک وقت کا کھانا ٹھیرا۔ شرط یہ کہ مکان پر کھانے نہ جائینگے کھانا قیام گاہ پر آجائے۔

لطیفہ۔ ایک روز جمعدار نے روغنی روٹیاں بھیجیں۔ حجرہ میں بعض اور طلبا ر کے ساتھ مل کر بیٹھے کھا رہے تھے۔ اُستاد تشریف لے آئے۔ دیکھ کر برجستہ فرمایا ؎

جانب متوجہ ہوتے۔

اُنہی ایّام کا واقعہ ہے کہ میرزا دبیر مرحوم وارِدِ کانپور ہوئے۔ مجالس کی شہرت سے فضائے شہر گونج اُٹھی۔ جا بجا یہی چرچا تھا اور یہی تذکرہ طلبائ کو عام اجازت ہو گئی کہ جس کا دل چاہے جمالِ کمال سے آنکھیں روشن کرلے۔ مولوی صاحب نے بھی ارادہ کیا۔ طالب علمی کی مصروفیت نے فرصت نہ دی آخر عمر تک میرزا دبیر کے نہ دیکھنے کا افسوس رہا۔

الشئی بالشئی یذکر۔ امام یحییٰ مصمودی راوی موطا کا واقعہ اس واقعہ سے کس قدر ملتا جلتا ہوا ہے۔ امام ممدوح مدینہ طیّبہ میں حضرت امام مالکؒ کی خدمت میں حاضر تھے۔ غل ہوا کہ ہاتھی آیا ہے۔ حجاز میں فیل! سارا درس خالی ہو گیا۔ یہ بدستور بیٹھے رہے۔

شیخ محترم نے فرمایا یحییٰؒ اندلس (اسپین) میں ہاتھی نہیں ہوتا تم بھی دیکھ آؤ۔ ادب سے عرض کی "اندلس سے آپ کو دیکھنے حاضر ہوا ہوں ہاتھی دیکھنے نہیں آیا"۔ غرض نہ اُٹھے نہ ہاتھی دیکھا۔ آج طلبا کی کتنی راتیں تھیٹر دیکھنے میں صرف ہوتی ہیں۔ اس کا جواب شاید بورڈنگ ہوسوں کے رجسٹر بھی نہ دے سکینگے۔

الحاصل۔ توجہ کی یکسوئی اور اہتمام طلب مولانا کی طلب علم کا طرۂ امتیاز تھا جب اُستادِ علّامہ علی گڑھ تشریف لے آئے تو یہ بھی ہمرکاب تھے جامع مسجد کے حجرے میں قیام ہوا۔ اس مسجد کے بلند مناروں کے دروازے جھکواڑوں سی محفوظ

ملنا مقدر و مقرر تھا۔

مولٰنا سید حسین شاہ صاحب بہت ذی وجاہت تھے۔ قوی سرد ممالک کے تھے۔ مزاج میں شان اور دبدبہ تھا جس کا اثر تلامذہ اور حاضرین پر پڑتا۔ نشست برخاست گفتگو بہت باوقار اور شایستہ تھی۔ مزاج شگفتہ تھا خانہ داری کے تعلقات سے بالکل بے تعلق تھے۔ صحیح اُردو خصوصًا تذکیر تانیث کی صحت کا بہت خیال رکھتے تھے۔ مدرسہ کے سلسلہ میں جو دعوتیں ہوتیں اُن میں کبھی شرکت نہ فرماتے۔ فارسی نظم و نثر پر پوری قدرت تھی۔ نثر میں کتاب خلعۃ الہنود یادگار رہی۔ نظم کا نمونہ ؎

زاہد ہوائے آں قدِ رعنائی کند

ایں سفلہ رو بہ عالمِ بالائی کند

عبدالرحمٰن خاں صاحب مرحوم (مالک مطبع نظامی) کا زہد اس شعر کو سُن کر کانپ جاتا۔

حاصل کلام۔ اُستاد مرحوم کی شانِ طلبِ علم یہ تھی کہ سوائے علم کے کوئی شے مطلوب نہ تھی۔ فرماتے تھے سبق سے فارغ ہو کر سب سے مقدم فکر یہ ہوتی کہ اُستاد کی تقریر کے الفاظ ذہن میں نقش ہو جائیں۔ نقش ایسا گہرا ہو کہ مٹائے نہ مٹے۔ ذہن میں تقریر کا بار بار اعادہ فرماتے۔ قلم سے لکھتے۔ ہم سبقوں سے مذاکرہ کرتے۔ ان مدارج سے فارغ ہو لیتے تب دوسرے مشاغل کی

یہ فقرے مثل چیدہ اشعار کے زبانی سنائیے :۔

"از گراں مایگی نقد روایات ہمسنگ ذہبی و ابن حجر ست، و
در میزانِ اعتدال رُواۃ از سبکی گراں پلّہ تر"

کلام میں متانت ہے، خیالات میں دقت اور علو۔ دل و دماغ مضامینِ علمیہ سے معمور تھے۔ اساتذہ کے کلام کا تتبع تام تھا۔ یہی لوازمہ ہے قصیدہ کا۔ قصائد کا مطالعہ میرے کلام کی تصدیق کریگا۔ نمونہ ملاحظہ ہو :

دی دمِ صبح بدیدم کہ چو شمع ایمن | از سواد افق افروخت بیاض روشن
طالعش از فلک کوکبہ ارزانی | کہ کواکب شد از و خیرہ بہ نگ ارزن
مہر از شب حبشی در آمد بکنارش گفتم | بط کشید ست بجو بیضہ کہ داد ست زغن
یا مگر دایہ حبشی ست کہ شیرش خورد ست | طفلِ رومی کہ برادا زشکم زنگی زن
راحت انگیز و طرب خیز چو صبح امید | یا لبِ شام غریب حبس منے صبح وطن
یا بہارے ست کہ از عنبر سارا گل شد | چوں فرو ریخت ز ناف شب گل مشک ختن
خواب می آمد و باد سحری خوش می رفت | دل سکون داشت از ین آمدن و رفتن
میرسد باد کہ آید بچمن ابر بہار | ابر آید کہ رود آب بہر جوے چمن
باد بر آتش گل و لالہ دامان زدست | ابر بر خاک چمن غرقہ آب افشاندن
باد میخیزد و میریزد بہر جا مشک تتار | ابر بنشیند و ریزد بہر سو دُرِّ عدن
ابر بکشاد چو از خدمت گلزار کمر | آب از موج ز ہر جو بکمر زد دامن

ہیں۔ حجروں کا کام دیتے تھے۔ جب کواڑ بند ہو جائیں تو اندر بیٹھنے والے کو دنیا و مافیہا سے بے خبری ہو جاتی ہے۔ یہ خصوصیت تھی جس کی وجہ سے وہ حجرے شایقِ مطالعہ طلباء کے محبوب تھے۔ خالی ہوتے ہی پہلے درخواستیں اُستاد کی خدمت میں پیش ہو جاتی تھیں۔ مولٰنا کو بھی اُن میں سے ایک حجرہ ملا تھا۔ وہاں کی مطالعہ کی محویت کا ذوق آخر عمر تک یاد رہا۔

ایک واقعہ بیان کر کے یہ حصّہ ختم کر دیتا ہوں۔ ابتداءً گھر سے نکل جانے کے بعد دو برس تک گھر والوں کو پتا نہ چلا کہ کہاں ہیں۔ جب کانپور کا قیام معلوم ہوا تو والد وہاں پہنچے۔ استاد سے ملے طلباء میں دیکھ کر پہچانا۔ کوششِ طلب دیکھ کر خوش ہوئے۔ چند روز کے لئے گھر لے آئے کہ اعزہ مطمئن ہو جائیں۔ جب سب سے مِل کر کانپور جانے لگے تو والدۂ ماجدہ نے کان کی چاندی کی بالیاں اُتار کر دیں کہ ان کو خرچ کرنا۔ جب پڑھ کر کماؤ تو سونے کی بالیاں اُن کے بدلے میں بنوا دینا۔ مولٰنا کو موقع نہ ملا کہ اس فرمایش کی تعمیل کرتے۔ والدہ کا انتقال ہو گیا۔ مدّت کے بعد خواب میں دیکھا کہ سونے کی بالیاں کانوں میں پہنے ہیں۔ پوچھا یہ بالیاں کہاں سے آئیں۔ جواب پایا جو بالیاں تم کو دی تھیں اُن کے بدلے میں یہ یہاں ملی ہیں۔

نثرنگاری | مولٰنا نے نثر نگاری میں نظم کی دلکشی پیدا کر دی تھی۔ علّامہ شبلی نے جب ارمغانِ آصفی کا دیباچہ دیکھا تو بہت محظوظ ہوئے۔ بوقتِ ملاقات اس کے

ہر کجا بو طلبی نکہت آراشب بوست　　ہر کجا ذائقہ جوئی گل حلوا بدہن
ہر کجا پای نہی مخمل سبزہ فرش ست　　ہر کجا دست بر آری پُر داز گل دمن
طارمِ تاک نماید فلک و کاہکشاں　　تاک از خوشۂ انگور چو پروین و پرن

اخلاق مولٰنا کے اخلاق، کلام، نشست و برخاست غرض جملہ حرکات و سکنات مہذب و باوقار تھے۔ محسوس ہوتا تھا کہ اخلاق ناصری اور اخلاق جلالی کے عمیق مطالعہ کے بعد عمل پیرا ہونے کی کوشش کی ہے، اور سعی عمل نے اوصاف کو ملکہ اور طبیعت ثانیہ بنا دیا ہے۔ شان علمی میں بھی یہی وقار اور تعمق تھا۔ آخر تک میں نے دیکھا کہ فیض تربیت اور قوت مطالعہ سے جو دقت نظر حاصل کی تھی اُس کی حفاظت میں اہتمام بلیغ فرماتے تھے۔ سرسری مطالعہ اور سبک مطالب و مضامین سے بہت اجتناب تھا۔ نظر میں بلندی اور سیر چشمی تھی۔ طرز ماند و بود باقاعدہ اور شائستہ تھا۔ لباس و ثاقت اور صفائی کی شان لیئے ہوئے ہوتا تھا۔ مزاج میں شگفتگی تھی، عبوست نہ تھی۔ مہذب مزاح پسند تھا، ذوقِ ادب پورا تھا، اساتذہ کے کلام میں جہاں متناسب الفاظ بندھ گئے تھے بہت پسند آتے تھے۔ اس سلسلۂ درس میں ذوق ادب تمام اساتذۂ کرام کو رہا ہے۔

معاملہ فہمی عقل معاش نہایت سلیم تھی، معاملہ فہمی سے پورا حصہ پایا تھا۔ عدالت میں بعض مقدمات لڑانے پڑے تو اس خوبی سے اہتمام کیا کہ اہلِ نظر مان گئے پنڈت اجودھیا ناتھ، الہ آباد کا نامور وکیل قابلیت کا لوہا مانے ہوئے تھا۔

از گل و لاله و نسرین سمن گل چین شد | بام و دیوار و در و عرصه و کوی و برزن
خرم و تازه و شاداب و شگفته همه جا | چه لب باغ چه صحرا چه تلال و چه دمن
سبز همچون فلک از سبزهٔ خود در کهسا | سرخ چون نار خلیل از گل نازان گلشن
دامن دشت ز گلگشت گریبان عدن | روی صحرا ز ریاحین همگی پشت چمن
کوه انداخته یک چادر کاهی بر دوش | دشت پوشیده یکی حلهٔ حمرا بدن
نامیه دوخت دگر بر تن گلزار امروز | از حریر سمن و اطلس گل پیراهن
سرو را ز آب روان ہست قبا سیمابی | لاله را کرته گلابی ہست ز شبنم بر تن
باغ شاداب و شگفته چو بهشت علیا | نخل چون سدره و طوبی بزمین سایه فگن
نخلبند چمن خلد به پیرامن باغ | خار چین بند و گوید که چمن پیراهن
گردن و دست عجب و بس ہست تو گوئی ہر شاخ | بسکه با غنچه و گل آمده دست و گردن
قوت نامیه زنار عروق اشجار | میکند جامهٔ خورشید تو چون در زن
مشعل لاله گلنار شد از باد خزان | همچو شمع شجر وادی ایمن ایمن
لالهٔ آل میان گل مهتاب بود | شمع تابندهٔ ناهید بقندیل پرن
در شقایق گل مهتاب شگفته باشد | ماه و پروین که گرفت است شفق پیرامن
لاله هندوی سیه مست که سازد در عید | کاسه لبریز گلال از بقم و از زرین
شاخ شب بوی شگفته بسفال ریحان | صورت شمع شب افروز نهاده به لگن
هر کجا چشم کشائی همه نرگس بینی | هر کجا گوش دهی مرغ نوا زد ارغن

اور فقہ میں منیۃ المصلے اور کنز الدقایق اُس وقت پڑھ چکا تھا۔ قطبی میبذی مولانا سے شروع کی، پھر مختصر المعانی۔ یہ دونوں کتابیں پورے اہتمام سے پڑھائیں۔ مطالعہ، روک ٹوک، تاکید، زجر و توبیخ، بحث و مباحثہ، فارسی ترجمہ، یہ تمام مدارج طے ہوئے۔ میرا خیال ہے کہ ان دونوں کتابوں سے استعداد کو پورا نفع پہنچا۔ میں نے مولٰنا سے منطق میں قطبی مع میر، ملا حسن، حمد اللہ، حکمت میں ہدیہ سعیدیہ و میبذی، اُصول میں نورالانوار، توضیح تلویح، مقدمات اربعہ، معانی میں مختصر المعانی فقہ میں شرح وقایہ اور ہدایہ (کتاب الرہن تک) عقائد میں شرح عقائد نسفی، حدیث میں مشکوٰۃ المصابیح، تفسیر میں جلالین اور تفسیر بیضاوی (سورۂ فاتحہ و ابتدائے سورۂ بقرہ)۔

جو حاصل ہوا فیضِ اُستاد سے جو رہ گیا اپنی قصورِ استعداد سے۔ مولانا نے قریباً تمام علوم اُستاد العلما مولٰنا محمد لطف اللہ علیہ رحمۃ اللہ سے پڑھے تھے۔ اُستاد کا ادب نمونۂ سعادت تھا۔ سعادتِ خدمت تمام تلامذہ سے زیادہ حاصل ہوئی۔ زندگی یوں بسر ہوئی اور آخرت کا آغاز اس طرح ہوا کہ استاد سے آٹھ روز بعد وفات پائی اور جوار میں دفن ہوئے۔ اسکنہما اللہ تعالیٰ فی جوار رحمتہ بحرمتہ سید المرسلین الذی ارسلہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ و آلہ اجمعین

مرض الموت کا ایک واقعہ عجیب ہے، اور تلمذ کے تعلق روحانی پر شاہد عدل۔ اُستاذ کی رحلت عرفہ کے دن عصر کے وقت ہوئی، تلمیذ پر مرض الموت

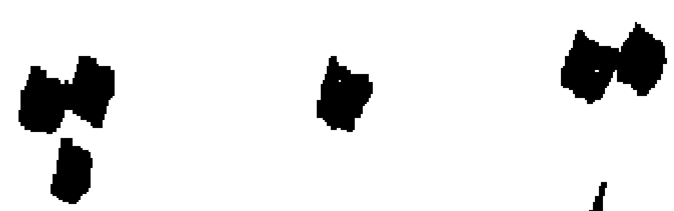
ہبۂ مرض الموت کی اس مقدمہ میں بحث تھی، میں نے دیکھا کہ برسوں تک اس مسئلہ میں مشورہ کرنے اہلِ معاملہ مولانا کی خدمت میں آیا کرتے تھے۔

خانہ داری سلیقہ اور ستھرائی کے ساتھ تھی۔ اولاد کی تعلیم و تربیت میں اہتمام بلیغ تھا۔ اس طرح پرورش کی کہ بلند نظری پیدا ہو، ذمارت اور پست خیالی سے دور رہیں۔

طرزِ تعلیم | طرزِ تعلیم استادانہ تھا۔ درس کے وقت شان و وقار ہیبت زا ہوتی تھی جو قواعد تعلیم اساتذہ سے ملے تھے اُن پر پورا عمل تھا۔ فرماتے تھے کہ شاگرد کو اُستاد کی توجہ سے فیض پہنچتا ہے۔ درس کے وقت شاگرد کو سامنے بٹھانا چاہیے۔ مطالعہ اور صحت عبارت پر بہت توجہ رہتی تھی۔ لغزش پر ناخوش ہوتے، مکرر لغزش ہوتی تو نفریں فرماتے۔ فرماتے تھے کہ طالب علم کو اس سے بہت نفع ہوتا ہے کہ فراغِ سبق کے بعد مطالب کتاب پر وقتاً فوقتاً غور کرے۔ اُستاد کی تقریر پیش نظر رکھے، سوچے کہ اعتراض کیا تھا اور جواب کیا۔ مطالب کتاب کو اپنی عبارت میں قلمبند کرنے پر زیادہ زور دیتے تھے۔ اس سے مطالب ذہن نشین ہو جاتے ہیں۔ مختصر المعانی کے بیسیوں صفحے میں نے فارسی میں لکھے تھے جن پر زبان اور مطالب دونوں کے لحاظ سے باقاعدہ اصلاح فرمائی جاتی تھی۔

میں اپنی خوش قسمتی پر نازاں ہوں کہ ایسے نکتہ سنج اُستاد سے استفادہ کا موقع ملا۔ سنہ ۱۳۰۳ھ میں مولانا بھیکن پور تشریف لائے میں شرح جامی اور شرح تہذیب

بسم اللہ الرحمن الرحیم



دیباچہ

ستایش و نیایش صانعے را کہ مطلع غرّاے صبح بر سواد آسمان رقم نمود، و مصرعۂ برجستۂ ہلال در بیاض اُفق ثبت فرمود۔ نظم آرائے کہ قصیدۂ مرصّع کہکشاں آراستۂ قلم قدرتِ اوست، و ابیات مسجّعِ بروج پیراستۂ کلک بداعت او۔

و درود و سلام بر اورنگ نشین دیوان "انا افصح العرب والعجم"، تاجدار قلمرو "اوتیت جوامع الکلم"، خزینہ دار جواہر زواہر حِکَم، صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم ؎

اُمّی و حرف سنج تختہ کُن — قلمش راست کار و راست سخن

کاف و نون یک رقم ز نامۂ او — لوحِ محفوظ زیر خامۂ او

سپس بر صیرفیان نقد سخن مبرہن ست کہ در بازار ہنر جنسے گرانمایہ تر از لآلی افکار عالی دستگاہاں نیست، ازیں ست کہ کامل عیاران صاحب نظر ایں بضاعت بیش ارزش را بہ بہاے جاں خریدہ اند، و بمیزان قدر و اعتبار سنجیدہ۔

خوشا طبعی کہ اگر نکتۂ از سر برزند، آں را بر جاں نگارند، و چوں در لطائفِ سخن نفسے برآرد، ہمسنگ درّ و گہر شمارند۔

ہمانا سخن فیضے ست از فیوضِ الٰہی کہ "الشعراء تلامیذ الرحمن" برہان وست

تسلطِ تام پاچکا تھا، غفلت طاری تھی۔ رحلتِ استاد کی خبر با حتیاطِ تمام مخفی رکھی گئی، کان بے خبر رہے جان بے خبر نہ تھی۔ بہت بے چین تھے۔ شب کو غذا نہیں کھائی۔ اعزہ نے کہا کہ آج آپ اس قدر بے چین کیوں ہیں، غذا بھی نہیں ہوئی، ضعف زیادہ ہوجائیگا۔ فرمایا ہم غذا کیا کھائیں، ساری دنیا بے چین ہے، پوچھا کیوں؟ فرمایا مولٰنا نے رحلت فرمائی۔ تردید شدید کی، بے سود۔ صبح کو بسلسلۂ تردید ایک عزیز نے کہا کہ مولٰنا کی مزاج پرسی کو گیا تھا، الحمدللہ مزاج اچھا ہے۔ فرمایا بکتے ہو۔ الحق ؎

بے واسطۂ گوش ولب از راہِ دل وچشم
بسیار سخن بود کہ گفتیم وشنیدیم

حیدرآباد (دکن)
۲۳ محرم الحرام ۱۳۴۳ھ

محمد حلیب الرحمٰن

عن الشرور والفتن ؎

وزیر الملک من نوی رفضل فصار به صدر الکمال مبجلا

اذا اشرقت بالبشر صفحۃ وجہہ کان علیہا البدر حین تہللا

آن کہ بر مسند بزرگی و کرامت صدرے مکرم تر از و نہ نشستہ، و در جوئبار فضل و کرمت سرشے سر بلند تر از و بر نخاستہ ؎

الیہ تناھی کل فخر و سودۃ
و منہ یباھی کل عز و رفعۃ

بشوق استعا د تقدم نمود، و نظر بر سوابق اخلاص و لواحق اختصاص ہمت بر طبع و نشر قصائد بر گماشت، و "خزینۃ المعانی" اورا نام گزاشت۔ و مرا کہ از کہنہ پرستا رانم، و کہنہ ہوا دارانِ، و با آں کہ ہیچ میرز و ہیچمدانم، و آنم کہ من دانم، تکلیف فرمود کہ دیباچۂ مختصرے در ترجمۂ حال و الد علّامہ بنویسم۔

از ادب دور دیدم ریزہ ہائے خزف را در جنب لآلی شاہوار نہادن، و پارہ ہائے آبگینہ را بہ پہلوے جواہر رخشاں عرضہ دادن۔ چنداں کہ رنگ بہانہ ہا ریختیم، و بزبان خموشی عذرہا آوردم، کمتر شنود۔ ناچار بحکم "الامر فوق الادب" بہ امتثال امر عالی پرداختم، و در کیسۂ بے بضاعتی انچہ از کالاے کاسد داشتم بہ سواد بردم، و بحرفِ اعتذارے کہ سالہاست حضرت والد مرحوم از من بزبان قلم آوردہ است اکتفا نمودم ؎

کہ بگزرند ز من از کرم چو بہنا دم سفال ریزہ بطرف لآلی شہوار
ازانکہ رسم قدیم ست و صیرفی داند خزف بگوہر رخشاں نہادہ در بازار

قصاید حضرت والد مرحوم، کہ یکے از فضلاے سر آمد عصر، و در پارسی والی ولایت نظم و نثر

وترجمان دانش ست وآگاہی کہ "ان من الشعر لحکمۃ" آیتے ست در شانِ اُو ؎

قافیہ سنجاں کہ علم بر کشند — گنج دو عالم بہ سخن در کشند

بُلبلِ عرش اند سخن پروراں — باز چہ مانند بداں دیگراں

امّا دریں دورۂ زماں رغبت عمومی اہلِ روزگار بہ ادبیات فرنگ، رنگ ازیں متاعِ عزیز بُردہ است، وآں را بدست کساد سپردہ۔ نادرہ فروشانِ ایں چار سو، از تنگ مایگیِ مشتری ونارواییِ کالا، دکانِ سخن برچیدہ اند، وسر در کنجِ خمول کشیدہ۔ چہ ہاے یواقیت و دُرر بر طاقِ ناشناسی اُفتادہ، ودرجہاے لعل وگہر تلف وبربادی را آمادہ ؎

سوختیم وجوہر ما بر کسے ظاہر نہ شد

چوں حنا پاماں ز شب تاب بیجا سوختیم

ہر چند درد کساد سخن دل را آں چناں فرو گرفتہ بود کہ اندیشۂ طبع نمودن کلام بلاغت نظام حضرت والدی المرحوم گرد خاطر گردیدے، لکن از بیمِ تلف کہ بمرور ایّام وقوع ایں گونہ حوادث محتمل ست، عزم داشتم کہ چوں ایں عروس زیبا پیرایۂ تمامی در بر گیرد، وچناں کہ قصائد نظم ترتیب یافتہ، غزلیات وقطعات ہم شیرازۂ جمعیت بندد، آں را مجموعاً بحلیہ طبع آراستہ گردانم۔ وبہ نظر مشاہیر روزگار، خاصّہ احباب ومخلصان پدر نامدار رسانم۔

امّا برادر عالی مرتبت کہ ورلے پیوند تلمذ با والد مرحوم نسبت فرزندی ہم دارد، اعنی در فرید صدف اقبال، صدف گوہر کمال، نقاوۂ افاضل انام، سلالۂ اماجد کرام، مہدار کان دین پروری، مشید بنیان شریعت گستری، کامیاب دولت نشأتین، سمی محبوب رب المشرقین مسند نشین چار بالش کامرانی، مولنا حبیب الرحمن خاں شروانی، نواب صدر یار جنگ رئیس بھیکن پور، وصدر الصدور وشیخ الاسلام ممالک محروسۂ دکن، صانھا اللہ

از دست سہ

کجاست عرفیِ شیراز قلزمِ معنے　　کجا کمالِ صفاہانِ ابر لولو بار
کجا ظہیرِ گہر سنج نظم تا شنوند　　زمن دو حرف نیازے ضروری الاظہار

چیدہ ام گلہاے معنی تا سخن سنجانِ غنی　　چادرِ گل بر مزارِ علویِ خوشخو زنند

غنی بطرز دلآویز بخیۂ غالب　　رقم کشیم بدانساں کہ خام کار کشد

داغ در بزمِ سخن خواجۂ شیراز بود　　ذوق در طرزِ غزل خواجوی کرمان آمد

مولد و منشاءِ آن فرخ نژاد قصبہ مور شید آباد است، از توابع فرخ آباد، کہ "الرجال من القریٰ"۔ و نسبش بہ پنج واسطہ با نواب الہ داد خان بنگش دیوان نواب شیدالدین خاں بانیِ مور شید آباد کہ از نیاگاں نواب محمد خاں بنگش والیِ فرخ آباد بود، می پیوندد با تحقیق؛ عبدالغنی خاں بن محمد میر خاں بن نصرت میر خاں، بن فتح میر خاں بن حریف خاں بن عالم خاں بن نواب الہ داد خاں، غفرہم اللہ تعالےٰ۔

ولادتش در حدود سنہ ہزار و دو صد و شصت از ہجرت اتفاق افتاد۔ مینونشین عبداللہ خاں علوی مور شید آبادی معروف بدہلوی، بقرابت قریبہ خالِ او بود۔

زانوئے کتاب دبیات متداولہ پارسی پیش احمد شیر خاں مور شید آبادی کہ تربیت کردۂ صہبائی دہلوی بود، و مولوی غلام محمد تلمیذ رشید عبداللہ خاں علوی تہ کردہ پایۂ رفیع حاصل نمود۔ در بست سالگی کہ ہزار و دو صد و ہشتاد ہجری بود، در شوق

بود، دیباچۂ دفترِ فضائلِ اوست۔

آشنایانِ مراتبِ سخنوری اگر بغور کلامش رسند، و دراں تفکرِ شایستہ نمایند، بر کمالِ قدرِ او دریں شیوہ آگاہ شوند، و معلوم ایشاں گردد کہ کاخ والا فکرِ او در چہ پایہ بلندی ست۔

عجب تر ایں کہ بعد فراغ از مراتب علمیہ ہموارہ چراغِ تدریس می افروخت، و بنابر موزونی فطری گہ گاہ لباسِ نظم بر قامتِ شاہدِ معنی می دوخت، تا در سرزمینِ وطن بود مدتہا می گذشت کہ مصرعے موزوں نمی کرد، اما چوں بتقریبے رسدی می داد طبع معنی آفرینش باندک تامل سخن را بطریقۂ استادانِ صاحب فن بکرسی می نشاند۔

از ہنگامے کہ بدکن آمد و با افاضل موزونانِ آں دیار او را در مشاعرات اتفاق افتاد آئینۂ طبعش تازہ جلاے گرفت، و مشاطۂ فکرش در پیرانہ سری لیلاے سخن را بہ خلعتِ جدا پیراست۔ الحق طوطی خامہ اش در محاورہ سنجی و سخن پیرائی، دسرہ گفتاری و سنجیدہ ادائے منطق طوطیانِ شکر خوار را از الفاظ چوں شکر خوار گردانیدہ۔

شمیمِ متانت انوری از ریاحینِ الفاظش مشام آرا، و نکہتِ نزاکت ظہیر از بساتینِ معانیش غالیہ سا۔ درسلاستِ زبان و عذوبتِ بیان با بلبلِ شیراز ہمداستاں، و در دقت طرازی و معنی آفرینی ہمصفیرِ عندلیبِ شروان۔ در قطعۂ باآہنگ راست می سراید ؎

حرفم قلم زدستِ دبیرِ فلک فگند | پروین گہر فشاند بہ نظم لآلیم
بلبل ز صوتِ خامۂ من شد صفیر زن | طوطی شکر شکست ز شیرین مقالیم

سخنش از اثرِ تکلف بری ست، و ایں وصف در اشعار کمتر فصحا تواں یافت۔ غالب اشعارش قصاید ست، و غزل کم۔ اما دریں صنف نیز انچہ گفت ست درسفت ست۔ و از شرائف اوصاف دست کہ از معاصرین و متقدمین ہر کہ را در اشعار خود یاد می کند، جز بخوبی نمی کند۔

ہمدریں اوان باشبلیؒ دوران مولانا فضل الرحمن گنج مرادآبادی قدس سرہ السامی کہ در معرفت وتقوی آیتے بود از آیات اللہ، وتفسیر آیۂ واجتباہ، ودر احیاے سنت قدمی راسخ داشت، نسبت ارادت درست کردہ سعادتہا اندوخت۔

دہ دوازدہ سال در وطن ہم بریں منوال بود۔ آخر از اوضاع اقارب کالعقارب خاطرش منزجر گشت، واحوال را باطبع خود ملایم نیافتہ بحکم غنا طبعی دست از املاک بازکشید۔ چنداں کہ دوستان و پیوستگان مانع آمدند، بہ آں رضا نداد، وچوں نظماے مدرسہ عربیہ دہلی اورا بہ آرزو میخواستند، در ہزار و سہ صد ہجری بقصد مشاورت باحضرت مولانا لطف اللہ، نوراللہ مضجعہ، متوجہ علی گڑھ شد۔

امیر ہنرور و ہنر شناس یگانہ نواب عبدالشکور خاں رئیس بھیکن پور انار اللہ برہانہ کہ از اعاظم امرائے آں دیار بود، بنا بر سابقہ معرفتے کہ با والد مرحوم داشت، اورا بجد تمام بہ مقام خود آورد، وبہ آموزگاری فرزندان برگماشت۔ تا در آں جا بود روزگار بکمال احترام واعتبار گزرانید۔

در اوایل سنہ ہزار و سہ صد وسیزدہ از ہجرت، در نوبت دولت حضرت غفران مکان آصف جاہ سادس، برفاقت علامی مولانا لطف اللہ، رحمہ اللہ، عازم گلگشت دکن گشت۔ سر وقار الامرا مدار المہام عہد اورا در ظل عنایت خود آورد وتفقدہا فرمود۔ و بہین جوہر شناسی نواب عماد الملک سید حسین بلگرامی کہ در ہنر پروری شانے بلند، ودر علوم تازی وپارسی وانگلیسی مکانے ارجمند دارد، ودر آں ایام زمام نظام مدارس ومکاتب ممالک محروسۂ نظام عالی مقام، ضاعف اللہ اجلالہ واقبالہ، بکف کفایت او بود، در مدرسۂ فوقانیۂ بلدہ بر مسادۂ افادۂ تازی وپارسی نشست، وبا مشاہیر عصر کہ بکمال فضل وہنر وکمال لطف و

استفادۂ علوم عربیہ اولاً در فرخ آباد پیش نواب عبدالعزیز خاں عزیز بریلوی کہ از نحاریر فضلا و مشاہیر و کلا بود، روزے چند با ستفادہ پرداخت۔ پس ازاں جا بہ کانپور رسید و مبادی صرف و نحو را نزد مولانا حسین شاہ بخاری متخلص بو آصف کہ کتاب خلعۃ النحو از مصنفات مشہورۂ اوست، ودر آں زماں صدر آرائے وسادۂ درس در مدرس فیض علم بود، گزرانید۔ وچوں مولانائے مرحوم عزم بھوپال کرد، فنون منطق و فلسفہ و ریاضی و ہیئت و معانی و بیان و فقہ و اُصول فقہ و عقائد و کلام و حدیث و اُصول حدیث و تفسیر را خدمت علامۃ العصر استاذ الفضلا مولانا لطف اللہ، طاب ثراہ، کہ فضایل و کمالاتش از غایت شہرت بے نیاز از اظہار ست در فرصت کمے بہ تکمیل رسانید۔ اساتذہ اش بر غایت ذکا و اصابت رائے، و استقامت فکر او آفرینہا می گفتند، و در مطالعہ و مباحثہ آں قدر گرم روئے داشت کہ محصلین را اکثر میسر آمن باشد۔

از جملہ مستعدانے کہ ہمدرس او بودند مولانا السید محمد علی کانپوری ثم مونگیری ست، متع اللہ المسلمین بطول بقائہٗ، و مولانا احمد حسن کانپوری، و مولانا محمد اسحٰق پٹیالوی و مولانا المفتی عبداللہ ٹونکی، و مولانا عبدالحق دہلوی صاحب تفسیر حقانی، غفرہم اللہ۔

پس ازاں کہ حضرت مولانائے مبرور بعزم مسند آرائی مدرسہ عربیہ علی گڑھ کانپور را وداع گفت، منصب تدریس و فیض عام باو مسلم داشتند۔ صیت فضل و فضایلش در اندک زماں آفاق را فرا گرفت، و مستعدان نزدیک و دور بر رشے ہجوم آوردند، سہ سال درآں جا مشغول افادہ بود تا بضرورت انتظام املاک و عقار موروثی اندیشہ معاودت وطن از خاطر سر برزد۔ جمعے از مستفیدان باوے ہمرہی کردند۔ باوجود اشتغال زمینداری، کہ وجہ معاشش بداں بود، بہ تعلیم ایشاں می پرداخت۔

از جملۂ مصنفاتے کہ او راست، یکی "ارمغان" ست، در بیان محاورات زبان پارسی، و تصحیح ربط اسما و افعال، و تنقیح ادات وصلات، تا ہندیان پارسی سرا در طریق محاورت بشیوۂ شیوا زبانان ایران و ہنجار ہموار ایشان درآیند۔ می گوید ے

کتابِ پارسی تالیف کردم تازہ ترتیبے — کشیدم بست سال از عمر در جمعش پریشانی
نمودم کیں لغت را مصدر و حرفِ صلہ نسبت — کہ تا بینندہ در ترکیب بیند روئے آسانی
رود بر نقشِ پاے پیشوایانِ سخن گستر — درآید چوں زباندانان ببزم پارسی دانی

ایں کتاب در اربعے ہزار و ہفت صد و سیزدہ صفحہ است، و بصلۂ تالیفِ آں از پیشگاہ حضرت غفران مکان آصف جاہ سادس چار ہزار ہفت صد روپیہ جائزہ گرفت۔

دیگر "تذکرة الشعرا" در ترجمہ حال سخنورانے کہ اشعار ایشاں بر سبیل شواہد در ارمغان گزاشتہ است۔

دیگر "حوار العرب" کہ مشتمل ست بر پنجاہ ہزار محاورۂ متعارفہ عربی، با ترجمہ پارسی و اردوے آنہا۔ در تالیف ایں کتاب داد فضل و ہنر دادہ است و منتے تازہ بر طالبان محاورات تازی نہادہ۔

پایانِ عمر دکن را وداع گفت و طرح اقامت در آگرہ انداخت، و ہم در آں جا بہ ترتیب و تسوید قصائد و بعضے از مقطعات کہ پراگندہ افتادہ بود، پرداخت۔ اگرچہ بسیار در تمنائے آں بود کہ قصائد و غزلیات را زود تر شیرازہ بند طبع گرداند لکن بنا بر بعضے ملاحظات طبع و نشر حوار العرب را تقدیم داد۔ ہنوز جزو اول از آں بچاپ رسیدہ بود کہ پیک اجل در رسید، و در ہزار و سہ صد و سی و پنج از ہجرت در علی گڑھ جان بجاں آفریں حوالت نمود، و بجوار استاذ معظم مولانا لطف اللہ بخاک آسود، جعل اللہ الجنة مثواہما

موزونیت طبع سمر بودند، اور ابطے پدید آمد، مخصوصًا با دردی کش خمخانہ حقیقت مولانا عبدالقدیر حسرت، و مہر جہاں افروز معنی گستری مولانا السید اشرف شمسی، و فروغ بخش شبستان سخنوری مولانا جمال الدین نوری، و شیر بیشہ سخن سرائی مولانا السید علی حیدر طباطبائی، مخاطب بہ نواب حیدر یار جنگ، کہ تا حال خطۂ دکن بوجود ایں ارکان اربعہ بنیان دانش و آگاہی مفاخر و مباہی ست، ابقاہم اللہ تعالیٰ، اُنسے تمام داشت و ہموارہ با ایشاں سرگرم ہمطرحی بود، و در ہر ماہ یک نوبت بالخصوص ہنگام جشن سال گرہ حضرت غفران مکان ستے چند از معارف را بہ میہمانی میخواست، و ہمۂ ایشاں محض از برائے تفنگہ خاطر یاراں و تشحیذ و تنزہ طبع دوستان بزم سخن چیدہ داد سخنوری و سخن سنجی میدادند ؎

رونقِ انجمن از صحبتِ اہلِ سخن ست
سبز دارد پرِ طوطی چمنِ آئینہ را

قصایدش اگرچہ در مدایح واقع شدہ اما چوں بغنا رطبعی مجبول بود ابدًا بر ہیچ کس از ممدوحین اقتراح ننمود، و ہیچگاہ بطمع صلہ دہن خوش نہ کرد۔ در قصیدۂ کہ بہ تہنیت عید در آنجا است می گوید ؎

منم غنی و گدا ہست ہر کہ غیر غنی ست | غنا و گدیہ ز یک دیگرند دور و نفور
بر ست کیسۂ اسمِ من از نقود نقاط | چو جیب طبع شناسنجم از دُرِ منثور

اگر در مکارم صفات، و محاسن اخلاق، و علو ہمت، و سمو فطرت، و شگفتگی طبع او تفصیلے رود سخن با طالت انجامد، و باشد کہ حمل بر ریا و مبالغہ گردد ؎

کسی کہ خلعتِ حسنِ ازل بقامتِ اوست
چہ حاجت ست کہ مشاطہ اش بیارا ید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیدہ

متضمن تاریخ در تہنیت سالگرہ حضرت بندگان عالی متعالی حضور پرنور
رستم دوراں فلاطون زماں سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ مظفر الدولہ
نواب میر محبوب علی خان بہادر نظام الملک آصف جاہ
جی سی ایس آئی۔ جی سی بی خلد اللہ ملکہ وسلطانہ وافاض احسانہ زان
شانہ وصان عما شانہ

الٰہی تا جہاں باشد نگہدار این جہانبان را — نظام الملک آصف جاہ محبوب علی خان را
خدیو دادگر دارائے دانش و دہش گستر — خرد پرداز دیں پرور فروغ افزائے ایماں را

دراختتام کلام لازم ست تشکرات قلبی را از آں برادر شفیق و محترم بہ تقدیم رسانم، اگرچہ نمی توانم از عہدۂ شکر یکے از ہزار آں ایادی کہ برخود دارم بیروں آیم ۔

لراقمہ ؎

حقوق مہر و ولایش کہ جاوداں بادا — زباں کجاست کہ از صد یکی فروخوانم
چو ذرّہ گرچہ حقیرم ولی بحمد للہ — ز مہر ورزیِ او ہمچو مہر تابانم
کلاہ گوشہ بہ اوج فلک اگر شکنم — روا بود کہ محبّ جبیبِ رحمانم

الٰہی تا دلِ دوستاں از دولتِ مہر و اخلاص مالامال ست، ذاتِ فرخندہ صفاتش کہ عین کمال ست از عین الکمال امین، و دیدۂ دلش بفروغ جمال فرزندان روشن باد۔

واللہ ولی التوفیق وھو حسبی ونعم الوکیل

حیدرآباد
غرّہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۲ھ

ہیچمداں محمد عبد الحمید خاں عفا اللہ عنہ

ز جوش نامیه هر تخم پیش از کاشتن روید — مبادا ابر زمین از تحفه بربندد بهتان را

زمین نازد که فوراً خوشه میزان کشد دانه — فلک پیچد که آید دیر بهر از خوشه میزان را

فلک گلهای انجم با گلِ خرشید نفروشد — زمین گلهای خرشید و نجوم آورد گیهان را

ز آب افروخت آتش شبنم تر دست انگر — برآورد آب از آتش ببین باد بهاران را

یکی آب افگند بر سرخ گل رخسار او شوید — یکی آتش بریزد بر فروزد رشتهٔ باران را

ز بیم آن که آب بر خاموشش نگرداند — هوا بر آتشِ گلنار زد هر لحظه دامان را

سحاب آتش زند تا آتشِ گل شعله نفروزد — که آب و آتشِ خاموشِ گل باید گلستان را

نه پنداری که در معنی فنا و آب هم وادار — سخن در نفطِ خاموشی است با دود آب باران را

رسید آن خرمی زین سال نو در خاطر عالم — که از ابر نو بهاران تشنگان باغ و بستان را

چنان سرخوش نمی باید نفس در آفاق از این شادی — که تنگ آمد فضای لامکان هم تنگ امکان را

تخالف شد ز طبعِ آب و آتش خاک و باد فرو — که خود کیفیتی غیر از مسرت نیست ارکان را

چنان سر رو سر امسال شد در نامیه ساری — که از هر شاخ می روید گلِ سوری درختان را

گره از کارها بکشاد این جشنِ گره بندان — که می خیزد گره از رشته ها افسون طرازان را

بحلِ عقده راس و ذنب آمد قمر مائل — بنات النعش شد عقدِ ثریا چرخ گردان را

نشست از خاطر عشاق رنجِ دل از این شادی — که از ابرو گره برخاست نازک مه جبینان را

ز تحریک نشاط است اهتزازی در هوا سار — که شد عقد حباب و ژاله مشکل پرده باران را

دمد گلهای خندان در چمن از شاخ در غنچه — نیفتد تا گره در کارِ نخلِ باغ و بستان را

صبا را هر سحر از شبنم تر شانه در دست است — که تا بکشاید از سنبل گره گیسوی پیچان را

بخود هر چند چون اندام نالید است از این شادی — قبا هم بند خود بشکست هم بندِ گریبان را

مگر بادی گشادِ کارِ عالم هر سرِ سالی — گره در رشتهٔ سالش نزد تدبیر نسیان را

ربیع آمد و محبوبِ جهان را جلوه گه زین رو — بهار افروخت فیضِ لاله و نسرین و ریحان را

شهی کار آگهی دانندهٔ رسم و رهِ شاهی — جهان فرمان دهی فرمان پذیرِ پاک یزدان را
معینِ ملّتِ بیضا مطیعِ شرعِ پیغمبر — محبِّ آلِ پاک و اهلِ بیت و چار یاران را
فروغِ جلوهٔ صورت جمالِ شاهدِ معنی — سوادِ نسخهٔ هستی بیاضِ صبحِ امکان را
سرِ گردن فرازی پایهٔ تمکین دستِ بخشایش — دماغِ هوش و مغزِ فکر و قلبِ علم و عرفان را
فلک درگاه مهر اورنگ زهره چتر و مه پرچم — زحل طاق و ثریا طارم و بهرام دربان را
محیطِ علم و کوهِ حلم و کانِ گوهرِ دانش — سحابِ فیض و آبِ فضل و بحرِ بذل و احسان را
فریدون رایت و جمشید تخت و کیقباد افسر — تهمتن زور و بهمن بازو و بهرام دوران را
سکندر عزم و رستم رزم و خسرو بزم و جم ساغر — قدر قدرت قضا ابرام خاقان ابنِ خاقان را
همایون وارثِ جاه و جلالِ اکبر و بابر — ولی عهدِ جهانگیر و طغان شاه و قدرخان را
کریمی زر دهی گنجینه بخشی گنج بخشائی — درم ریزندهٔ دینار باری گوهر افشان را
بخاک افگند جودش آبِ دیده مایهٔ دریا — به آب انداخت بذلش خاک خفت معدن و کان را
کفِ زر بخش و گوهر بار گنج افشان درم ریزش — بر آمود آستین و جیب و دامان و گریبان را
نثارش از گدایان تا بهیچ آرد فلک امروز — زر خرشید افگندست در یک پلهٔ میزان را
بود همواره صبح و شام و روز و شب مه و سالش — مسرت خیز و یمن انگیز و دامن آمیز دوران را
خصوص این سال خرم حال نیکو فال فرخ فر — بود نور و زر رنگ افروز نخلستانِ امکان را
هوای دلکشای برشکال امسال گسترده است — برنگِ سبزهٔ گلگون بساطِ گل فرشان را
بساطِ سبزه در ریحان که خوابِ مخملِ کاشان — کشد خمیازهٔ حسرت که بیند دیده کاش آن را
بر آمد ابر آزادی که گلاب افشاند در گلشن — دمیده باد نوروزی عبیر آمود بستان را
زهی فصلِ گل انگیزی که نخلِ شمع را بینی — چو گل بشگفت هر گه باد سازد گل چراغان را
خورد در خانه بی سیرِ چمن هر کس درین موسم — ز گلهای نهالی بوی گلهای نهالان را
شگوفه می کند از آب خوردن شاخِ گل هر دم — که ترسد امتلای معده رنج آرد درختان را

خرم و تازه و شاداب و شگفته همه جا — چه بباتین چه صحاری چه تلال و چه دمن
سبز همچون فلک از سبزهٔ خود دره و کهسار — سرخ چون نار خلیل از گل نار ان گلشن
دامن دشت ز گل گشت گریبان عروس — رخ صحرا ز ریاحین همگی پشت چمن
کوه انداخته یک چادر کاهی بر دوش — دشت پوشیده یکی حلهٔ حمرا ببدن
نامیه رخت دگر بر تن گلزار امروز — از حریر سمن و اطلس گل پیراهن
سرو از آب روان ست قبا سیمابی — لاله را کرته گلابی ست ز شبنم بر تن
باغ شاداب و شگفته چو بهشت علیا — نخل چون سدره و طوبی بزمین سایه فگن
نخلبند چمن حله به پیرامن باغ — خار چین بندد و گوید که چمن پیرامن
گردن دست عروس ست تو گوئی هر شاخ — بس که با غنچه و گل آمده دست و گردن
قوت نامیه از تار رگ و عرق اشجار — می کند جامهٔ خورشید رفو چون درزن
مشعل لاله و گلنار شد از باد خزان — همچو شمع شجر وادی ایمن ایمن
لالهٔ آل میان گل مهتاب بود — شمع تابندهٔ ناهید بقندیل پرن
در شقایق گل مهتاب شگفته باشد — ماه در پرده که گرفته ست شفق پیرامن
لالهٔ هندوی سیه مست که سازد و عید — کاسه لبریز گلال از بقم و زر و تن
شاخ شب بوی شگفته بسفال ریحان — صورت شمع شب افروز نهاده به لگن
هر کجا چشم کشائی همه نرگس بینی — هر کجا گوش دهی مرغ نوا زد ارغن
هر کجا بو طلبی لخلخه آرا شب بوست — هر کجا ذائقه جوئی گل حلوا بدهن
هر کجا پای نهی مخمل سبزه فرش ست — هر کجا دست برآری پر داز گل دامن
طارم از تاک نماید فلک و کاهکشان — تاک از خوشهٔ انگور چو پروین و پرن
گل یوسف که عزیزی ست به مصر گلزار — می فرستد سوی رضوان بصبا پیراهن
لاله از تشنگی جا زیر زمین ماند و شگفت — چون شهید کفن آلوده بخون در مدفن

مشرف شد ربیعِ اوّل از محبوبِ حق اوّل
ربیعِ آخر آخر یافت محبوب علی خان را

الٰهی سایهٔ مهرش بود ممدود بر عالم
بود تا سایهٔ ممدود مهر و ماهِ رخشان را

عقودِ رشتهٔ عمرِ درازش باد افزون تر
از آن دوراتِ مستقبل که باشد چرخِ گردان را

غنی تاریخِ جشنِ سالِ نو گفتم گهر سفتم
که سالِ نو مبارک جشنِ سلطان ابنِ سلطان را

قصیده

مدحِ بندگانِ عالی متعالی بالقابه خلّد الله سلطانه و ایّد انصاره اعه

دی دمِ صبح بدیدم که چو شمعِ ایمن
از سوادِ افق افروخت بیاضِ روشن

طالعش را از فلک کوکبه ارزانی
که کواکب شد از ذخیره برنگِ ارزن

مهر از شب چو در آمد بکنارش گفتم
بط کشیدست بجز و بیضه که از دستِ زغن

یا مگر دایهٔ چینی ست که شیرش خوردست
طفلِ رومی که بزاد از شکمِ زنگی زن

راحت انگیز و طرب خیز چو صبحِ امید
یا پسِ شامِ غریبِ چو منی صبحِ وطن

یا بهارے ست که از عنبرِ سارا گل شد
چون فرو ریخت ز تابِ شبِ گل مشکِ ختن

خواب می آمد و بادِ سحری خوش میرفت
دل سکون داشت از این آمدن و زان رفتن

می وزد باد که آید بچمن ابرِ بهار
ابر آید که رود آب بهر گوشهٔ چمن

باد بر آتشِ گل و لاله دامان زدن است
ابر بر خاکِ چمن غرقهٔ آب افشاندن

باد می خیزد و بیزد همه جا مشکِ تتار
ابر بنشیند و ریزد همه سو دُرِ عدن

ابر بکشاد چو از خدمتِ گلزار کمر
آب از موجِ ز هر جو به کمر زد دامن

از گل و لاله و نسرین سبدِ گل چین شد
بام و دیوار و در و عرصهٔ کوی و برزن

صحن خانه کوچه

لاله گوید دلِ ما شاد ز سالِ گرہش　　نرگس ایما کند از شوق که چشمم روشن
شاخ رقصاں ز طرب مرغِ چمن نغمه سرا　　غنچه انگشت زناں برگِ شجر دستک زن
من بدیں حرف ثناخواں بزبانے که مراست　　گو مرا ہر زباں دست ندا دست دہن
یا رب ایں گلبنِ شاہی به بہار جاوید　　گلفشاں باد و جہاں را پُر دار از گل دامن
من و یزداں که نه جاں بندۂ احسانِ شہم　　که رسیدست ز شہ منّتِ بی من با من
بہتر از بادِ صبا تہنیتِ شہ گویم　　بدعا دست برآرم بکشایم دامن
راست آہنگ نوائے زنم از راہِ نیاز　　نے بقانونِ سرود و نه بسازِ ارغن
نے خراسان و صفاہان نه عراقش پردہ　　نے زناہید ترانه نه ز مطرب تن تن
نے به تشبیبِ وصال و نه بتقریبِ فراق　　نے به تمہیدِ بہار و نه صبا و نه چمن
ساده یک نقش و دعائے که ز فرطِ اخلاص　　با نشیدِ دلِ عشاق بود پہلو زن
پر اثر مطلعِ موزوں کنم انشا بدعا　　که قبولش برد از شوق چو گل در دامن
باد فرخنده ز افضالِ خدائے ذوالمنن　　جشنِ سالِ گرہِ بادشہِ ملکِ دکن
میر محبوب علی شمعِ شبستانِ بتول　　نونہالِ چمنِ حیدرِ کرّار ز من
آں که از ہیبتِ او کاہد و برخود لرزد　　روحِ اسکندرِ رومی تنِ خاقانِ ختن
آں که از دادگری رونقِ کسری بشکست　　آمد از دیده وری ساغرِ جمشید شکن
آں که از جودِ خداداد در آفاق گرفت　　شہرۂ حاتم و ہم جعفر و ہم معن معاً
آں که در شیوۂ شکل ست عزیزِ دل و جاں　　صورتِ یوسفِ صدیق بوجہِ احسن
آں که در حلّۂ شاہی ز ازل دوخته اش　　تکمه از مہر بود گوئے ز پروین و پرن
پنجۂ آہنی او دمِ ہیجا بشکست　　سرِ گیو و کمرِ رستم و پشتِ پشن
روز ہیجاش بود رستمِ یکدست چو زال　　پسرِ زال بہنگامۂ رزمش چو زن
از نہیبش چو کفن زیرِ زره گشت حریر　　شکلِ تابوت شده بر تنِ دشمن جوشن

یا چو لعلِ شفقے در کمرِ کوہ نہاں
یا عقیقِ جگری در دلِ کانِ معدن

گل شگفتہ دمد از شاخ و صبا در گلزار
ہرزہ گردد کہ زند خندہ بریشِ گلشن

بے صبا خندۂ گل این گلِ دیگر بشگفت
بو العجب ماندم و انگشت ز حیرت بدہن

بس شگفت آمدم این طرفہ شگفتِ گلہا
در خود افتادم و با خویشتنم بحث و سخن

ناگہاں بر لبم انگشت صبا زد کہ خموش
غالب امروز بود جانبِ جوشِ گلشن

غالب آں شاعرِ شیریں سخنِ نکتہ سرائے
گفت بر زعمِ من این حرف بدیوانِ سخن

گر ہمیں جوشِ بہارست چہ حاجت بصباست
کہ خود از تنگیِ جا پیرہنِ غنچہ قباست،

گفتم این جوشِ بہاراں سببش چیست بگوئے
گفت از جوشِ مسرت ز زمیں تا بزمن

گفتم این جوشِ مسرت بچہ عنواں آمد
گفت جشنِ حسن و سعد و سعید احسن

گفتم این جشن چرا گفت ندانی ہیہات
ایں قدر بے خبر اے دفترِ ہر دانش و فن

جشنِ سالگرہ بادشہِ راد گرائے
جشنِ سالگرہ فخرِ سلاطینِ زمن

جشنِ سالگرہ آصفِ جمشید سریر
میر محبوب **علی** بادشہِ ملکِ دکن

آں کہ جشنِ گرہش آمدہ در ماہِ ربیع
کہ دمانید گل و لالہ بر اطلال و دمن

آں کہ مدحِ چمن افروزیِ طبعش در باغ
سرو و شمشاد سر آید بزبانِ سوسن

آں کہ از نکہتِ خلقش کہ بہشتِ دگرست
غنچہ بر شاخ بود نافۂ مشکینِ ختن

گل زرِ جعفری اندوختہ ز جودش در جیب
پر ز دینار و درم کرد در منہ دامن

گلبن از لالہ بدورش مے عشرت در جام
وز گل و غنچہ بہم یافتہ پیمانہ و دن

گل شب بوست ز ماہ شب افروز بباغ
آفتابے ست ز مہرش گل خورشید چمن

شفقش دایۂ اطفالِ گلستاں آمد
کہ چکد از شغفِ مہر ز پستانش لبن

غنچہ طفلے ست کہ پیچید لقماطِ لطافت
بلبل از مدحتِ شہ شام گہش نا نوزن

مہد او مہد دلآسا کہ بتحریک نسیم
نتواند کہ دمے ایستد از جنبیدن

بزیب هفت و نه آراست همچو هشت بهشت | بنقش جهات جهان چار طاق ارکان را
ز سبزه‌های زمرد قماش گسترد ست | بساط مخملِ سبز رنگ کاشان را
زهی لطافتِ سبزی که مخمل کاشان | کند خیال که بیند بخواب کاشش آن را
چو نقشهای نهالی ز نو رسیده نهال | فگنده بوقلمونی بساط الوان را
زمین تمام تو گوئی سفال ریحان ست | زبس که کرد هوا سبز تخم ریحان را
کمال قوتِ خود کرد نامیه در فعل | نماند زیر زمین گل فضای امکان را
کنون چو خار بدل می خلد اگر خوانی | زمین گل بدل گل زمین گلستان را
بصدر باغ که بست ست تازه آئینش | چو بارگاه سلاطین روئے گیهان را
سریر سبز زمردنگار شاخ نهاد | جلوسِ میمنتِ خسروِ گلستان را
فلک تطیر سریرے ست ثابت و سیار | نه سر بباد چو تختِ روان سلیمان را
نشست خسروِ گل بر سریر باغ چنان | که آفتاب سریر سپهر گردان را
چمن ز گرمیِ بزم ست خرگهِ خورشید | در آسمان و زمین فرق نیست دوران را
وزیر اعظم گلزار سروِ پایه بلند | بخدمت آمده چون ماه مهر رخشان را
دبیر خسروِ گل نرگس درست قلم | گرفته همچو عطارد بکف قلمدان را
بهار دید که ناهید ناظرِ مهر ست | بخواند ناظر گل عندلیب بستان را
بسان ترک فلک میر لشکرِ باغ ست | بدست خنجر از آن ست بید لرزان را
رسید لاله بدستار و فش چو قاضی چرخ | که صدر آمده دار القضای بستان را
نهالِ تاک که میر عمارت ست آمد | فراز طارم و ایوان نمود کیوان را
امیر آتشِ گلشن چنار آتش بار | پئ شکست خزان چون شهاب شیطان را
ستاده نیزه بکف چون سماک رامح چرخ | بلند ساخته صنوبر نشانِ سلطان را
بشاخ تاک چو قندیل خوشه انگور | بجائی عقد ثریا ست بزم بستان را

شد صلاتش بہمہ غائب و حاضر موصول | در ضمیرش نہ وی و نیست نہ ما و نے من
اے خوش این سال کز افضال خداوند جہاں | شادمانی بدل آمد بدلِ رنج و محن
ہر کسے را دلِ شادان و لبِ خندہ زن است | چہ بمعنی و چہ صورت چہ بسرّ و چہ علن
دل کہ پرویزنِ خوں بود پے دیدہ کنوں | خندہ از شوبِ الم بخیہ ریزد بدہن
طرفہ ہنگامۂ سور است کہ از گرمیِ آں | شمع را اشک بود سرد کہ افتد بہ لگن
خندہ انگیز نشاطے کہ چو حرفِ خندہ | یک لب از سور بہم نامدہ ہنگامِ سخن
مدحتِ بادشہ و جشنِ مسرت افزا | بیش از آن است کہ آید بنوشت و گفتن
بہتر آن است غنی کز رہِ اخلاص و نیاز | لب کشایم بدعا گرچہ نبود دستِ دہن
تا قیامت بسلامت بکرامت باشد | یا رب این آصفِ جمشید حشم شاہ دکن
تنِ بدخواہ بدامِ اجل افتد ز عروق | رگِ جاں باد کمندِ اجلش در گردن
بر لبم حرفِ دعا بود کہ فرخندہ سروش | بستاند زِ تاریخ و بگفتا با من
مصرعے گو میتا زِ رہِ جمل سال برآر | جشنِ سالگرہِ شاہِ جہاں دارِ دکن

۱۶ ۱۳ھ

قصیدہ

در تہنیتِ سالگرہ حضرتِ بندگانِ عالی متعالی حضور پر نور خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

دگر بہار بیاراست بزمِ بستاں را | برنگ و بوئے دگر ساز داد ساماں را
پئے نگارِ گلستاں برنگِ ہشت بہشت | بکار داشتہ چوں نقشبند رضواں را
بشرق و غرب کشیدست بادِ نوروزی | بلند خیمۂ ابر و طنابِ باراں را
بطاقِ ابر دمادم چو تیغ نوبت زن | دوالِ برق زدہ کوس رعد غراں را

ز جود دست که تحصیل حاصلش داند | گدا که خواسته تحصیل حاصلِ کان را
بروز یاد چو احسانِ خود اساءت غیر | بخاطرش نبود جز دو کار نسیان را
مکارمش برعایاے دولت ست عمیم | چو با نهال و گیاه و گل ست باران را
یکے بصورتِ تمثیل بهرِ این دعویٰ | بود دلیل که بس آمدست برهان را
بباغ عامه بزمِ سرور سالگره | نهاد عام رعایا قدوم سلطان را
بلائے شاه بچینم که همچو ابرِ بهار | رسید قطره زنان آب داد بستان را
قدوم بادشهِ مهربان به مجلس عام | فزون ز محفلِ خاصان نمود خاص آن را
زبانِ حال رعایاے شاد مند آمد | سپاس گوئے قدوم خدیو گیهان را
به سمع آن که ادایش بطرزِ خاص آمد | صلاے عام بگوئیم گوش یاران را
ز مصر یوسفِ صاحب جمال جان افزا | بجلوه ساخته روکش سواد کنعان را
گزر فتاد ببالین گهِ مریضِ حزین | مسیح چاره گرِ جانِ ناتوانان را
رسید روح روانی که زنده شد امید | تنِ ضعیف و نحیف و فسرده ترمان را
ملول غمزدهٔ را به کلبهٔ احزان | رسید عید مسرت فزاے گیهان را
الم کشیدهٔ سی روزه یافت بر لب بام | هلال عید نشاط آورِ دل و جان را
به تیره منزلِ مورِ ضعیف روے آورد | مگر قبول ضیافت شده سلیمان را
بجاے ذرهٔ بیتاب خسته خاک آلا | نزول جاه و جلال ست مهر رخشان را
زمین طالع روشن به تیره منزل شب | قدوم فیض لزوم ست ماهِ تابان را
ز بخت تشنهٔ تفسیده کام تفته جگر | رسیده تا لب خود یافت آب حیوان را
به جنبش آمد و از مهر در کنار کشید | چو دل بقطرهٔ بے آب سوخت عمان را
سحاب بحر نوال آمد و به قطره زدن | رساند آب کرم کشت زار دهقان را
دهانِ او که پر از آب بود پر دُر شد | چو یافت تشنه صدف آب ابر نیسان را

براهِ صحن چمن سبزه کهکشان آمد | براوجِ چرخ سراپرده زد خیابان را
ستاده جمله امیران پاے تخت چمن | چو روشنان ثوابت سپهر گردان را
شقائق و سمن و جعفری و نافرمان | ستاده اند که از جان برند فرمان را
گل هزاره و صد برگ و صد هزار دگر | کسے شمار کند تا کجا هزاران را
شگفت مانده ام و گفتم که طرفه انجمن ست | بطرز تازه طراز یکه بسته اند آن را
مگر ز انجمنِ انجم فرود زنده | باستعاره گرفتند ساز و سامان را
بهار گفت بمن این گلِ دگر بشگفت | که خنده هاست ازان بر رخِ تو تبان را
متاعِ رونق بزم چمن که از شوقش | بشد عنان صبوری ز کف دل و جان را
کرشمه ایست ز بزمیکه خود سپهر برین | برد بگدیه پئے سازِ بزم سامان را
بهار عالم جان بزم جشن سالگره | که تازگی ست ازو بوستانِ امکان را
خجسته بزم شهِ جم حشم که در دورش | کسے بیاد نیاورد خان و خاقان را
نظام ملک دکن شهریارِ آصف جاه | که یادگار بود آصف و سلیمان را
خدایگان سلاطین که آستانهٔ او | چو کعبه قبلهٔ حاجت شد ستان را
زہے سپهرِ معالی که در صفِ خیلش | علم بدوش بود آفتاب تا با ن را
سپهر قصر و ثریا محل قمر منزل | که ساخت ست چو کیوان بلند ایوان را
گزشته است ز افلاک رفعت شانش | بود مدار مدارش چرخِ گردان را
خجسته کوکبِ بختش بماهِ میلادش | فزود گرچه سعادت چو مهر میزان را
دهد بغیر ترازو و نیک بد سنجد | که مهر بهرِ دهش برگرفت میزان را
بروزگار همه دانیش ز بیخ افتاد | اصول فلسفه دانشورانِ یونان را
نعیمِ حکمتِ حقش که خوانِ الوان ست | نوالهٔ ز نوالش رسید لقمان را
نشاند غیرتِ جود ش بخاک بحرِ محیط | فشاند خون بجگر بذل او بدخشان را

الٰہی تا زمین انتسابِ احمدِ مرسلؐ　　مبارک این چہار و سی بحالِ مومنین آمد

مبارک باد یارب سی و چارم سال سلطاں را
نظام الملک آصف جاہ محبوب علی خاں را

مبارک تا بود نوروز رنگ افروز گیہاں را　　مبارک تا بود برجِ حمل خرشید رخشاں را
مبارک در ثریا تا بود بہرِ قمر منزل　　مبارک تا بخوشہ تیر باشد چرخ گرداں را
مبارک تا بہ برجِ حوت رقاصِ فلک آمد　　مبارک تا ز بہرام فلک جدی ست دوراں را
مبارک سعد اکبر تا بود در خانۂ سرطاں　　مبارک تا شمار و نحس اکبر برج میزاں را
مبارک تا بہ بیست و ہفت منزل ہفت اختر شد　　مبارک تا بود ایں سی و چار اختر شناساں را

مبارک باد یارب سی و چارم سال سلطاں را
نظام الملک آصف جاہ محبوب علی خاں را

درار ز ننگی کہ نقاشِ بدیعش کردگار آمد　　عقول عشرہ نقشِ اولینش در شمار آمد
دگر آں جوہر ارزندہ نفسِ ناطقہ کو را　　حواس عشرہ در ادراک جزئی دستیار آمد
پسش آں جوہرِ قابل کہ میخوانی ہیولایش　　بہر دو صورتِ جسمی و نوعی سازگار آمد
سہ پس جسم طبیعی کیں سہ جوہر کرد تقویمش　　پس ایں جملہ نہ جنس و عرض بر روے کار آمد
الٰہی تا جہانِ انفس و آفاق را ز ادل　　ہمایون و مبارک ایں ہمہ سی و چہار آمد

مبارک باد یارب سی و چارم سال سلطاں را
نظام الملک آصف جاہ محبوب علی خاں را

بود تا عالمِ اجسام را اجزائے جسمانی　　نہ نہ افلاک گرداں و ز ہفت اختر اگردانی
دگر اربع عناصر کاب و آتش خاک و بادستی　　سپس آں چار کیفیت کہ شد با چار ارزانی
موالید ثلاثہ کآمد از ترکیب چار عنصر　　جمادات و نباتات و ہمہ انواع حیوانی
سپس آں ہفت اقلیمی کہ شد در حکم ہفت اختر　　چو اقلیمِ دکن در حکمِ محبوب علی خانی

فگند سایه و از خاک بر گرفت که بود   سرے به شبنم بے آب مہر تاباں را
بہار آمد و از ابر تازہ کارے کرد   نہال ساختہ افسردہ باغ و بستاں را
بدوش باد صبا گل در آشیاں آمد   نخواند گو چمن بلبل ثنا خواں را
زہے سپاس گزار و خمے سپاس پذیر   کہ باب آمدہ ہر یک سپاس شاہاں را
غنی ز طول سخن با دعائے شہ پرداز   کہ نیست تاب ازیں بیش طبع شاہاں را
ہمیشہ تا بہ فلک بزم ثابت و سیار   بود ز خسرو انجم خجستہ دوراں را
خجستہ بزم بود از نظام آصف جاہ   سپہر و مہر و زمین و زمان و کیہاں را

ترجیع بند

در تہنیت سالگرہ

الٰہی تا رسالت فخر باشد نوعِ انساں را   الٰہی تا بود فخر رسل خاتم رسولاں را
الٰہی تا بود وحی منزل وصف قرآں را   الٰہی تا بقرآں سی و چار است یزداں را
الٰہی تا بود تصدیق اصل ارکانِ ایماں را   الٰہی تا نماز آمد عمادِ دیں مسلماں را
الٰہی تا زکاتِ زر بود حق نصاباں را   الٰہی تا طوافِ کعبہ باشد حج گزاراں را
الٰہی تا بود سی روزہ مقرون چار ارکاں را   الٰہی تا مبارک سی و چار است اہل ایماں را

مبارک باد یا رب سی و چارم سال سلطاں را
نظام الملک آصف جاہ محبوب علیخاں را

چو در دنیا رسولِ رحمت للعلمین آمد   فراواں فرخی در عالم دنیا و دین آمد
طفیلِ عشرۂ کامل ز اصحابِ کرام او   لوائے دولتِ اسلام فیروزی قریں آمد
ز نہ ازواج پاک و چار دخترِ آفتاب اختر   ظہور خیر و یمن از ذات ختم المرسلیں آمد
امام یازدہ از آلِ پیغمبر کہ ہر فرد ش   چو طومار یسیں بود و چو فرد اولیں آمد

سحاب چون زنِ هندو سبو گرفته بسر — شکست و رعد گواهی برین مقال رسید

ز دوش ابر چو افتاد از گرانباری — هلال نیز ز مشکش بانهلال رسید

چنان فزود بهر جدول آب ابر بهار — که در جداول تقویم پارسال رسید

چو آبِ خضر بظلمات آب ابر سیاه — حیات بخش گیاه و گل و نهال رسید

چو صبر در دل عاشق چو آب در غربال — نماند در کف ابر آنچه از زلال رسید

ز فیض بارش باران چو رند تر دامن — به خشک دامن زهاد هم بلال رسید

چنان رطوبتِ باران و باد تعدیلی است — که زهد خشک ریائی باعتدال رسید

چمن بدوش کند ز ابر خشک بارانی — که تر شدست چو باران باتصال رسید

ازین که باد چو باد مسیح جان بخش است — از آنکه آب چو آب خضر زلال رسید

نبات را به تن مرده روح تازه دمید — نهال سبزه خضروار دیر سال رسید

ز کارگاهِ بهاران قماش گلبن باغ — بسرخ کرتهٔ شبنم بسبز شال رسید

بسر کشید ز ابر سیاه بالاپوش — که زیر پوشش خود از سبزه نهال رسید

چنان بخشک و تر آمد ظهور نشو و نما — که برگ و بار بشاخ سر غزال رسید

برآمد از قفس خاک طوطی سبزه — ز کوهسار چو زاغ تذرو بال رسید

قوای نامیه از بس که سخت کار آمد — رسید میوه همان دم که بر نهال رسید

سحاب و رعد و چمن خلد و صور اسرافیل — که هر دمیدهٔ نورس جوانه سال رسید

فغان رعد ز هجر رباب بود و کنون — رباب و رعد بهم نالد از چه حال رسید

همه نهال ز آبِ سفید سبز آمد — تمام سبزه ز ابرِ سیه نهال رسید

بروی نرگس خوابیده آب زد چو سحاب — سبک ز خواب گران جست و پیش بحال رسید

شد از نجوم پر انوار خیره رای حکیم — که کهکشان ز ضیا بانش در خیال رسید

چنان شمیم ز سنبل شدست عنبربار — که نافه خون شد و خون در دل غزال رسید

غنی تا ہست زیں سی و چہار شایکہ بشمرم　　نظامِ عالمِ اجسام از تقدیرِ یزدانی

مبارک باد یا رب سی و چارم سال سلطاں را

نظام الملک آصف جاہ محبوب علی خاں را

قصیده

در تہنیت سالگرہ اعلیٰ حضرت حضور پر نور خلد اللہ ملکہ

بیا کہ در دکن آں فصلِ برشگال رسید	کہ آبیاں بفردوس ز آبِ سال رسید
اگر نہ گلشنِ دنیاست سرزمینِ دکن	اگر نہ روضۂ عقبیٰ در اقبال رسید
چرا نسیم ز فردوس ہر سحر آمد	چرا شمال بہر شام از شمال رسید
دکن شدست بہشت برین تمام و کمال	بباغ و راغ نضارت چو بر کمال رسید
صبا بشوق تماشائی باغ و بستانش	ز شرق رخت سفر بستہ چوں شمال رسید
بشست و شوی زخش باغ طشت حوض آورد	سحابِ مشک بدوش و بدستمال رسید
گزشت سال سیاہ و سحاب سرخ و سپید	بسبز کردن ایام برشگال رسید
گریست ابر بہاری و باغ شد خنداں	خوش ست گریہ کہ از بہرِ خندہ فال رسید
سحاب اشک فشاندہ چو دیدۂ یعقوب	صبا چو نکہتِ یوسف خجستہ فال رسید
سحاب معجزہ انگیخت بر خلافِ خلیل	کز آب آتشِ گلشن باشتعال رسید
متاع آب رسید ست صنعتِ داؤد	زرہ ز باد چو بر موجۂ زلال رسید
ز بسکہ ابر شب و روز ہفتہ بار آمد	بسرِ طراوتِ او تا بماہ و سال رسید
بہ پیش ابر سیاہے پسِ سپیدۂ صبح	نہ شد سفید سیاہی کہ از لیال رسید
سحاب بود چو مستسقی بہ نشترِ برق	ہوا گشاد رگِ ابر کاعتدال رسید

ز بخت و تخت بلند تو دام ظل هما — خجستگی پی ظلِ هما بفال رسید
دو جوهر ست ز دریا و تیغ دستت را — بدوست دشمنت از صلح و ز جدال رسید
مکارم تو زدود هاے خلق پاک ببرد — کدورتی که ز ظلم سیاه سال رسید
بمال ناطق و صامت جهان کرم کردی — که لال ناطق و ناطق بشکر لال رسید
ز سیم خام و زر پخته آتش بذل کردی — بذل ز قحط اگر ملک را ملال رسید
گدا ز جود تو ارزنده چون گهر آمد — گهر ز دست تو ارزان تر از سفال رسید
ز دست راد تو جوهر نهفت گرچه به تیغ — بگوشش گردنِ بدخواه در قتال رسید
بقرص نان مه و مهر سپهر صباح و مسا — سپهر بر سر خوانت چو توشمال رسید
محاسب ار نه شده از کفِ تو مالامال — چسان بقاعده مال و مال مال رسید
صریر کلکِ تو آمد بگوش جذر اصم — ثنای منطق تو بر زبان لال رسید
حرام از همه آمد وسے کرامت هست — که سحر از قلم معجزت حلال رسید
سواد خامهٔ صورت طراز مشکینت — بروے شاهدِ معنی چو خط و خال رسید
چکد ز کلکِ سیاهت نکات رخشنده — چنانکه ز ابر سیه عقدهٔ لآل رسید
سواد در روے زر افشان او کند روشن — کرشمهٔ ظلمت بر رخِ لیال رسید
عطارد از قلم تیره ات سواد گرفت — قمر ز رائے منیر تو بر کمال رسید
بخط خامهٔ خورشید بر بیاض سحر — سواد نسخه رایت با نتقال رسید
زمین شعر و سخن مرده بود و از نفخت — برنگ زنده بریحان آسبال رسید
عروس شعر ز مشاطگی دولتِ شاه — بحسن شکل و شمائل پری مثال رسید
مگو که حور بهشتی ست یا پری تمثال — پری و حور نخواهد بدین دلال رسید
نه در هرات علی شیر کرد هر نفتش — نه از نظام سرشش را بطوس شال رسید
نه نسبت حلهٔ سنجاب بر قدش سنجر — نه در ابازیِ محمودش این جمال رسید

بود زمین گلستان بگونه بگونه شجر
نهالی ز مشجر که از نهال رسید

کشید دُرّ نجوم انچه شب برشتهٔ صبح
ز دستِ ابر بهاری باختلال رسید

هوا گسست همه دستهائے مروارید
ز ابر گرچه بسے رشتهٔ لآل رسید

چنان که دست گهربار شاهِ دریادل
فشاند هرچه ز دریا به بیت مال رسید

خدایگان سلاطین خدیو داد گرائے
که داوریش ز دادار بیهمال رسید

نظامِ ملک دکن شهریار آصف جاه
که ملک جاه بوی از ملک تعال رسید

جنوب رشکِ شمال آمد از شمائل تو
دماغ ملک دکن را ازین شمال رسید

رسید مین دکن شعریِ یمانی را
که در فروغ به از شعری شمال رسید

تو آن خجسته خلف بوده کز اسلاف
هرانچه بود به ماضی ز تو بحال رسید

خصائلِ تو نبود ست حدِ هیچ بشر
مگر فرشته تواند بدین خصال رسید

تو یوسفِ دگری ورنه یوسف کنعان
کجا به مصر عزیزے بدین جمال رسید

سپیدیِ که سیاهی بر آفتاب زد ست
رخِ سپید ترا از رهِ جمال رسید

تو سرخ روی از انی برنگ لالهٔ آل
که در درونِ تو حبّ علی و آل رسید

بدهر کیست نظیرت بعاشقیّ علی
که شد محبّ و محبوبی از کمال رسید

دلت بخلق و بخالق ضمیر متصل ست
برنگِ مستتر و بارز اتصال رسید

زبان چکید چو نام تو بر لبان آمد
روان شگفت چو سوئے تو در خیال رسید

مآثرِ تو چو سیارها بسائر خلق
بشام و صبح و شب و روز و ماه و سال رسید

طمع که از غمِ مال و منال می نالید
کفِ تو گفت که اینک منال و مال رسید

ز شوکتِ تو فریدون نهد بطاق شکوه
ز هیبتِ تو ته جاه پورِ زال رسید

بقدر جاه بلندت رسید کے کاوس
بخیل تو چو کیتی و کو توال رسید

چنین جلالتِ شان و چنان جلیل شکوه
ترا ز لطفِ خدا وند ذو الجلال رسید

بہ بارگاہِ رفیعت کہ کوسِ اوج چرخ ست — شہابِ ثاقبِ رخشندہ چوں دوال رسید
ز اوجِ رفعت بہ پستی نہاد و نازل شد — بآفتاب چو از امرِ تو نزال رسید
بلوحِ فکرِ تو محفوظ یک قلم آمد — ہر آنچہ لم یزل و ہرچہ لایزال رسید
ز انکسافِ زوال و وبالِ مہرِ سپہر — چساں شبیہ برائے تو در خیال رسید
ز انخسافِ محاق و کلف بہ ماہِ فلک — چگونہ روئے نکوئے ترا مثال رسید
کجا رسید بدور سپہر مہر ز راہ — چنانکہ زہرہ و عہد تو بے زوال رسید
زمیں بناز کہ صدرِ زحل محل آمد — زمانہ شاد کہ شاہِ فلک محال رسید
فلک برقص ز دورِ قمر کہ سال گرہ — برائے جشنِ شہِ مشتری خصال رسید
نمود منطقۂ خویش رشتۂ سالش — ز نقطۂ حملش عقدہ حسبِ حال رسید
وان یکادیئے سال حال باید خواند — کہ فرخی و فراخی بحالِ سال رسید
غنی خموش چو من از تو قافیہ تنگ ست — زمین شعر ز الیٰا بپاسئے مال رسید
ز دل برائے دعا دست بستہ لب بکشا — کہ وقتِ تہنیتِ جشنِ نیک فال رسید
شہا سپہر جنابا ترا مبارک باد — مسرتے کہ پیِ سی و پنج سال رسید
بود مبارک و مسعود و میمنت آمود — نشاطِ جشن کہ بر عینِ عید دال رسید
بطولِ عمرِ تو پیوستہ باد عرضِ حیات — چو طولِ جسم کہ عرضش باتصال رسید
خجستہ باد بتو جشنہائے سال گرہ — مدام تا گرہِ رشتہ بہرِ سال رسید
عقود رشتۂ عمرت ز کہکشان و نجوم — زیادہ باد و نہ چنداں کہ در خیال رسید
ثناگرِ تو غنی کش زمال کیسہ پرست — چہ مال آنچہ کہ در دامنِ کمال رسید
کنا تہنیت جشنِ شاہ تا گوید — تونگری بدل آمد نہ آں بمال رسید

نگر دولت فیروز غازهٔ رویش | نه بر منصهٔ بهرام از جمال رسید
تبارک الله ازین جم نظام آصف جاه | بزیب قامت و رخسار و زلف و خال رسید
ز آبداری معنی و آبیاری کلک | زمین شعر تو پُرّا ز گل و نهال رسید
ضمیر پس نگر و رای پیش بین ترا | خبر ز ماضی و از حال و از مآل رسید
محال آمده ممکن ز فیض ایجابت | ز امتناع تو ممکن بصد محال رسید
چنان ز تیغ تو جسم عدو شدست دو نیم | که صورتش ز هیولی بانفصال رسید
بریده است عرض را خصامت از جوهر | عرض اگرچه ز جوهر باتصال رسید
ز بید برگ تو لرزان چو برگ بید آمد | عدو ز زندگی خویشتن بوبال رسید
برنج زنده چو ماند بمرده می ماند | برنج زنده نه بینی به زشت حال رسید
عدو اگرچه نه سنجیده بود موزون شد | ز بخت چو به تقطیع در قتال رسید
کجا رسد بتو افراسیاب روئین تن | که پور زال بهیبت چو پیر زال رسید
سبک عنان اجل تند گران رکاب اجل | چو رخش عزم تو در رزم بدسگال رسید
عدو فگند سر خود که حجت قاطع | حسام تیز تو بر دعوی قتال رسید
ز ضرب تیغ تو جوزا دو پیکر افتادست | که شیر چرخ به پیش تو چون شغال رسید
ز سهم گرز تو گاو فلک حمل افگند | سهام قوس ترا در اسد نضال رسید
بر آفتاب تب لرزه از تو در خاور | به قطب سکته ز بیم تو در شمال رسید
فضای چرخ نشان ترا مجالی برق | بساط خاک سمند ترا مجال رسید
رکاب رخش ترا ماه و آفتاب کشند | بسم سمند ترا نعل از هلال رسید
ز نیزهٔ تو سماک اعزل آمده رامح | ز قهر تو شرف مهر را وبال رسید
به کاخ جاه تو قصر زحل چنان کوتاه | که صدر صفهٔ ما و در صف نعال رسید
ز مهر نیست که بر جبین میمنت دارد | ز قهر نیست که خورشید را زوال رسید

جم حشم خسرو دوران که بتاج و بنگین ‌‌‌ طاق گشته به جهان جفت سلیمان آمد
از عطای تو پر آب ست دهانِ دریا ‌‌‌ وز کف راد تو خون در جگر کان آمد
تا ز خاکِ قدمت آیدش آبی در دست ‌‌‌ پا ز سر کرده براهست و در غلطان آمد
ابر بخشیده اگر آب ز دریا سهل ست ‌‌‌ دست از کیسهٔ خود چون گهر افشان آمد
موج باشد ز کفت لطمه بروی دریا ‌‌‌ لعل پیکانی ز دستت بدل کان آمد
از عطای تو که باران گهر می بارد ‌‌‌ گوهر آن قدر گران گشت که ارزان آمد
آب در دیده شد از دست تو بحرِ عمان ‌‌‌ خاک بر سر ز کفت کان بدخشان آمد
خیره از روی دل افروز تو چشم خرشید ‌‌‌ تیره از روی خوشت چشمهٔ حیوان آمد
سرو شد از عرقِ شرم قدت پا در گل ‌‌‌ گل ز رشکِ رخ تو چاک گریبان آمد
بهرِ خلق تو ز گیتی همه ذکر احسن ‌‌‌ وز کفت بهرهٔ گیتی همه احسان آمد
سبز شد از تو سپید و سیه لیل و نهار ‌‌‌ که سپید و سیه را جود تو یکسان آمد
گرد تار رشتهٔ جان داشت ز همت چه عجب ‌‌‌ رشتهٔ عمر عدو رشتهٔ پیچان آمد
سال خورده شد از رای تو تقویم سپهر ‌‌‌ گاو خورد است اگر دفترِ دوران آمد
شمع افروز شبستانِ جمالِ تو قمر ‌‌‌ پرده دار درِ ایوانِ تو کیوان آمد
یک کمان دار تو ترکِ فلک آمد از قوس ‌‌‌ یک علم دار تو خرشیدِ درخشان آمد
هم کمر بسته ات از منطقه آمد جوزا ‌‌‌ هم عطا سنج تو ناهید ز میزان آمد
هم ترا قاضیِ چرخ آمده صدرِ اعلیٰ ‌‌‌ هم دبیرِ فلکت صاحبِ دیوان آمد
شاه بر جبین شستم او شپی این سالگره ‌‌‌ کوکب پیش رس صبح بهاران آمد
حبذا سال نکو فال که از مقدم آن ‌‌‌ بدهن خنده بدل عیش به تن جان آمد
همه را دیدهٔ پر نور و دل مسرور ست ‌‌‌ همه را طبع خوش و خاطرِ شادان آمد
نکتهٔ تازه شیرین بزم کز ذوقش ‌‌‌ آب اندر دهن طبع سخندان آمد

قصیدہ

در تہنیت سالگرہ ہمایوں اعلیٰ حضرت خلد اللہ ملکہ،

باز در قالبِ بے جان جہان جاں آمد   باز در جانِ جہاں ذوق بہجاں آمد
باز ایام سرور و طرب آغاز نہاد   باز دورِ الم و رنج بپایاں آمد
باز غم را ز مسرت رہے افتاد بدل   باز اندوہ ز شادی ہمہ با جاں آمد
باز تیرہ شبِ غم رخت ز عالم برداشت   باز روشن سحرِ عیش نمایاں آمد
باز بر گلبنِ اُمید گلِ تازہ دمید   باز در باغِ امل فصلِ بہاراں آمد
باز در خندہ زمیں آمدہ از لالہ و گل   باز در گریہ زدن ابر زباراں آمد
باز بشگفت بہارِ چمنستانِ جہاں   ،، ز بلبل بہوائے گلِ خنداں آمد
باز قمری بسرِ سرو نوائے عشاق   راست سر کردہ بآہنگ صفاہاں آمد
باز بر اوجِ حصول اخترِ اُمید دمید   باز در شیبِ عدم طالعِ حرماں آمد
باز در طالعِ تیر است عیاں سہم الغیب   باز برجیس بناہید بسرطاں آمد
باز در حوت پئے زہرہ قرانِ ماہی ست   باز در برجِ حمل مہر درخشاں آمد
باز شد عطر فشاں صندلِ صبحِ نوروز   باز مشکِ شبِ گل غالیہ باراں آمد
باز ناساختہ کافورِ سحر آمد و شام   باز ناسوختہ عودی ست کہ سوزاں آمد
باز آں ماہ نشاط آورِ طبع و خاطر   باز آں سال فرح بخشِ دل و جاں آمد
باز آمد مہ میلادِ حضورِ پُر نور   باز سالگرہِ آصفِ دوراں آمد
میر محبوب علیخاں کہ بہ تختِ شاہی   نام او تاجِ ملوک افسرِ شاہاں آمد
آں نظامِ دکن و آصفِ دوراں کز وے   رونقِ گیتی و آرایشِ کیہاں آمد

قصیده

در تہنیت سالگرہ مبارک اعلیٰ حضرت حضور پر نور

ایا خدیو جہان و خدایگان بشر　　ایا قباد قدر جم حشم فریدوں فر
توئی کہ کاتبِ سر دفترِ قضا و قدر　　نوشت از پئے امرت کہ با قضاست قدر
توئی کہ خامۂ قدرت بدفترِ تکویں　　نگاشتست ز نامِ تو بر سرِ دفتر
توئی خدیو ثریا علم سپہر سریر　　شہ ستارہ حشم ماہ چتر و مہر افسر
بلشکرِ تو سماکِ سپہر چوں رامح　　بموکب تو دو پیکر طلایۂ لشکر
برزمگاہ تو بہرام کمترینہ سوار　　بہ بزمگاہ تو زہرہ کمینہ خنیاگر
بدفترِ تو پئے مشتری قضاے امور　　بحکم تو عطارد محافظ دفتر
بہ تخت ہمچو سپہری بہ بخت چوں ناہید　　برای راست چو تیر و بروی نکو چو قمر
بہ نیزۂ تو سماک و بمنطقہ جوزا　　برخش ماہ منیری بہ تیغ مہر انور
بر آسمانِ نکوئی مہِ چہار دہٗ　　بہ برجِ طالعِ فرخندۂ تو سعد اکبر
شد از جلالِ تو مہرِ فلک اسیرِ زوال　　شد از جمال تو ماہِ فلک ز شہر بدر
سپہر و طبع تو یک مرکز و دگر پرکار　　زمان و رایِ تو یک منطقہ دگر محور
حطیمِ کعبۂ قدرِ تو گنبدِ دوّار　　حریمِ کوشکِ جاہِ تو ساحتِ اغبر
بلند پایۂ قدرت ز اوجِ نُہ طارم　　بزیرِ سایۂ لطفِ تو کوشکِ ششدر
نہ از اطاعتِ طبعت زمانہ راست گریز　　نہ از اطاعتِ امرت سپہر راست گذر
سبک عنانِ تو دیدہ فلک گزید مسیر　　گران رکابِ تو آمد زمیں گرفت مقر
یگانۂ کہ در شش جہت بود راست　　مدار گردشِ نُہ آسمان و ہفت اختر

که پئے سال گره رسم بود از اول — کاخرِ سال گره از پئے حساب آمد
لاجرم ز آخرِ سال دگره از رُوئے جُمل — سی و پنجم عدد سال نمایاں آمد
در همه سال دو ماهی بود از نام ربیع — کاں بمیلادِ دو دو محبوبِ ز یزداں آمد
اول آمد پئے محبوبِ خدائے دو جہاں — آخرش در طرفِ آصفِ دوراں آمد
ده و دو آمده اعداد عدد از رُوئے جُمل — حد بمعنی طرف و خاتم و پایاں آمد
پس دو ده و دو شده میلادِ ختامِ رسل — کو حد و خاتمه و ختمِ رسولاں آمد
نصف آں شش پئے میلادِ نظامِ سادس — شاه جم مرتبه محبوب علی خاں آمد
خسروا دیر بمانی که نگهداشتهٔ — رشتهٔ نظم که شایاں پئے شاہاں آمد
ز انتظامت درِ منظوم بود نظمِ سخن — زاں نظامِ دکنت نام به برهاں آمد
به نثارِ تو غنی گوهرِ شهوار مدیح — کرد در رشتهٔ کاں رشتهٔ رگِ جاں آمد
نظمِ من عقدهٔ منظوم نماید ز نظام — نے بود عقدِ ثریا که پریشاں آمد
گر قبول تو فتد دور نباشد که گهر — بهرِ اقبال شہاں لایق و شایاں آمد
خاصه رخشنده درِ نظم که از گوهرِ پاک — دُرة التاج پئے حضرتِ قرآں آمد
زانکه ایں جوهرِ ارزنده که جنسِ عالی ست — از پئے عرش بدل بردنِ شاهاں آمد
ایں عقیقے ست بصد خونِ جگر پروردهٔ — نے عقیقِ جگری کز دلِ ہرکاں آمد
لعلِ یک قطرهٔ خون ست فرو بستهٔ سنگ — دیں و صد خونِ جگر ریخته در جاں آمد
نظم جان آمد و مرجان جهان است حیات — مرده خون نیست که لعل و در و مرجاں آمد
زاں براه طلبش صد چو منی را بینی — که غنی بوده و در خیل گدایاں آمد
تا بود رشتهٔ دوران فلک بهر رقم — تا که نوروز درایں رشتهٔ گره ساں آمد
گرهٔ رشتهٔ عمرت بطلوعِ مه و مهر — باد آں نقطهٔ مشرق که هزاراں آمد

کفت بعالم افضال ابرِ لولو بار — قدرت بہ گلشنِ اقبال نخلِ بارآور
بدست توچہ بود بحر قطرۂ بے آب — برائے توچہ بود مہر ذرۂ احقر
بعہدِ عدل اساسِ تو فتنہ از سرِ خود — نہادہ است کلاہ و کشادہ است کمر
بروشگفتہ بہاری بہو شمیمِ بہشت — بخوئے مشکِ تتاری بخلقِ عنبرِ تر
ز رشکِ لعلِ تو آتش فتاد در یاقوت — زغیرتِ سخنت غرقِ آب شد گوہر
حلیم ہمچو زمینی صفا چو آبِ حیات — سبک چو بادِ بہشتی لطیف چون آذر
یگانۂ تو میانِ ملوکِ ہفت اقلیم — چو در میانۂ اعراضِ نسعہ یک جوہر
فضائے طبعِ لطیفت چو صحنِ باغِ بہشت — صفائے طینتِ پاکت چو چشمۂ کوثر
خصائلِ تو ز نزہت حدیقۂ ریحان — شمائلِ تو ز نکہت شمامۂ عنبر
مشام راست ز خوبیت شمیمِ نوروزی — نظارہ راست ز رویت نضارتِ منظر
بود ز قہرِ تو ذرہ بقامتِ خرشید — بود ز فیضِ تو قطرہ بقیمتِ گوہر
بخردی تو و بقراط عاقل و باقل — بمردمی تو و حاتم حُباحِب و جعفر
ثنائے تست بلبہائے یک جہان ظاہر — دعائے تست بدلہائے عالمے مضمر
جمالِ ملت و ملکی کمالِ دانش و دین — زوالِ کفر و نفاقی وبالِ فتنہ و شر
امامِ دینِ حنیفی نظامِ دولت و ملک — عصامِ خلقِ جہانی قوامِ فتح و ظفر
قوی ست پشتِ تو زین رو کہ دستیارِ تست — ز بازوئے اسد اللہ حیدرِ صفدر
بذاتِ پاکِ تو باشد کہ جاودان مانی — پناہِ ملتِ اسلام و شرعِ پیغمبر
فزودہ رتبۂ خطبہ ز نامِ والایت — بلند گشت ز پائے تو پایۂ منبر
صریرِ کلکِ سیاہت بہ بزم و رزم بود — صدائے نالۂ تیر و نوائے نغمۂ تر
سوادِ نامۂ کلکت ہزار بار بہ است — ز جامِ جم کہ ندارد ز خطِّ جور اثر
نقوشِ کلکِ تو در دیدۂ اولی الابصار — فروغِ دیدۂ بینش چراغِ چشمِ نظر

زضرب نیزهٔ خطّی تو سماک اعزل   زخطِ کلک سیاه تو تیر چرخ ابتر
ستاره راست رضاجوئیت مدار مسیر   سپهر راست وفاق تو مرکز و محور
دو پیکری ست بعالم شهنشه و بهرام   یکی ست پیکر جوزا و پیکرست به کمر
نفاذ حکم تو مبرم بود برنگ قضا   قضای امر تو محکم بود مثال قدر
زبخت سبز تو قصرت به نزهت و فسحت   بهار روضهٔ خضرا و گنبدِ اخضر
توئی سپهر که هرکس بزیر گردش اوست   به پیش حرکت کلکت شدست زیر و زبر
بلند نعرهٔ فتح قریب شد ز فلک   چو خواند آیهٔ نصر من اللهت خنجر
دمادم ست صدای فدیدم از کوست   مباد کاو فتد از پای گنبدِ بیدر
اجل ز کوکب بخت و سرِ عدو سازد   بدفع چشم ز تیغت سپند در مجمر
فروغ دیدهٔ عقلی فراغ خاطرِ فکر   صفائی سینهٔ علمی جمال روئے هنر
به پیش رائے زرینت که عقل فعال ست   چو خمسهٔ متحیر بود عقول عشر
یگانه جوهر جسمی و نوع تو عالی ست   که سافلند ز جنست عقول در جوهر
خدیو جم حشمی شهریارِ آصف جاه   نظام ملکی و فرخ فر و فرشته سیر
نظام ملک ازانی که گوهرِ پاکت   بود ز رشتهٔ نظم فریدِ گنج شکر
کریم طبع ترا مهر و مه بود بنده   عظیم لطف ترا بحر و کان بود چاکر
زہے سخای تو با ہر کسے چه شه چه گدا   زہے کنوز تو در ہر مکان چه بحر چه بر
زہے عطای تو در ہر کفے چه پُر چه تهی   زہے نقودِ تو ہر گوشهٔ چه سیم چه زر
زہے وفای تو در ہر دلے چه خسته چه شاد   زہے ہوای تو در ہر درون چه سینه چه سر
زہے دعای تو ورد ہمه چه شیخ چه شاب   زہے ثنای تو بر ہر لبے چه خشک چه تر
ز آستین تو مہذلے بود عقول لآل   ز آستانِ تو خاکی عبیر و عنبرِ تر
بفضل ابر مطیری ببذل بحرِ محیط   بطینت آب زلالی بطبع همچو مطر

چادرِ عودی شب با معجرِ سرخِ شفق — از سرِ تن چوں قبائے لالۂ احمر گرفت
دل زمیلِ وسمۂ تاریک شب برداشتہ — خاطر از گلگونۂ سرخِ شفق ہم بر گرفت
چوں لباسِ عابدِ شب زندہ دارِ صبح خیز — جامۂ سادہ سپید از مہرِ خور در بر گرفت
ہمچو صوفی چادرِ ترسا بدوشش انداختہ — ہمچو محرم دل ز رنگِ احمر و اصفر گرفت
کرتۂ آبیِ شبنم زیبِ دوش و سینہ ساخت — دامنی جامۂ خرشید چوں چادر گرفت
گہ ز تن زیبِ سپیدہ حلّہ زیبِ تن نمود — گاہ تن زیبِ سپید از نورِ خور در خور گرفت
از شعاعِ شمس گاہے مقنعِ زرّینہ ساخت — گہ خمارِ تابدارِ تافتہ بر سر گرفت
شد گلِ خرشید زیب افزائے جیبِ دامنش — وز گلِ مہتاب چوں تیبودِ ماغی در گرفت
جلوہ اش عالم فروز آمد برنگِ نوبہار — پرتوش در بحر و بر افتاد خشک و تر گرفت
روئے پر انوار او از ماہ تا ماہی فروخت — وز زمیں تا آسماں در نور چوں نیر گرفت
چشمِ عالم روشنائی یافت از دیدارِ او — طالعِ گیتی سعادت از رخش یکسر گرفت
پرتوِ لمعانِ او بر ساحتِ غبرا فتاد — لمعۂ انوارِ او در گنبدِ اخضر گرفت
غنچۂ دلہائے غمگیں از رخِ خنداں کشاد — کامِ تلخ از خندۂ پر شور در شکر گرفت
عارضِ او چہرۂ کون و مکاں پر نور کرد — کاکلِ او مغز باغ و راغ در عنبر گرفت
ہمچو ماہِ نیم ماہ و ہمچو مہرِ نیم روز — پرتوش افتاد در آفاق و سرتاسر گرفت
گفتم اے زیبا نگارِ سادہ روِ سیمیں عذار — چیست تا طبعت ز تزئینِ زر و زیور گرفت
روز و شب بینی ز ماہ و سال کیں لیلائے لیل — از پئے تزئیں حلی لبست و حلل در بر گرفت
از ہلال آویزۂ سیمیں بگوشش انداختہ — و از مہِ کامل مرصع تاج بر سر گرفت
طوق در گردن فگندہ از ہالۂ ماہِ منیر — حلّۂ سرخِ شفق چوں لالۂ احمر گرفت
پردۂ زنبوری از چرخِ ثوابت زد بروئے — اطلسِ چرخِ نہم بر دوش چوں چادر گرفت
کہکشاں جائے حمائل زیب صدر و سینہ ساخت — گوشوار از گوہرِ پرویں بزیب و فر گرفت

سوادِ کلکِ تو کاں سرنوشتِ پیشانی ست — شبِ برات بود میدهد ز خیر خبر
بزیر رانِ شہِ کامران بروزِ وغا — بود سمند چو پیل و پلنگ و شیر ببر
عقاب وار بباد و شمال وار بخاک — نهنگ وار به بحر و پلنگ وار به بر
بقامت ابر محیط و بپویه بارانی — بجست همچو درخش و بصوت چون تندر
سمش ز ماه نو و آخورش ز کاهکشان — لجام او ز ثریا ستام او از خور
جهان نورد چو افلاک کاروان چون تیر — دلیل ره چو ثوابت شتاب و چو قمر
عقاب منظر و طاؤس رقص و کبک خرام — همائے طلعت و سیمرغ بال و عنقا پر
دم صعود و نزول ست همچو آتش و آب — گه درنگ و شتابی چو خاک و چون صرصر
رود بپویه بیک گام تا بحد نگاه — چو بازگشت پس آید از دو گام نظر
سپهر منزلتا آفتابِ سیمایا — که باد دورِ تو پیوسته همچو دورِ قمر
خجسته سی و ششم سال بهر سالگره — بود مبارک و بهتر ز سالهائے دگر
هزار سال ازیں بهترت مبارک باد — بفضل داورِ دادار و خالقِ اکبر
طفیل احمدِ مختار و چار یارِ کرام — طفیل شبّر و شبیر سبطِ پیغمبر
دلِ عدو ز نهیبت بود چو بید ز باد — تنش ز بیم چو نخلِ کهن بتر ز تبر
غنی ست داعی اقبال و دولت تو سزاست — که شعر او بمدیحت شود نوشته بزر

قصیده

در تهنیت سالگره مبارک حضور پرنور خلد الله ملکه و سلطانه

چون عروسِ صبح از خوابِ گراں سر درگرفت — از پئے وحی هوائے خاستن در سر گرفت
همچو گل کز جامهٔ صد برگ خیزد بامداد — سر ز رختِ خواب بیروں کرد و رخت از بر گرفت

تخت از پابوس او بالید و پهلو زد بتاج — تاج ازو نازید و خود را از فلک برتر گرفت

پایگاهی تختش از تخت سلیمان یافته — سربلندی تاج او از تاج اسکندر گرفت

خسرو دشمن کش لشکرکش کشورکشائے — آنکه با یک لشکری صد ملک و صد کشور گرفت

شه باقبال خداوندی جهان بگشاده است — گر جهان اسکندر و جمشید با لشکر گرفت

از همایون بخت عالمگیر شد شاه جهان — وز جهانگیری بسی بر اکبر و بابر گرفت

نام را بخت بلندش سکه بر زر نشاند — سکه را نام بلندش در زر و زیور گرفت

حرف بر کرسی نشانده طالع نقش نگین — بر نگین وزنی که نام نامیش جا در گرفت

یک تنه با تیغ چون خرشید با رخشی چو ماه — از سواد قیروان شام تا خاور گرفت

فرد یکتائی چهار ارکان که صیت سطوتش — کوشک ششدر کشاد و قصر نه کنگر گرفت

پور زال از صولتش در بر برنگ پیرزال — مقنع معجر بجائے جوشن و مغفر گرفت

شحنهٔ انصاف و عدلش کامده عاجز نواز — روئے زال زار دید و روی زال زر گرفت

بشکند کے آهنین قصر مشید عهد او — گر شکستی از قضا این طاق نه چنبر گرفت

از نهیب او تمنا در دل خاقان شکست — وز ملال او نفس در سینهٔ سنجر گرفت

از کمان تیر رسش پرید و خور و بر این ذنب — وز کمین زاغ کمان نسر فلک در پر گرفت

آسمان در بزم او از کوکب بخت عدو — بهر چشم بد سپندے از پئے مجمر گرفت

هیبت او در گوش اهل قصر نه طارم رسید — سطوتش در ساکنان کوشک ششدر گرفت

همچو اسکندر عجم در دست از اقبال یافت — چون سلیمان ملک جم در کف ز انگشتر گرفت

حلقه در گوش جهان چون خاتم جمشید کرد — در بروئے فتنه همچون سد اسکندر گرفت

سد در خیبری چو دست فاتح خیبر کشاد — صدره شور و شری چون همت شبر گرفت

تیغ تیز برق لمعانش بهنگام ستیز — چون عصائے موسوی ره بر روم اژدر گرفت

وسئے او را ز قدر هفت اختران هرگز نشاند (خست) — رائے او را از قضا نه آسمان محور گرفت

گاہ چوں ہندو زن آں مشکیں بر ند شوخ و شنگ — از ثریا بہرِ تزئیں بر جبیں جھومر گرفت
گہ ز کتانِ سفید ماہتابش دامنی — گاہ از سیفور ظلمت پردہ بر رخ بر گرفت
گاہ چوں زنگی زن شوخِ سیہ مست از نشاط — عقد سیمینِ شہابش بر گسستن در گرفت
بر میاں از منطقہ بست ست یک زریں کمر — واز بنات النعش تختِ سیم ساق اندر گرفت
از دہ و دو برج یک مالای مروارید ساخت — ہفت سیارہ پئے ترصیع آں جوہر گرفت
زاں صور کز منطقہ شد در جنوبش در شمال — بہرِ جوشن بر دو بازو سی و شش اختر گرفت
عنبرینہ بست بر سینہ ز یاقوتِ سہیل — واز عقیقِ سرخ شعری در کف انگشتر گرفت
گفت با من شاہدِ صبحِ جبینِ سیمبر — لیکن اول زیں سخن در خندہ لعلِ تر گرفت
کایں ہمہ آرایشِ ناپائدار و بے قرار — بیش ازیں نبود کہ جا در خاطرِ کمتر گرفت
خاصہ با ایں چہرۂ بے نور و ایں روئے سیاہ — کے تواند طرفِ خوبی با رخِ انور گرفت
گنگ باشد گرچہ سوسن دہ زباں در کام کرد — کور باشد گرچہ چشمِ عاریت عبہر گرفت
کے نماید نیک در چشم و فرود آید بدل — گر خضاب وسمہ و غازہ بروا عور گرفت
زیبِ من پائندہ و باقی بود آثار آں — در ازل از بہرِ من ایں زیب صورت در گرفت
زیبِ من ایں بس کہ گشتم مولدِ فخرِ رسل — آنکہ زیب از فرِ سپہر و اختر و عنصر گرفت
زیبِ من ایں بس کہ گشتم مولدِ شاہِ دکن — آنکہ زیب از مولدش ایں ساحت اغبر گرفت
میر محبوب علی خاں خسروِ دارائے دیں — آنکہ بزم و رزم از دو آئینِ اسکندر گرفت
آں نظام الملک آصف جاہ کز اجلالِ او — سکتۂ در قطب آمد لرزۂ در خور گرفت
آنکہ از فرماں دہاں در بادشاہی گوئے برد — آنکہ از شاہانِ پیشیں پایۂ برتر گرفت
آنکہ تشریف بہی خواہاں ز سر تا پائے داد — آنکہ تاج و تخت از شاہاں ز پا تا سر گرفت
آنکہ از گیتی ستاناں خواستہ ملک و سریر — واز سر افرازانِ گردن کش سر و افسر گرفت
دولتِ او باجِ ذلت از کفِ فغفور خواست — صولتِ او تاجِ عزت از سرِ قیصر گرفت

سر بطاق آسماں محراب سود از قامتش　　پایۂ بالا بلند از پائے او منبر گرفت

شد محب آل پاک و گشت محبوب علی　　در دلش از بسکہ حب صادق و جعفر گرفت

جشن جم آئین ادا از غایت حسن و جمال　　لعبت چینی شد و ہمچون پری پیکر گرفت

سال و ماہ و روز و شب از جشن جمشیدی او　　چوں عروس نو شد و شکل پری پیکر گرفت

بالخصوص ایں سال فرخ فال کز فیضان او　　عالم از سہم سعادت بہرۂ او فر گرفت

خاصہ ایں ماہ ربیع آخر کہ از میلاد شاہ　　دہر در خوبی فزود و زیب سرتا سر گرفت

دلکشا چوں باد نوروزی ست باد برشگال　　فیض ابر و لطف باراں ربیع بحر و بر گرفت

آں نضارت ہا کہ گیتی یافت از اردی بہشت　　خطۂ پاک دکن از مہر شہریور گرفت

ہمچو فروردیں نشاط ایں ماہ شہریور فزود　　چوں ربیع اولین رونق ربیع آخر گرفت

شکر یزداں کز طفیل مقدم سال گرہ　　ملک از آئین تازہ تازگی از سر گرفت

روئے دل آرائے گیتی آبروئے تازہ یافت　　چہرۂ زیبائے عالم رونق دیگر گرفت

بزم ہا گشتہ فروزاں جشنہا شد ساختہ　　گوئی از بزم جم و جشن فریدوں فر گرفت

خانہ و بام ست چوں بیت العروس آراستہ　　کوی و برزن زیب چوں بیت الصنم از سر گرفت

بزم جشن شہ ز آئین با فلک ماناشدہ　　شمعہا در بزم خسرو تابش اختر گرفت

دست شہ در دامن امروز از بس زر فشاند　　کیسۂ فردا گرانی ہمچو وی از زر گرفت

ہمچو دامان غنی کز دولت اوصاف شاہ　　از نقود معنوی در گنج و در گوہر گرفت

اہل را صد گرہ از کار بگشاد دست زانکہ　　رشتۂ سال گرہ عقد سعادت در گرفت

نظام شش بود تاریخ ماہ جشن شش　　شش بہم در خورد عقد سی و شش در خور گرفت

از پے چرخ ہشتم در جنوب و در شمال　　سی و شش اشکال گرد منطقہ پیکر گرفت

جشن سی و شش بادا مبارک بہر شاہ　　آنکہ او رسم الم از اہل عالم بر گرفت

آسماں از دور می بوسد زمیں بر درگہش
تا ز نزدیکانِ خدمت خویشتن را در گرفت

رزم از خون سر و پشت عدویش یافته
آنچه بزم از ساقی و صہبا خم و ساغر گرفت

چرخِ اطلس خواست با قد جامہ اش از بافته
تار و پودش را شعاعِ مہر و مہ در خور گرفت

چوں قبائے بادشاہی دوخت بر قدش سپہر
دولت و اقبال بہر ابرہ و استر گرفت

دشمناں را تیغ او در آب چوں خرشید حشر
تا بزانو تا کمر تا سینہ و تا سر گرفت

دست او با پنجۂ پر زور و تیغ جانستاں
روز رزم از دشمناں صد خنجر و جنجر گرفت

شیر گردوں را ز بیمش زہرہ گردیدہ است آب
نسر طائر را ز سہمش آتشے در پر گرفت

آب تیغش دشمناں را ہمچو موج از سر گذشت
باد تیرش در پئے شاں صورتِ صرصر گرفت

دشمنش چوں تشنۂ گم کردہ رہ جویائے آب
مرگ را تا جوئبار تیغ او رہبر گرفت

ابر آذاری کہ دُر افشاند در فصلِ بہار
کمتریں بذلیست کز دست و کفِ او در گرفت

بحر را از موج افتادست خفقانے بدل
تا کف گوہر فشانش کام از گوہر گرفت

با کف زرپاش گاہے اجتماعِ زر نخواست
زاں پراگندہ بود شکلے کہ لفظ زر گرفت

ہمت او از سخا طومار حاتم سطے نمود
رسم یحییٰ زندہ کرد و فضل بر جعفر گرفت

خشک و تر از حیرت و شرم ست ابر نوبہار
سائل از دست کریمش بسکہ خشک و تر گرفت

حامی دیں آمد و احیائے رسم شرع کرد
ماحی کفر آمد و از کافراں کیفر گرفت

زاں لطافت ہا کہ بار آورد باور می شود
ایں کہ نخل طبعش آب از چشمۂ کوثر گرفت

خلق او حرفے بناف مشک تاتاری نہاد
خوئے خویش خردہا بر نکہت عنبر گرفت

آنکہ از دستش بنائے کفر و شرک از پا فتاد
آنکہ از پا مردیش اسلام زیب و فر گرفت

فتنہ ہا بنشست چوں مہرش پئے داد ایستاد
الاماں برخاست چوں قہرش بشور و شر گرفت

از نکورویش فروغِ ملتِ بیضا فزود
واز رزیں رایش ردای دینِ پیغمبر گرفت

از جمال عالم افروزش گرفتست آفتاب
واز رخ رخشانِ او تابش مہ و اختر گرفت

صد گینہ لعل و در دہد لکن ہذا جودہ — از کمترین افضال او من ادون احسانہ
خرم دل او از خلف کالروض من اشجارہ — والغصن من اثمارہ والنخل من اغصانہ
تازہ دل ولیعہد شش با وکالشبل من ضرغامہ — والریح من ریحانہ والدر من عمانہ
فرخندہ صاحب عہد او عثمان من اسمائہ — والسمح من سیمائہ والسود من شانہ
والجد من اطوارہ والجود من آثارہ — والفتح من انصارہ والنصر من اعوانہ
یا رب بو دشاہ دکن من اتسلع ملکہ — شاہنشہ روئے زمین و امتاز عن اقرانہ
زد ربنا ایا ہما فی عیشۃ مرضیۃ — وارض لوجہ المصطفی عنہ وعن عثمانہ
زیں سی و شش سال گرہ وایں بزم شہریارما — بارک الہ العالم فیہ دفی خلانہ
ایں بس دعائے جانفزا فی حضرۃ رب العلا — من احقر خدامہ ادعی دعا گویانہ
اقصیٰ بہی خواہانہ اعلیٰ ثنا خوانانہ — ادنیٰ نمک خوارانہ عبدالغنی خانہ

قصیدہ

در تہنیت سالگرہ اعلیحضرت حضور پُرنور خلد اللہ ملکہٗ

ایا خدیو ثریا جناب وھمسر قباب — فلک سمند وستارہ تمام و ماہ رکاب
کفت ز بذل عطا یاست مقسم الارزاق — دلت ز حل وقائق مفتح الابواب
ہنر ز طبع لطیفت گرفت قیمت وقدر — گہر ز دست سخای تو یافت تابش وتاب
فسانۂ ایست ز تو جود جعفر و حاتم — نشانۂ ایست ز تو زور رستم وسہراب
نمونۂ ایست ز دست تو قلزم وعمان — کرشمۂ ایست ز طبع تو بحر نیل وسحاب
ندید رائے صوابت بخواب روئے خطا — نخست روئے دل تو مگر بصوب صواب
حکایتی ست ز حرف تو گوھر پرویں — روایتی ست ز رای تو مہر عالمتاب
بلائے فرق تو چینید ہمیشہ تاج و کلاہ — بدست و پائے تو بوسہ زند عنان ورکاب

قصیده

درتہنیت سالگرہ مبارک اعلیٰ حضرت حضور پرنور خلد اللہ ملکہ و سلطانہ

بطور تلمیع ارتجالاً نوشتہ شد

(سنہ ۱۳۱۹ھ)

نامِ خدا شاہِ دکن من سطوۃ سلطانہ
لرزد فلک از ہیبتش مع مالہ من شانہ

کیواں نہد سر بر زمیں من ارتفاع قدرہ
مریخ افتد از فلک من صولۃ شجعانہ

قیصر بود بر درگہش من احقر خدامہ
فغفور آمد ریزہ چیں من نعمۃ فی خوانہ

السنجر فی بابہ من جملۃ حجابہ
او سائر رکابہ او ثلۃ فرسانہ

رائے رزینش از ضیا کالشمس فی اشراقہا
روئے نکویش از صفا کالبدر فی لمعانہ

صد لعل لب لولو گہر کالمشتری لالائہ
صد لعبت چین و چگل کالحور من غلمانہ

محبوب چوں روحِ رواں للناس فی ابدانہم
مطلوب و لہائے جہاں کالجان من جثمانہ

حامی ناموس زمن بالجد او اجلالہ
ماحی آثار فتن بالقہر او فیضانہ

حبش در آب گل بود للخلق فی ایامہ
مہرش در جان و دل بود للناس فی احیانہ

از بحر فیض او دکن کالقدس من سلوانہ
والبلخ من جیحونہ والشام من جیحانہ

شاداب ملک از فیض او کالجنۃ المخضرۃ
او بیت ملک الفارس من عدل نوشروانہ

صورت دلیل سیرتش والخلق یفتی خلقہ
سرش عیاں ست از علن معناہ من عنوانہ

خرم دلش از مملکت کالنور من ریح الصبا
خرسند از ملک دکن کالخلد من رضوانہ

رفق ست در رفتار او والعدل فی احکامہ
صدق ست در گفتار او والحق فی برہانہ

نه زد بعهد تو شبخون سغبی بکشور دل | ندید از تو گهی ترکتاز شیب شباب
نه ماه می فگند چاک در قبای کتان | ز مهر می کشد از سبزه شبنم شاداب
نه تند باد ز تو بشکند سلاسل موج | نه موج آب کند گنبد حباب خراب
نه جور هجر چو یعقوب در دم پیری | نه جوش وصل زلیخا صفت بعهد شباب
نه دست برد حسد یوسفی کند در چاه | نه افترا کند آلوده کرته در خوناب
سپهر ساخته عزم ترا مدار و مسیر | زمانه خوانده جناب ترا مآل و مآب
خورد ز شان شکوه تو نه سپهر نهیب | فتد بکشور اعدا ز لشکر تو نهاب
عیان ز نقطهٔ کلک تو دفتر حکمت | نهان بگنج دوات تو جریدهٔ آداب
همه خصال تو مستلزم مدیح و سپاس | همه فعال تو مستوجب ثنا و ثواب
فروغ بخت ز سیمای صافیت روشن | چو در میانهٔ روز آفتاب عالمتاب
بارتفاع بلند اختر تو راه نیافت | اگرچه ساخت منجم ز مهر اصطرلاب
گشاد گرچه مجسطی و زیج بست هزار | اگرچه خواند همه بست باب اصطرلاب
قلم ز دست دبیر فلک فرو افتد | اگر محاسب رایت رود بپای حساب
تبارک الله ز نظمت که معنی از لفظش | عیان چو رشتهٔ سلک ست از در خوش آب
نظام طوس بدانش بنظم ناظم طوس | زهی شعور و زهی شعر یا اولوا الالباب
تو آن بدیع بیانی که در دم اعجاز | عیان ز لفظ تو معنی ست صورت اطناب
همیشه از پی کسب علوم تا کرده است | دبیر چرخ ببزم تو زانوی آداب
بست چو ناطقه پرواز گشت از اعجاز | شدست جذر اصم منطق از برای جواب
چو تختهای گلستان ز فیض ابر بهار | شگفته گشت ز کلکت صحیفهای کتاب
هر فشانی دست ترا بجستا پایان | که نیست قلزم زخار جود تو پایاب
رفت چون نم فیض تو ابر آزاری | شکست کاسهٔ خالی بفرق بحر حباب

کتاب کهنهٔ عالم ورق ورق گشتم — نگاشتم نظرے بر فصول و بر ابواب
نه مثل جود تو دیدم روایتے در فصل — نه همچو جاه تو خواندم حکایتے در باب
زهی بمهر و مواسا عزیز روح و روان — زهی ز جود و کرم مالک قلوب و رقاب
زهی ز شوکت جاه و حشم ستاره سپاه — زهی ز رفعت شان و همم سپهر جناب
بود ثنائے تو زیب زبان خرد و بزرگ — بود دعائے تو ورد لب شیوخ و شباب
بنعمت تو جهان را رسید قوت و قوت — بدولت تو همه خلق راست دانه و آب
پئے دعائے تو گردون ز مهر در سجده — پئے بقائے تو ماه از هلال در محراب
بود ز فرق تو اکلیل را سر افرازی — بود ز پائے تو اورنگ را فر و فرتاب
رخ ستم زدگان از تو باغ و باغ بهشت — دل جفامنشان داغ و داغ دوزخ تاب
همیشه بختی بخت عدو گسسته مهار — مدام مرکب جاهش بود شکسته رکاب
مخالف تو گهے خوار و پایمال چو خاک — گهے فتاده بسر در نشیب صورت آب
گهے بباد دهد سر در هوا بود چون باد — گهے ز داغ جگر سوز سینه آتش تاب
بجنب رای و دولت دعوی سحر کاذب — بجنب روئے تو ماه فلک بدر ز حساب
سپهر غاشیه ات میکشد بزیر بغل — قمر گرفته عنان تو میدود در رکاب
رخ تو صبح فروزان ولے ز کذب بری — دل تو مهر درخشان ولیک بی تب و تاب
جنیبه دار تو مهر فلک ز نقرهٔ ماه — رکاب ساز تو گردون ز مهر عالمتاب
بر آسمان مجره بدلو هفت اختر — سپهر مزرع جاه ترا شده دولاب
قبائے اطلس نه چرخ بر قدرت کوتاه — دولائے شمس و قمر بر تن تو بذله ثیاب
عیان جلال ز نامت چو تابش از خورشید — نهان ظفر به نگین چون طلسم زیر حجاب
بدست تست کلید خزاین ارزاق — بود بجیب تو گنج نقود بحر و سحاب
ضمیر پاک تو مرآت صورت الهام — سلیم طبع تو معیار هر خطا و صواب

جهاں پناہ ترا نیست پناہ جہاں | سبب نمود خدائے مسبّبُ الاسباب
متاعِ علم و ہنر آب دیدہ بود از فروز | فتادہ بود چنیں جنس از بہا و نخواب
تو شُستی و شوئے زخش کردہ زگرد کساد | تو آب رفتہ اش آوردۂ بجوئے شتاب
خجستہ باد ترا سی و ہفت سالگرہ | بحق احمد مختار و آلہ الانجاب
غنی ست مدح سرائے نظامِ آصفجاہ | ازاں نظم سخن آوردہ چو لولوے ناب
دلش بملک معانی ست ابر دریا بار | اگرچہ در جگرش نیست قطرۂ از آب

قصیدہ

در تہنیت سالگرہ بندگانِ عالی خلد اللہ ملکہ

جہاں شگفتہ دگر بار گشت چوں گلزار | ز فیضِ ابر بہار و ز لطفِ بادِ بہار
بہار چیست و فورِ سرور و سور و نشاط | چو صبحِ عیدِ سعید و چو شامِ وصلتِ یار
سرورِ روحِ رواں رسم جشن سالگرہ | بسالِ ہفت و سی از عمرِ داورِ دادار
خجستہ داورِ دوراں خدیو داد گرائے | ملاذِ ملک و رعیت پناہ دین و دیار
جہانِ جود و کرم آسمانِ مجد و علا | محیطِ مکرمت و کانِ حلم و کوہِ وقار
جہانِ مطلع زمیں مفخر و زمانہ مطیع | ستارہ موکب انجم حشم سپہر دار
بیاضِ منتخبِ نسخۂ سنین و شہور | سوادِ دیدہ فروزِ کتابِ لیل و نہار
چو عقلِ صبا در اوّل زعلت اولے | چو نفسِ ناطقہ دُورِ پسین ایں پرکار
بہ بخت ہمچو فریدونِ آفتابِ علم | بہ تخت ہمچو سلیمانِ آسماں مقدار
گراں ز حلم چو کوہی ولیک جوہر خیز | سبک ز عزم چو برقی ولیک صاعقہ بار
بعہدِ او نہ نشستست داغ بر سینہ | بدورِ او نہ دویدست اشک بر رخسار
بخاطرے نہ فتادست زنگ در خلوت | بچہرۂ نہ شکستست رنگ در بازار

بگرز مغز سر دشمنان زنی بر خاک   چنانکه آب بریزد ز دلوهای دولاب
حسام و خنجر تیز تو آتشین دریاست   که می جهد شرر از وی برنگ موجهٔ آب
بود ز میمنت عدل و یمن انصافت   که پای پیل نیارد شکست پرّ ذباب
دو نسر طائر و واقع ز آسمان بزمین   فتد چو سر دهی از صیدگه عقاب عقاب
برو ز صید تو شیر اجم شود غائب   ز سهم تیر و تفنگ تو از میانهٔ غاب
ز اعتدال تو گهنه تنافر طبعی   برون شده همه از خاک و باد و آتش و آب
سبک عنانی عزم تو تعبیه کرده است   بسنگ خارهٔ صمّا طبیعت سیماب
سمند تازی تا زندهٔ تو پیدا رد   غریو پیل دمان در وغا طنین ذباب
سمند تو چو رود بر سپهر باز آید   ق چنان سریع و شتاب است در ایاب و ذهاب
که در میانهٔ دو حرکتش خلاف حکیم   سکون نیامده حائل وَاِنّهٔ لعجاب
بلند مرتبه شاهی که کهکشان و نجوم   فلک بدانه و کاه آورد برای دوآب
دهد ضمیر تو گر ذرّهٔ فروغ بمهر   شود چو روز شب سایه از زمین نایاب
زمین ز خاک در تو بر آسمان نازید   سپهر گفت که یَا لَیتَنِی اَکُونُ تُرَاب
عدوی سوخته جان غرق آب شد از تیغ   نهاده اند به تیغت خواص آتش و آب
چو راست کرد کمان خمیدهٔ تو خدنگ   بجان خصم تو ثاقب شده برنگ شهاب
چهار طاق بلند سپهر آسایت   بشش جهات کشیده چو آفتاب طناب
اگر نه ابر کف درفشان تو بارد   سفینه بحر به بندد بخشک همچو سراب
سحر ز جود تو هر اشک دید در یتیم   گدا که از غم گوهر گریست شب در خواب
چو جوهر است در اعراض و روح در اجسام   ز فرخی لقب تو میانهٔ القاب
بخدمتت چو دویدند حوریان از خلد   بهشت گفت که طوبیٰ لهم و حسن مآب
پس از نظام که آمد ز دودهٔ سلجوق   نظام یافت دگر بار این جهان خراب

گرانِ رکابیِ حلمِ تو در مصاف نمود — که کوه از پرِ کاهش برد بگهِ رفتار
سبک‌عنانیِ عزمت بحمله بنماید — که برق صاعقه بارست تیغِ تو ز شرار
جهان بمهر و فنائے تو مجتمع آمد — ز جودِ تو که پراگنده شد بشهر و دیار
ازان نظامِ ششم آمدی که افضالت — بشش جهات جهان رفت و سیر و دهوار
نیافت رفعتِ بختِ ترا ستاره شناس — کشاد گرچه مجسطی و زیج بست هزار
چو گشت سادسِ سیّار مشتری ثابت — فزود نسبتِ نامت سعادتش بسیار
نظر میانهٔ سیّاره نیست جز تسدیس — زمین آصفِ سادس شهرِ نکو آثار
بود مدیحِ تو افسانه در عقولِ عشر — بود فسونِ تو بر هفت کوکبِ سیّار
فضای شش جهت از دین و دانش و عدلت — مثلثی ست برنگِ شمامهٔ عطّار
کتابِ روئے نکویت بیاضِ صبحِ امید — لعابِ بختِ عدویت سیاههٔ شبِ تار
جمالِ روئے تو نور و سرورِ دیده و دل — جمیلِ ذکرِ تو وردو وظیفهٔ اخیار
شگفته روئے تو رنگِ رخِ بهار شکست — خجسته خوئ تو برد آبِ طبلهٔ عطّار
نگاه مبر که کشاید دلش بهار بهشت — کسیکه با رخِ زیبائے تو بهشت بهار
زند ز رشئے تو بر خاک آفتاب کلاه — کشد ز رائے تو پیرِ فلک بپا دستار
شرار هائے سنانت بر آسمانِ بنهم — نمود اینکه ثوابت بود تهِ سیّار
بر آستانِ تو فرقِ بلندیِ افلاک — در آستینِ تو دستِ سخائے ابرِ بهار
زند ز عدلِ تو بر پیل پشّهٔ ناچیز — ضعیف مور برآرد برون ز مار دمار
ز دار و گیرِ تو مالید فتنه رو بر خاک — نهاد عافیت و امن پشت بر دیوار
دو چشمِ چرخ مه و مهر روشن ست ازان — که رفته اند بمژگان ز درگهِ تو غبار
توئی ز نسبتِ آبا و اُمهاتِ کرام — چراغِ دودهٔ صدیق و حیدرِ کرّار
"ورق ز کلکِ تو گردید تختهٔ ریحان — قلم بدستِ تو باشد رگی ز ابرِ بهار

نه جور حسن که دیده شکست چون یوسف
نه شور عشق که تهمت نهد زلیخا وار

بود محیط بمایه و لے سحاب بجود
بود سپهر برفعت و لے زمیں بوقار

هوائے اوست بهر سر چنانکه بو در گل
وفائے اوست بهر دل چو نشو در اشجار

خدائیگانِ ملوکِ زمانه شاه دکن
که رفت صیت سخایش بملک و شهر و دیار

شهیکه گردشِ پرکار تیز گرد فلک
ز هیبتش بمدارا نهاده است مدار

هزار مطربِ بزمش برقص چون طاؤس
هزار نغمه زنِ محفلش چه موسیقار

هوائے خاکِ درِ او شمیم روح آساست
چو بوئے عنبرِ خام و چو پخته مشک تتار

خدیو رستمِ دوران که تابشِ تیغش
چو آفتاب برانگیزد از بحار بخار

نظام جم حشم و شهریار آصف جاه
که زیب داد به تختِ شهِ سلیمان وار

توان شهیکه بدورِ خجسته‌ات سازد
ز رنج راهِ سفر سیل تکیه بر دیوار

دو پرده ساخت سپید و سیاه دست سپهر
بلند کوشکِ قدرِ ترا ز لیل و نهار

پر از ثوابت و سیار شد سپهر نهم
بروز رزم چو انگیختی ز تیغ شرار

سخن بفلسفه میرفت از عقول عشر
زمانه گفت که با عقل تست هفت و چهار

ز قهر و خشم اگر بانگ بر زمانه زنی
رود ز خویش که باز آید از ره و رفتار

اگر عنانِ تو آموختش سبک سنگی
شده است کوه بپرواز کاه سان طیار

چو لطف و قهر تو در ملک قهرمان آمد
نشست فتنه و برخاست دولتِ بیدار

رود بجوشش چو دیگ پر آب از آتش
زند چو شیهه سمندت بگنبدِ دوار

چو تیر دلکشت از سینهٔ عدو گذرد
بسینه باز بگردد ز جانبِ سوفار

اگر عقابِ تو در کوه قاف صید کند
بچنگ آورد عنقا چو قاف در منقار

بود ز مهر تو دشوار دوستان آسان
بود ز قهر تو آسانِ دشمنان دشوار

ز هیبتِ تو شده فتنه در عدم از خواب
ز دولت تو شده بختِ عافیت بیدار

تا ببرد تلخی کام دل عاشقان — پستهٔ شیرین لبان تنگ ز شکر کشاد
بسکه نشاط و سرور برد کشایش بکار — غمزه گره ز ابروی شاهد دلبر کشاد
راحت دل رنج را ز همه سو در ببست — بسکه دل عالمی یافت ز هر در کشاد
بست و کشاد عجب برد بگلشن بهار — نامیه گر غنچه بست باد گل تر کشاد
برگ گل ارغوان بست چو رنگ عبیر — بوی گل یاسمین طبلهٔ عنبر کشاد
نرگس شهلای باغ چشم چو از خواب بست — دیدهٔ خوابیده اش رشتهٔ آذر کشاد
جامهٔ گل چاک زد ذوق سماع هزار — بود گران گوش گل نغمه بکتر کشاد
سرو چو آمد بپا فاخته از دست رفت — نعرهٔ کوکو ز دل همچو قلندر کشاد
جام و صراحی چو یافت از گل و غنچه بهم — مرغ چمن باده زد زمزمهٔ تر کشاد
گل چو نقاب اوفگند پردهٔ بلبل درید — لاله چو آتش فروخت بخت سمندر کشاد
بلبل مستانه وش از قدح سرخ گل — ورد دهن و کام خویش بادهٔ احمر کشاد
غنچه بصحن چمن از پی جلوه گری — پرده ز رخ برفگند روی ز چادر کشاد
نامیه مشاطه وار غنچه و گل چون عروس — روی یکی در نهفت چهرهٔ دیگر کشاد
بسکه شگفت آمدم زینهمه بست و کشاد — کیست که اندازه بست چیست که بر در کشاد
ناگهم از بوستان مژده نسیم بهار — داد کزان غنچه سان این دل مضطر کشاد
گفت مدار این عجب زانکه گره خورده است — رشتهٔ عمر آنکه او کار سراسر کشاد
رشتهٔ عمر کسی کز دم او چون بهار — عقده ز کار چمن همچو گل تر کشاد
رشتهٔ عمر خدیو آصف دوران که او — بست در فتنه و کیسهٔ گوهر کشاد
آنکه بسر منزل هشتم و سی سال عمر — همچو مه چارده رخت فروتر کشاد
آنکه خود اسلاف او همچو ملوک عظام — کرد چو عزم دکن آن همه کشور کشاد
آنکه نظام اولش چون درهٔ چنبری — قلعهٔ بیدر کشاد قلعهٔ بیدر کشاد

خجسته کلک ترا ملک دهر بلک یمین | تبارک الله یمنی که ملک راست یسار
شد از نقوش تو کاغذ نگارخانهٔ چین | شد از مداد و دوات تو نافهٔ تاتار
ز جود شاه فروشند مفت دولت و بخت | جهان بگشتم و دیدم بجمله شهر و دیار
مسنج گفتهٔ عرفی که حرف موزون نیست | نیافتم که فروشند بخت در بازار
من و شمار خصال جمیلات هیهات | چو نیستم بشماری چه آورم بشمار
همیشه تا که قرآن عظیم سی پاره | بود به هفت قرارت وظیفهٔ اخیار
همیشه تا رمضان را بحکم سی روزه | ز ختم هفت منازل نکو بود آثار
سنین هفت و سی از عمر شه مبارک باد | بحق احمد مختار و آله الاطهار
بود مدار زمین و زمان بتو یارب | چو با زمین مدرست چو با زمانه مدار
غنی ست هیچ مسرای تو با نقود سخن | چه غم که نیست بدست و کفش دُر و دینار
چنان بسلک ثنایت ز خامه در سفت ست | که چرخ گوهر پروین فشاند مهر نثار
کجاست عرفی شیراز قلزم معنی | کجا کمال صفاهان ابر لولو بار
کجا ظهیر گهر سنج نظم تا شنوند | زمن دو حرف نیازی ضروری الاظهار
که بگذرند زمن از کرم چو بنیادم | سفال ریزه بطرف لآلی شهوار
از ینکه رسم قدیم ست و صیرفی داند | خزف بگوهر رخشان نهاده در بازار

قصیده

در تهنیت سالگرهٔ اعلیحضرت حضور پرنور خلد الله ملکه

باز بروی جهان چهرهٔ طرب برگشاد | باز غم و عیش را بست ره و در گشاد
یافت نکو جنبشی چرخ که از دور زد | دید همه فال نیک زهره که از اختر گشاد
گریهٔ اشک آفرین پای بدامان کشید | خندهٔ دندان نما لب چو گل تر گشاد

زخم پیاپی بزرم بر جگرِ دشمناں   گاه ز شمشیر بست گاه ز خنجر کشاد
زخم زبس دجله ریز تیغ تو در رزم ریخت   از تن اعدائے دیں چشمۂ خوں در کشاد
عزم تو بدخواه را رو نه ناب و نهیب   هم ز جگر در گرفت خوں ز جگر بر کشاد
گردهٔ گردن کشاں خنجرت از بیم درید   گردنِ بدخواه را تیغ تو چنبر کشاد
چوں غضبش روزِ رزم چهره چو آتش فروخت   از جگرِ برف و یخ دود و شرر بر کشاد
جوهر از انعام او رفت بخنجر نهفت   خنجر فولاد تو مشکل جوهر کشاد
خیر تو از هر طرف جمله در شر ببست   گرچه بد اندیش تو نیک رهِ شر کشاد
مهر تو در عالمے صبح سعادت دماند   صبح گر از رشتۂ روز پردۂ شب بر کشاد
زهره پئے شمع تو پردۂ فانوس ساخت   بر چه ز مقنع درید هر چه ز چادر کشاد
چرخ پئے خطبات منبرِ خورشید بست   تا فئی نه آسماں خطبه به منبر کشاد
گرچه چهل سال عمر پیش فقیه و حکیم   راه کمالِ خرد بهرِ حنفر در کشاد
هشتم سی سال شد کم ز چهل هیچ نیست   لفظ چهل از عدد اینهمه دفتر کشاد
تا بسنجی سرا جز بسرافیل صور   ره نبرد بر در کوشکِ ششدر کشاد
ششدر غمهائے تو بشکند از دست سور   آنکه ز سور و نشاط خاطرِ ششدر کشاد
کاخ تو بکشاده در باد برشۂ فلک   تا که برشۂ زمیں چرخ فلک در کشاد
هر سحرت در جهاں ملک دگر فتح باد   تا به سحر ملکِ تو خسروِ خاور کشاد
رشتۂ عمرت چو زد بیش ز اختر گره   تا گره کار شب یافت ز اختر کشاد
مدح سرا بیت غنی گنج سخن نقد اوست   زاں پئے عقد ثنا حقه گوهر کشاد
تا درِ عقد از پئے شاهدِ اقبال شاه   بست که پرویں بر و چشم ز اختر کشاد

آنکه بخواهندگان داد زر جعفری | آنکه بداد و دهش دست چو جعفر کشاد
آصف جم مرتبت زیب سریر دکن | آنکه ز رو تخت را بخت چو افسر کشاد
کاسهٔ هر سائلی پر ز زر و سیم کرد | کیسهٔ پر سیم و زر بهر گدا در کشاد
تا چو زر مغربی آورش سیم صبح | مهر به مشرق دکان صورت زرگر کشاد
بهر گدایان همه بست دهان سوال | بسکه بروی جهان مکرمتش در کشاد
کلک زرافشان او کان چو کلید زر بست | قفل ز گنجینهٔ لعل و در و زر کشاد
هفت زمین بر درش گنج زر خود کشید | هفت فلک بر رخش چشم ز اختر کشاد
معدلتش در جهان شوکت کسری شکست | هیبت او از کمر دشنهٔ قیصر کشاد
مشتری از طلعتش سهم سعادت گرفت | تیر ز دیوان کفش عقدهٔ دفتر کشاد
روشنی تازه یافت چشم همه روشنان | تا به فروغ رخش دیدهٔ اختر کشاد
تا بعروس جهان بست ز زیور طراز | مهر چو زرگر دکان از پی زیور کشاد
اخترش از ارتفاع در صد آنجا رسید | کاوج ثریا از ثری رخت فروتر کشاد
عزم بلندش قبا تا پی اسلام بست | درع و خفتان ز تیر بر تن کافر کشاد
سهم سنانش کمان بر دل طغرل کشید | بیم کمانش کمین در رهِ قیصر کشاد
پنجهٔ تاب افگنش بازوی بهمن شکست | عقدهٔ صد هفتخوان در همه کشور کشاد
خنجر خونریز او گردهٔ خاقان درید | دشنهٔ سر تیز او سینهٔ سنجر کشاد
قلعهٔ کفر از دم دشنه چون ذوالفقار | چون اسدالله علی فاتح خیبر کشاد
نرمی خویش بمهر داد ز گلبرگ خواست | گرمی طبعش بقهر دود ز اخگر کشاد
در صف اعدا فتاد رخش چو او روز رزم | نعره بنام علی حیدر صفدر کشاد
نسر فلک او فتاد ریخته پر بر زمین | گر ز کمان شست او تیر به شهپر کشاد
ترک سپهر برین روز وغایش ز بیم | تیغ و کمر از میان همچو دو پیکر کشاد

تا ز تن نازکت بسر تهمت برد　　بند قبای ترا بادِ صبا در شکست
سلسلهٔ اشکِ من رشتهٔ باران گسست　　رشتهٔ دندان تو تابشِ اختر شکست
بی تو مرا جام خون لاله به گلشن نمود　　در جگرم برگ گل خار چو نشتر شکست
سرو صنوبر مرا وار نمود از تو دور　　در نظرم برگ بید هیبتِ خنجر شکست
آرزوی بیدلان می‌شکند غمزه ات　　چون صفِ بدخواه را صولتِ داور شکست
داورِ جمشید فر آصفِ سادس نظام　　آنکه بحجم بانگی پایهٔ قیصر شکست
لات و هبل را لگد از پیِ اسلام زد　　تا رکِ عزّی پیِ دینِ پیمبر شکست
چون درهٔ خیبری کش شهِ مردان کشاد　　قلعهٔ کفر و نفاق شاه ز هر در شکست
صد صفِ اعدای دین در وغا عزم او　　از مددِ همتِ حیدرِ صفدر شکست
آمده محبوب از آن نزد علی گو ز غم　　دل پیِ آلِ علی سبطِ پیمبر شکست
خنجرِ غم بر گلو از پیِ شبیر زد　　زهرِ هلاهل بکام از غمِ شبر شکست
کی طرف او شود ترکِ فلک در جلال　　خاصه چو طرفِ کله بر شهِ خاور شکست
بود گران تر ز کوه لشکرِ اعدا ولے　　گرد سبکتر ز کاه تیغ چو بر سر شکست
غیر شکستِ سرش هر چه درستش نمود　　روز وغا از غضب بر سرِ کافر شکست
چنگلِ شاهینِ شاه گردنِ عنقا ربود　　بازوی سیمرغ را بازیِ شه پر شکست
سینهٔ قلب الاسد سفت به تیرِ خدنگ　　تارکِ جوزا بدان تیغ دو پیکر شکست
زخمِ سنانش دلِ دبهٔ اصغر شگافت　　ضربِ عمودش سرِ دبهٔ اکبر شکست
دوش چو شکلِ عروس بزمِ شه آئین گرفت　　شاهدِ پروین ز غم حلقهٔ زیور شکست
دمبدم از کوس او بانگ قدم دم چو خاست　　گوش ستم کوش را بر صفتِ کر شکست
منظرِ ایوانِ او بسکه بلند آمده　　طارمِ کیوان ز غم شرفهٔ منظر شکست
کاخِ ستم را ز وی طارم و طاق اوفتاد　　چون ز ظهورِ بنی چارده کنگر شکست

قصیده

در تهنیت سالگرہ اعلیحضرت حضور پرنور خلد اللہ ملکہ

ای قد بالای تو قامت عرعر شکست — لولوی لالای تو قیمت گوہر شکست
بارخ و بالای تو لاف زدی زان صبا — دانۂ گل گو نہال شاخ صنوبر شکست
گل ز رخت گریہ کرد خندہ ازان در چمن — امرد کنگر صفت شاخ زد و سر شکست
نقش رخ دلکشت دفتر مانی بشست — خط لب لعل تو حسن مہ آذر شکست
آتش رخسار تو شعلہ زد و سیم آن — شہپر پروانہ سوخت بال سمندر شکست
شاہد عذرا عذار چہرۂ رعنای تو — آب رخ لالہ ریخت رنگ گل تر شکست
روی تو از گیسوان بہر دلم دام زد — چشم تو در سینہ ام از مژہ نشتر شکست
لاف قد از قامت طوبی جنت بہشت — مایۂ ذوق از لبت شربت کوثر شکست
عارض گلفام تو ریختہ رنگ بہار — کاکل مشکین تو نکہت عنبر شکست
جادوی چشمت شکیب از دل ہاروت برد — زہرہ ز تو ساز خود دید چو ابتر شکست
شعلۂ عریان بود سادہ عذارت ز خط — کاتش زردشت را تاب ز اخگر شکست
از پی نظارۂ روی دلارای تو — بسکہ کشید انتظار دیدۂ عبہر شکست
خال سیہ بر رخ و عارض گلرنگ تو — در دل عود و سپند شعلہ ز مجمر شکست
باد صبا در چمن طبلۂ عنبر گشاد — صبح چو بر عارضت زلف معنبر شکست
جادوی چشمت ربود دل ز کف حور عین — قند لبت لذت شربت کوثر شکست
چشم سیہ مست تو دوش بہ گلگشت باغ — شیشۂ گل زد بسنگ ساغر عبہر شکست
تا دہن تو شکست قند و شکر در سخن — قند ز شرم آب شد قیمت شکر شکست
نیست ز نوشین لبت بہر شکر جز تری — شان نبات و عسل این شکر تر شکست

امر تو در خانقاه مصحف و تسبیح خواند   نهی تو در میکده شیشه و ساغر شکست

بار رقم دلکشت خامه ز خامی خویش   بر تو دبیر فلک صاحب دفتر شکست

تیغ نهنگ پیکرت سر ز تن خصم برد   خشت گران سنگ تو بر سرش افسر شکست

ای که ز اجلال تو دودهٔ سلجوق را   شان ملکشه نماند شوکت سنجر شکست

اینکه نظام دولت کاصف جم جاه بود   قلعه بسی در گشاد قلعهٔ بیدر شکست

بر تن اسفندیار تیغ تو جوشن شکاف   بر سر افراسیاب گرز تو افسر شکست

با کف زرپاش تو کامده گوهرفشان   زر ز بها اوفتاد قیمت گوهر شکست

نوک سنانت گهی گرز گرانت گهی   گردهٔ خاقان شکافت گردن قیصر شکست

بر بن گودرز و گیو بر تن سهراب و سام   درع بخفتان درید افسر و مغفر شکست

تیغ ظفرپیکرت گشت چو بالا برزم   پهلوی جوزا درید پشت دو پیکر شکست

دست تو سازد درست پخته سد از زر خام   فتنهٔ یاجوج اگر سد سکندر شکست

دور بکامت رود داد گر دور گیر   گرد وران فلک نوبت قیصر شکست

داور دریا نوال مدح سرایت غنی   بر سرت از گنج این گهر تر شکست

گوهر پرتاب او از فر و فرتاب خود   کوکبهٔ تابش انجم و اختر شکست

لمعهٔ او از رخ انوری خاوری   فر فروغ سخن در همهٔ خاور شکست

بر تو همایون کناد شادی سالگره   آنکه ز شادی غم خاطر ششدر شکست

کوشک طبیعت ز سور فرخ و آباد باد   تا که بیابد بسور کوشک ششدر شکست

قصیده

در تهنیت سالگره بندگان عالی اعلیحضرت خلد الله ملکه

صبح شد کز خواب خوبان جلوه ها بر جو زنند   خنده ها بر آفتاب از رخ ز رشک شو زنند

طرفه فلاطون منش حبر آلهی پناه　　کز ادبش زانوی هرمس اکبر شکست

یوسف عدل ترا باهمه گرگ آشتی　　می ندهد درجهان هیچ برادر شکست

جوهر شمشیر تو گرچه عرض بیش نیست　　لیک بعرض هنر قیمت جوهر شکست

ترک فلک راز تو چون شده ترکی تمام　　دست ز شمشیر داشت دستهٔ خنجر شکست

زهره بدیوان تو چنگ و دف و عود سوخت　　تیر بدیوان گهت خامه و دفتر شکست

نسر فلک راست گر شهپر و بازو بلند　　تیر بلند افگنت بازو و شهپر شکست

رخش تو از خنگ ماه در جولان برد گوی　　گوی تو هنگامهٔ گوی مه و خور شکست

بزم ترا ساز دید زهره ز پرده فتاد　　بهر تماشا ز رخ گوشهٔ چادر شکست

مشتری آهنگ کرد لیک چو راهی نیافت　　آرزوی بزم تو در دل مضطر شکست

سر به ثریا ز تو حلقهٔ محراب سود　　پایهٔ کیوان ز تو پایهٔ منبر شکست

رونق دیوان گهت دید دبیر فلک　　دل ز قلم برگرفت خاطر دفتر شکست

کاغذ او باد برد دفتر او گاو خورد　　سنگ زده بر دوات خامه و مسطر شکست

صبح برایت مگر لاف صفا زد دروغ　　لاجرمش بر افق شب قدح زر شکست

شام بروی قمر چهره بدعوی فروخت　　قرص درفش آفتاب صبح بخنجر شکست

پنجهٔ تو بازوی رستم یکدست بست　　بازوی پر زور تو دست غضنفر شکست

روی زمین را گرفت سم سمندان تو　　پشت فلک گرد پای خیل تگاور شکست

عزم تو بر کشور و لشکر دشمن چو در　　روی ز کشور گرفت پشت ز لشکر شکست

آمده از موکبت بر سر اقلیم کفر　　چون بسر ملک شب از شه خاور شکست

خصم زبونت اگر برد بدریا پناه　　سیل بلا بر سرش کشتی و لنگر شکست

خنجر خونریز تو بهر گلوی عدو　　غرغرهٔ خون او در بن خنجر شکست

حاسد جاهت اگر خواست سلامت زکوة　　کوه ز سر تا کمر بر کمر و سر شکست

دست افشان پای کوبان حلقه زن از هر طرف — بر در شاهنشهی از تهنیت ها هو زنند
جم حشم شاهی که از لطفش نوی و تازگی — صد صلا بر عالم پیر خرف فرتو زنند
میر محبوب علی خان خسرو دارای دین — آنکه نقش نام او بر نامه ها چون هو زنند
خسرو فخر سلاطین آنکه خدام درش — خنده بر ضحاک و افریدون و کیخسرو زنند
میر زنند از تیغ بر جوزا اگر در دل برند — می برند از پیش گردون گر بمیدان گو زنند
گرز گوپال گران بر گردن جیپال هند — بیباک و خشت آهنی بر سینهٔ پیغو زنند
روز رزمش دشمنان را ز استخوان سینه ها — دشنه ها در سینه و در دل ز هر پهلو زنند
بهر گمان قوس می بندند ره از کهکشان — گر شکار برهٔ افلاک چون آهو زنند
چون عصا و دست موسی نیزه و دستش بزم — گر همه جا دوست و دشمن لقمه از جادو زنند
تاختن گه تاختن آرند و بر خاقان روند — تا خطا شبخون گهی بر کشور پیغو زنند
بی گمان برخیزد از لبهای اعدا بانگ هی — گر دلیرانش بمیدان روز هیجا هو زنند
آتش انگیز است تیغ و دشنه تیزش ز تب — شعلها خیزد ز موجش گر بر دریا جو زنند
بزم آرایان او را گو رود رضوان ز خویش — دل نمی آید که گشت روضهٔ مینو زنند
می فشانند از سخا دست و کفش عقد لآل — صد گره در کار و بار رشتهٔ لولو زنند
مهر هر سالش بمیزان سنجد و دارد امید — سکهٔ شه بر زر کامل عیار او زنند
نیست در جام دل شه نقطهٔ از جسم چرخ — از خط جور رشش قلم بر جام کیخسرو زنند
کار پردازان قدرت روز آیین بستنش — پردهٔ دهلیز قصر از پردهٔ نه تو زنند
گم کنند از بیم دست و پا سراسیمه شوند — روز زورش رستم و دستان اگر بازو زنند
پهلوانانش بهنگام وغا صد پشت پا — رستم یکدست را بر پشت و بر پهلو زنند
سینه رویین تن و پولاد و وندا ندر مصاف — چاک گردد چون کتان بر سینه گر پهلو زنند
مرگ پیچد در نشاط کفن در تیغ و تیر او — از نهیب خواب دشمنش نا بزو زنند

رو نکوتر میشود از حسن شستہ در نظر
حسن شستہ تر بود گر شست و شو بر رو زنند

چشم شویند از خمار خواب یک دریائے آب
ہم بروئے فتنۂ خوابیدہ بد خو زنند

ز اشتیاق پرتو رو مضطر آمد جوئبار
آب سیم ناب گرد دگر بر و پرتو زنند

از عتاب و قہر بر جان خراب عاشقاں
ہر گرہ کز زلف بکشایند در ابرو زنند

جامۂ آبی شبنم ہمچو گل در بر کنند
ہم قبائے پرنیاں بر کرتہ پر نو زنند

تنگ بر اندام خود دوزند از شبنم قبا
بر قبا ہا از شعاع آفتاب آتو زنند

برکفِ ہر پا حنا بندند از بہر نگار
بر سرِ دستارہا گل از برائے نو زنند

کاکلِ شبرنگ از رخسار چون زر افگنند
خندہ ہا بر عنبر و کافور از یں ہر دو زنند

خال بر لب غازہ بر رخسار و افشان بر جبیں
سرمہ در چشم سیاہ و وسمہ در ابرو زنند

زاں عذار آتشین و اندُ خال سیاہ
عود بر آتش نہند و لالہ آسا بو زنند

سحرِ بابل از لبِ معجز نما برہم زنند
بر زمیں زہرہ ز چرخ انداختہ جادو زنند

خندہ بر نسرین و گل از عارضِ رنگیں کنند
طعنہ بر سرو صنوبر از قدِ دلجو زنند

رخ فروزند از رعونت با گلِ رعنائی باغ
قد کشند از ناز و بر روئے قمریاں پو پو زنند

با رخِ ہمچوں گلِ خورشید رخشندہ چو روز
آستینے بر چراغ مردۂ شبتو زنند

گل ز شوخی چادر خود را بشاخ افگندہ است
خوش بود برقع گر از روئے نکو یکسو زنند

بر عذار آتشیں بلبل سراید در ثنا
زند خوانانِ چمن در پیش او زانو زنند

بوسہا از لب بفشانند تا دلدادگاں
خردہ بر بے آبیِ عناب و شفتالو زنند

سربسر چشمک بنرگس باید از چشم سیاہ
مو بمو در کار سنبل عقدہ از گیسو زنند

اندریں صبح سعید مولدِ شاہ دکن
باید از بہر تہنیت در ہائے گفت و گو زنند

ہم نوید جشن میلادش بہر برزن دہند
ہم ندائے شادمانی بر سرِ ہر کو زنند

طبلہائے بانگ شادی بر فراز نہ سپہر
خیمہ ہائے اشک حسرت از عدم آنسو زنند

ساحل خشک شدی موج کرم زد دریا
صدف کاسه بکف بوده و نیسان آمد

بیکسی بادیه بودی بسرت خضر گذشت
مور بودی بدرت تخت سلیمان آمد

آب و رنگ تو خزان گر نفسی برد چه غم
که بریحان و گل و لاله بهاران آمد

خاک بودی و فلک مائلت آمد که ترا
مرکز دائرهٔ گنبد گردان آمد

عالم ار شخص بود سینه در آن شخص دکن
و ندران سینه چه خوش بار دگر جان آمد

وقت آنست که تصریح کنایات کنم
چند گویم که فلان آمد و بهمان آمد

شد به کلکته و با دولت و صولت واپس
شاه جم مرتبه محبوب علی خان آمد

حامی ملت و دین ماحی کفر و طغیان
حافظ امن و امان داور ذی شان آمد

آنکه از داد و دهش دانش و بینش در دهر
آصف روی زمین جعفر گیهان آمد

آن طرفدار دکن حارس شرع و ناموس
که نهیبش بدل قیصر و خاقان آمد

آنکه از مبدء فیاض بدیوان وجود
اولین فرد سر دفتر امکان آمد

از عدو بندی و اقلیم کشائی نامش
رونق نامهٔ هنگامهٔ ترکان آمد

شه نظام ششم و ناظم پنجم بهرام
بی شش و پنج ششش از پنج فراوان آمد

حملهٔ رستم و هنگامهٔ رزم بهمن
در مصافش همه بازیچهٔ طفلان آمد

چون سمند دو رکابه به مه و مهر سپهر
روز گو بازی یکرانش بمیدان آمد

اسپ چوگانی او را بدم گو بازی
کرهٔ ارض چو گو در خم چوگان آمد

چون فلاطون الهی ست فطین از اول
حیدرآباد از آن ثانی یونان آمد

همچو آن بید که از باد بلرزد در باغ
شیر در بادیه از سهم تو لرزان آمد

گاه از سنبله گیر دید هان شیر فلک
بسکه از صولت قهر تو هراسان آمد

خوار و خاسر ز درت خسرو و خاقان رفته
قدر شکسته به پیش تو قدرخان آمد

عدل تو بسته به زنجیر شعاعش آورد
صبح را چاک چو از مهر گریبان آمد

دشمناں از قہر او روز و شباں گویند ہائے — دوستاں از مہر او شام و سحر گہ ہوزنند
زاں شکستی کہ باز دیش کند در روز رزم — تیغ و تیرش آفریں بر دست و بر بازو زنند
شوکتش را شانہ گردانی ز کیخسرو رواست — کاشاں بوسان او با خسرواں پہلو زنند
سازگار آمد بعہد عدل او ناسازگار — بازو شاہیں خواب خوش در پہلوی تیہو زنند
دشمنانش از خم می خشت ہا بر سر خورند — دوستاں از جام و مینا بادۂ مینو زنند
ہر سحرگہ ابر آذاری و باد نوبہار — در رہ او آب افشانند و رفت و روزنند
گستر در ضوان مہر بش ہر کجا فرش نیاز — حوریاں در محفل او از مژہ جاروزنند
ہر کجا عزم بلندش رو بہ تسخیر آورد — فتح و فیروزی علم از ایزدی نیروزنند
تا بدوران فلک باشد حساب ماہ و سال — تا گرہ در رشتۂ سالی ز جبت و جوزنند
رشتۂ عمرش بود چوں رشتۂ دوراں دراز — تا گرہ در رشتہ بر حسب حساب او زنند
روح علوی شاد در جنت کہ در صفت او گفت — نو بہار آمد کہ خوباں غازہ ہا بر رو زنند
چیدہ ام گلہائے معنی تا سخن سنجاں غنی — چادر گل بر مزار علوی خوشخو زنند

قصیدہ

در نوید قدوم فیض لزوم اعلیحضرت بندگان عالی حضور پُر نور از کلکتہ

باز آں تازہ بہاراں بگلستاں آمد — حیدرآباد گلستاں بہ بہاراں آمد
مژدہ اے بلدۂ فرخندہ بنیاد کہ باز — آب در جوئے تو از رفتہ فراواں آمد
مژدہ اے شہر ہمایوں کہ بنائے تو دگر — تا بآب آمد و بسیار بساماں آمد
کارسازت شرف و شہرت و رونق گردید — سازگارت فلک و طالع دوراں آمد
بر سرت سایہ فگند آنکہ پے سایۂ خلق — سایۂ مہر فگن چوں مہ تاباں آمد
قطرہ بودی بتو پیوست محیط اعظم — ذرہ بودی بسرت مہر درخشاں آمد

میرزا داغ بہادر کہ فصیح الملک ست　　از سخن سنجیش استاد بدوراں آمد

شاہ در شعر پسندی چو علی شیر بود　　داغ در شعر غزالی غزلخواں آمد

شاہ دینار و درم ریخت چو خاقاں بر داغ　　داغ از ریختہ خاقانی شہداں آمد

طوطی تازۂ ہندی ست کہ با صوت صفیر　　چوں کہن بلبل شیراز نواخواں آمد

آنکہ از رشک سواد رقم مشکینش　　داغ سودا بدل میر سخنداں آمد

ہست ہم قافیۂ غالب و ذوق و مومن　　کو ردیف از پئے ایں قافیہ سنجاں آمد

داغ در بزم سخن خواجۂ شیراز بود　　ذوق در طرز غزل خواجوئے کرماں آمد

ذوق ہرچند گہر ریخت ز نیسان قلم　　داغ ہم بہر در ریختہ عماں آمد

ذوق را آب بر دبستہ شد از دست ظفر　　داغ را دولت محبوب علی خاں آمد

چارشنبہ کہ بود از رمضاں بست و نہم　　آں مہ برج شہے جلوہ فروشاں آمد

شادماں روز دل افروز مسرت اندوز　　شہ بشہر آمد و در جسم جہاں جاں آمد

شہر ز آرایش و تزئیں چو عروس نو شد　　شہ ز اقبال چو نوشاہ عروساں آمد

ماہ ہفتم قدم شاہ دوراں　　کی بود ماہ چو خورشید درخشاں آمد

مقدم شاہ پس مقدم شوال بہم　　طرفہ عیدی ست کہ شادیش بقرباں آمد

ہر دو عید ست سعید ست و بعید ست ز غم　　آں ازیں پیش چہ دانی بچہ عنواں آمد

عید اوّل نمکیں عید دوم شیریں ست　　نمکیں پیش ز شیریں بہمہ خواں آمد

عید ثانی ہمہ دانند کہ باشد شیریں　　عید اوّل نمکیں نکتۂ پنہاں آمد

میر محبوب علی خاں نمکین ست و ملیح　　ایں سخن ثابت و مقبول بہ برہاں آمد

شاہ ما میر صبیح ست و ہمہ میر ملیح　　کہ ملاحت صفت ختم رسولاں آمد

خود رسول عربی گفت کہ ما ئیم ملیح　　زاں ملاحت پئے میراث بمیراں آمد

چوں مبیّن شدہ صغریٰ و مبرہن کبریٰ　　شکل اوّل پئے اثبات چہ برہاں آمد

تا دو اسپه برکاب تو دوداز شب و روز
راکب دهر شب و روز شتابان آمد

با تو پرویز چه نازد بزرِ دست افشار
که ترنج زرت از مهر درخشان[۴] آمد

دشمنت را با ثر شربتِ الماس شده
گر بکام و دهنش شربت حیوان آمد

با دم اژدرِ تیغت که نهنگِ اجل ست
سام ابرص لبِ سامِ نریمان آمد

از سخای دل بیدار تو هست آنچه گدا
دید در خواب بشب صبح بدامان آمد

هر یکی راست ز تشریف تو خلعت در بر
غیر از تیغ حسامِ تو که عریان آمد

سرفرازی ز تو بر خصم هم آمد مبذول
کز سنانِ تو سرافراز بمیدان آمد

پیر فرتوت برای تو بود شیخ رئیس
طفلکی نو سخنی پیش تو سحبان آمد

شد در ایّام تو گردن کشِ سرتاب دهر
جز کمند تو که گردن کشِ گردان آمد

عالمی تشنه لب و طبع تو بحرِ افضال
آرزوها صدف و دست تو نیسان آمد

نهی از قهر یتیمان چو بهرام تراست
طرفه قهرت به یتیم دُرِ غلطان آمد

نیست در دور تو نهر از پی سائل لیکن
قطرهٔ سائلی در نهر زباران آمد

بهترین دخل تو شد آمد ارباب سوال
کمترین خرج ترا دخلِ بدخشان آمد

زر بدامانِ گدا ریخت ز دستت پنهان
چاک از جیب تو پیوسته بدامان آمد

نه بری آب کسی گرچه بود باد بدست
نکنی خون کسی گو همه بطلان آمد

بجز آن آب گهر کامده در چشم صدف
غیر ازان خون که بسم در جگر کان آمد

ضرب تیغ تو که تقسیم کند جوهر فرد
رفع تفریق پی جمع حکیمان آمد

ابر نیسانِ کفت در صدفِ استعداد
از پی صاحب جوهر گهر افشان آمد

شد دواوین شعرا را ز صفات پاکت
آن مطالع که پی مهر درخشان آمد

از ثنای تو پی قافیه سنجانِ جهان
رونقِ صبح دوم اوّل دیوان آمد

شاه گر قدر سخنگوی شناسد چه عجب
گو سخنگوی و سخن سنج و سخندان آمد

آن خسرو ستاره سپاهی که شهره اش — از هند تا دیار سپاهان رسیده است
در شان و در شکوه گرفتست جای جم — در تاج و در نگین سلیمان رسیده است
اکرام او بصوفی و رند آمده سبیل — انعام او بگبر و مسلمان رسیده است
گر نکهتش رسید بباغ ارم چه دور — چون بوی پیرهن که بکنعان رسیده است
شرمی دهد بغیر ترازو زر و گهر — گر جود آفتاب به میزان رسیده است
یک روز بیش نیست بعالم تمام سال — نوروز اگر ز مهر درخشان رسیده است
نوروز دلفروز ز روی نکوی شاه — در سال و ماه و هفته بیکسان رسیده است
فرخنده خلعتی که ز تاب لآلیش — آب گهر بدیده عمان رسیده است
خلعت ز لعل و در که درو تعبیه شدست — با ماه و آفتاب درخشان رسیده است
کان را ازین جواهر بیحد و بیحساب — سرمایه عظیم بنقصان رسیده است
فرخنده داد بخش وزیر دهش گرا — کافسانه اش ز داد بدوران رسیده است
بر مسند وزارت عظمی نشست شاد — بر کام دل چه خرم و خندان رسیده است
بگذشت از انصرام که گردید مستقل — بدر از مشرف بفرقد چه شایان رسیده است
این خلعت خجسته بدیوان دادگر — از بارگاه شه بچه عنوان رسیده است
دیوان بود سکندر اقبال و بهر وی — از سوی خضر چشمه حیوان رسیده است
یا از مکارم و شرف آمد جهان زیر — وین خلعتش بجسم جهان جان رسیده است
یا گوییش که جان بود و خلعتش چنین — باشد حیات کز پی آن جان رسیده است
یا بر سپهر لطف چو ماه است و بهر ماه — انوار ز آفتاب درخشان رسیده است
خلعت ز شهریار بدیوان رسید لیک — تیر عدو زیج که فرمان رسیده است
کوته چو شد ز دامن دولت بدور او — دست عدو بچاک گریبان رسیده است
دیوان دادگر بشه جم حشم نظام — چون ابن برخیا بسلیمان رسیده است

بدعاکوش غنی تن بزن از طول سخن
که درازیِ سخن شاق بشاہاں آمد

تا بعید از رہِ صورت بدو معنی ست قریب
وز قریب ست بعید آنچہ بامکاں آمد

تا بود مومن دیں شاد بعیدِ شوال
تا بعید از اثرش صاحبِ کفراں آمد

شاد زایام تو پیوستہ ہمہ عالم باد
چوں زعیدِ رمضاں شاد مسلماں آمد

قصیدہ

در تہنیت عطائے خلعت و استقلال عہدہ مدار المہامی

براجہ راجگان راجہ کشن پرشاد بہادر از پیشگاہ اعلحضرت

حضور پرنور خلد اللہ ملکہ و سلطانہ

(۱۳۲۰ھ)

برطرح مشاعرہ ضیغم صاحب

آں میمنت کہ در مہ شعباں رسیدہ است
اثبات آں ز آیۂ قرآں رسیدہ است

کز بارگاہ پاک دریں مہ تمام امور
ایجاب باید آں چہ بامکاں رسیدہ است

در جلوہ گاہ کون کشاید ز رو نقاب
ہرچہ از ازل بہ پردۂ پنہاں رسیدہ است

مبرم بود ہر آنچہ بتعلیق آمدہ
اسرار در حجازیِ اعلاں رسیدہ است

یابد قضائے عام باندازۂ قدر
از ہرچہ در نصیبۂ انساں رسیدہ است

زاں اوّل از تمام کہ اولیٰ ست از تمام
خلعت بود کہ در مہ شعباں رسیدہ است

یعنی بروز فرخ ماہ سعید و سعد
خلعت ز شہریار بدیواں رسیدہ است

فرخندہ شہریار خدیو نظام ملک
کاوازۂ عطاش بہ گیہاں رسیدہ است

از خطۂ دکن بخطا و ختن تمام
صیتِ سخا بخان و بخاقاں رسیدہ است

هر مشکلے بدانشِ مشکل کشا کشاد | در هر سخن بطبع سخنداں رسیده است
بالا ترست شمۀ قصرش ز آفتاب | کایوانِ او بطارمِ کیواں رسیده است
هر خانه از قدومِ تو بیت الشرف شود | از مشتری چه ناز بسرطاں رسیده است
سنجد عطائے مهرِ تو بر ماه مشتری | ناهید ازاں به پلۀ میزاں رسیده است
در خدمتت ز حلقۀ بگوشی قدر گرفت | تا صیتِ تو بگوشِ قدرخاں رسیده است
ایں خوشدلی عام که دارد دلِ جهاں | خاص از عطای خلعتِ دیواں رسیده است
هر سینۀ حزینه سور و سرور شد | کارِ سرور بسکه بساماں رسیده است
ایامِ زار نالیِ دلها سر آمده | وقتِ تبسمِ گلِ خنداں رسیده است
صبحِ نشاط از افقِ آرزو دمید | تیره شبِ ملال بپایاں رسیده است
عالم تمام تازه و خرم شد از نشاط | وا تازگی بجسمِ جهاں جاں رسیده است
تنها نه جاں بجسمِ جهاں آمده بگوی | از بهرِ جاں حیات بهیجاں رسیده است
گویم غنی دعای دیوانِ دادگر | کیں خلعتش کز آصفِ دوراں رسیده است
بادا بادا مبارک و میمون و سازگار | تا میمنت زچرخِ بشعباں رسیده است

قصیده

در تهنیت قدوم حضور پرنور خلد الله ملکه و سلطانه از دربار دهلی

نوید عیش زماهی باوج ماه رسید | که تاج بخشِ سلاطیں به تختگاه رسید
چو ماهتاب که آمد بمنزلِ اکلیل | چو آفتاب که بر تختِ صبحگاه رسید
چو سعد اکبرِ هفت آسماں که از جوزا | بخانۀ سرطاں شاد و زنجگاه رسید
چو ترکِ چرخ که از قوس سوی جدی فلک | بعز و شوکت و دیهیم و چتر گاه رسید
ظفر بجو کبه اقبال طرقوا گویاں | ببارگاهِ شهنشاه کجکلاه رسید

در عهد عدل مهد مدار مهام ملک — آمیزه در طبیعت ارکان رسیده است
در خاک و باد و آتش و آب اوفتاد صلح — آرامشی بعالم امکان رسیده است
آتش که بود در تپ محرق ز دیرباز — تبرید او ز آب بسامان رسیده است
بود آب را بمعده رطوبت سفوف طین — از بهر آن ز خاک بدرمان رسیده است
بحران نادرا لب بحر شد حباب — تبخالهٔ خوشی که به بحران رسیده است
هر سام خاک چون فم وی بود آب ازان — بکشید شاخها که به بستان رسیده است
تا زهم بداد او که بدوران خلق را — هر درد دل که بود بدرمان رسیده است
آسایشی که خلق جهان داشت آرزو — در دور این خلاصهٔ دوران رسیده است
نی افترا قمیص بچون کذب رساند — ذی گرگ آشتی که ز اخوان رسیده است
نی اشتلم ز عشق که حسن عفیف و پاک — بی علتی در آفت بهتان رسیده است
نی از دراز دستی نفس هواپرست — چاکی بجیب دامن پاکان رسیده است
نی باد گرد سلسلهٔ موج را شکست — نی از حباب باد بزندان رسیده است
در پیش او بعذر که جیب کتان درید — از هاله ماه سر بگریبان رسیده است
شب از فراق روز کند ماتمی لباس — صبح از ملال چاک بدامان رسیده است
دستش ز بسکه گرم درفشانی سخاست — خفقان ز موج در دل عمان رسیده است
زان گرمی عطا که بگنج و گهر نمود — آتش ز لعل در جگر کان رسیده است
ملک از شگوفه کاری فصل بهار عدل — در تازگی بروضهٔ رضوان رسیده است
گر چاک کرد جوش جنون جیب و دامنی — از بیم او گرفته گریبان رسیده است
در ظل شاه نشو و نما کرد ریشه راند — مانند به آن ثمر که به بستان رسیده است
دادش خدای عز و جل واهب نعم — آن دانش و حکم که به لقمان رسیده است
از شرم و انفعال فلاطون بخم نشست — تا صیت او بگوش حکیمان رسیده است

قمر که لاف غلامی درگهت میزد — زداغ ناصیه بر دعویش گواه رسید
زآه و ناله نیاسود دشمنت زنهار — خدنگ شد بجگر بر لبش چو آه رسید
فلک ز دور زمین بوسدت چو نتواند — که تا در تو باین قامت دوتاه رسید
زاحتساب تو ساقی چو رند توبه شکن — برون ز میکده رفت و بخانقاه رسید
زاحترام تو صوفی با صفا ساده — بشال و شمله و عمامه و قباه رسید
مکارم تو گرفتست عرض و طول بلاد — میامن تو بدوران سال و ماه رسید
بمهر لمعهٔ رایت فتاد روز بروز — ببدر پرتو روی تو ماه ماه رسید
نشاد ترک فلک همچو بنده ات بردر — دبیر چرخ چو دیوان ببارگاه رسید
مخالف تو نگون سر بصورت هاروت — زاوج جاه فتاد و بقعر چاه رسید
موافق تو چو یوسف بدستگیری تو — زقعر چاه برآمد براوج جاه رسید
ضمیر پاک تو سیمای مردمان دریافت — فطانت تو به پیشانی جباه رسید
چو سرمه گرد و غبار رهت بدیده نشست — چو سجده داغ غلامیت بر جباه رسید
ثنای سیرت و خلق تو در قلوب گرفت — دعای دولت و ملک تو بر شفاه رسید
فزود جوهر تیغ و نگین ز دست و گفت — فروغ از سر و پایت بتاج و گاه رسید
نیافت فتنه ز قهر تو هیچ جای پناه — جهان ز فتنه بمهر تو در پناه رسید
کمال یافت ز مشاطهٔ دل تو جمال — هنر ز طبع تو بر اوج پایگاه رسید
هم از نگاه تو بگرفت نور جوهر عقل — هم از ضمیر تو نیروی در نگاه رسید
زآستان تو اقبال سربلندی یافت — زآستین تو دولت بدستگاه رسید
محامد تو برون آمد از حد ادراک — محاسن تو بآن سوی اکتناه رسید
بهار تازهٔ اردی بهشت ما ناست — چو در اوائل اردی بهشت شاه رسید
شگفت نیست خرد را درین خجسته سفر — وزیر شاه اگر پیشتر ز شاه رسید

بحجستہ تاج ملوکانہ از سفر آمد — براہ راہ قبائی شہ زراہ رسید
بہ گلشن دکن از جانب شمال آمد — بسان باد شمالی کہ در پگاہ رسید
چناں کہ ابر بہاری و باد نوروزی — بسازو برگ نہال وگل وگیاہ رسید
بدار ملک خود از شہر شاہجہاں آباد — خدیو ملک ستاں مملکت پناہ رسید
بشہر خویش کہ مشہور حیدرآباد ست — نظام آصف دوران جم سپاہ رسید
بخلد ناز فروش ست شہر ازینکہ درو — لوائے دولت والائے پادشاہ رسید
عروس بخت بہ پیرایۂ جمال آمد — جمال شاہد دولت بہ جلوہ گاہ رسید
تبسمی کہ نیامد بلب ز دوری شاہ — شدست خندہ بخندہ بقاہ قاہ رسید
پس از فراق دو روزی دکن بحمد اللہ — بظل مرحمت سایۂ الٰہ رسید
دکن کہ جامۂ جاں چاک زد ز دوری شاہ — فگندہ است کلہ بر فلک کہ شاہ رسید
خدیو ملک دکن شہریار آصف جاہ — کہ جان تازہ ز نامش بجسم جاہ رسید
ز شاہ ہفتم برطانیہ نظام ششم — بفر خلعت شش تائے ہفت تاہ رسید
فلک ببارگہش چار طاق زد بزمیں — کہ زیب دولت و اقبال بخود جاہ رسید
بعون او زند اسلام ضرب الا اللہ — ز دار کفر اگر صوت لا الٰہ رسید
برات بذل نویسد بر آفتاب مگر — گہر زکان بگدائیش بدیرگاہ رسید
ضمیر حق نگرش قال ماسواہ بپے — اگر توہم صورت زما سواہ رسید
بدون عرض بحاجات سائلاں پرداخت — بغیر نالۂ فریاد دادخواہ رسید
بسوئے کاہ دل کہربا کشد کامروز — بدرو کاہ خداوند درگاہ رسید
بقدریک پرکاہی زکوہ آسیبی — زعدل او نتواند برگ کاہ رسید
ز آبیاری خلق تو شاخہائے نبات — بجائے شاخ و ثمر درگل وگیاہ رسید
گہر بہ بحر نخواہد سگے گدائے درت — کہ گدیہ از کف سائل زدون گناہ رسید

چو خون بسینه چو سودا بدل که جوش زند بباغ جوشش گل و لاله از بهار آمد

شبیه عقد ثریاست تاک از طارم کف خضیب ز گل پنجهٔ چنار آمد

چمن شد از گل مهتاب و غنچه‌هائے سپید سپهر و کاهکشاں آب جویبار آمد

زمیں ز سبزه و برگ گل و سمن یکسر چو سبز قالی کشمیر پرنگار آمد

گل و شگوفه به برگ و بر از همیشه شاخ چو تو امین به یکبار در کنار آمد

برائے تازه دماغان بهار بهر بخور بسوخت عود بر آتش که از چنار آمد

بدفع چشم بد از گل سپند در مجمر ز لاله سوخت که داغش سپند وار آمد

چمن ز باد چو شطرنج عرصهٔ بازی ست که گوکنار چو طفلاں نی سوار آمد

ز باد و راز دل آب شد بخاک نهاں ز آب راز دل خاک آشکار آمد

گریست ابر که آبش بخاک ریخت هوا بخنده رفت چمن کابر اشکبار آمد

ز برگ مهرهٔ غنچه نماید و پوست چو شیشه باز صبا شوخ دستکار آمد

بفرق خویش ز آسیب باد می جنبد نهال گل چو عروسیکه سایه دار آمد

قوائے نامیه ز احیائے مردگان نبات بکار جستانه تکوین مسیح وار آمد

چناں برائے جهاں شد نسیم عطرفشاں ق چناں بروئے جهاں رنگ زر بهار آمد

که شد شمیم اگر خاست از بخار بخار شده عبیر اگر از هوا غبار آمد

زمیں چو راز دل خود نهاد در صحرا ز رشک خار بدامان کوهسار آمد

شگوفه ها همه اطفال گلبن ست ازاں ز شاخ و برگ بگهوارهٔ کنار آمد

بطفل غنچه دهد شیر شبنم شاداب قماط برگ گل و مهد شاخسار آمد

ازاں بشاخ وزد صبح نرم نرم نسیم که بهر جنبش گهواره سازگار آمد

صبا زند بلب طفل غنچه نرم انگشت بسان دایه کزاں گل بخنده زار آمد

چکید شیر دمادم ازاں ز پستانش که ابر دایه شد و نخل شیرخوار آمد

کہ ہست خسرو انجم بر آسمان خورشید — فروغ بزم وزارت بہ شمع ماہ رسید
مسلم ست ز تقویم و زیچ نزد حکیم — کہ آفتاب ز مہتاب دیرگاہ رسید
بشصت و پنج و سہ صد روز میرسد خورشید — بجائے خویش ولیکن قمر بماہ رسید
غنی خموش کہ جا تنگ شد قوافی را — کرشتگاں شد و بردعویم گواہ رسید
بقائے دولت شہ از خدا بخواہ چناں — کہ در قبول تو انست خواہ نخواہ رسید
جہاں بظل شہے باد و شہ بظل الہٰ — مدام تا کہ ز خورشید ظل ماہ رسید

قصیدہ

در تہنیت قدوم مدار المہام راجہ کشن پرشاد بہادر از دہلی

بیا کہ در دکن آں طرفہ نوبہار آمد — کہ داغ بر دل رضواں ز لالہ زار آمد
ز برگہائے گل و لالہ و سمن ہر سو — فتادہ خردۂ مینا برہگذار آمد
شکست شاخ شجر زیب تختۂ بزاز — برنگ بوقلموں بسکہ برگ و بار آمد
شمیم گل چو در آمیخت مشک با عنبر — ز غصہ خوں بدل نافۂ تتار آمد
ہوائے باغ بہر داب طبلہ عطار — کہ غنچہ ہا ہمہ چوں نافہ مشکبار آمد
سواد سنبل پیچیدہ بر بیاض سمن — شبیہ کاکل پیچاں بروئے یار آمد
خمیدہ چوں کمر مفلساں ز بار عیال — ز برگ و بار چو ہر شاخ زیر بار آمد
نہال از گل خورشید و پیچ لبلابش — بشکل شاہد پاک بستہ چیرہ وار آمد
چناں ز منت ابر بہار تر گشت ست — کہ سر فگندہ عرق ریز شاخسار آمد
بشست و شوئے رخ او سحاب آب آورد — گل پیادہ چو از راہ پا سوار آمد
چناں ز خندۂ برق ابر نوبہار گریست — کہ گریہ اش سبب خندۂ بہار آمد
ز غنچہ چاک بہ پیراہنش چناں افتاد — کہ جیب نافہ تا تار تا تار آمد

بصدر بزم وزارت نشست فخر خاصت　　که مایهٔ شرف و عز و افتخار آمد
فلک جنیبه کش و ماه غاشیه بردوش　　اسد بطابع و بهرام نیزه دار آمد
سپهر پیر نهاد دست عقل کل نامش　　که در حساب خرد فرد روزگار آمد
زهی ضمیر منیری که همچو جام جمش　　نهان ز انجم و افلاک آشکار آمد
صفای گوهر پاکش بپاکی گوهر　　دلیل محکم و برهان استوار آمد
شکسته است قلم تا سپهر بردستش　　دبیر چرخ قلم بند در شمار آمد
هلال هر سمندش ز نعل حلقه بگوش　　قمر بخیل سپاهش رکابدار آمد
مدار کار نه افلاک بر مدار ایش　　که بارگاه رفیعش فلک مدار آمد
فلک بسنبله چیند ز خرمنش خوشه　　جهان ز خوان نوالش نواله خوار آمد
بطاق بارگهش چون کتابه کاهکشان　　ز کلک تیر فلک سطر زرنگار آمد
همین نتیجهٔ آبای علوی و سفلی ست　　گزین سلالهٔ ارکان هفت و چار آمد
ازان بصورت پرکار بر درش گردد　　که چرخ و بارگهش مرکز و مدار آمد
یسار او بکرم ملک را یمین افزا　　یمین او بجهان ملک را یسار آمد
سپهر منزلتا آفتاب سیمایا　　که بحر و کان پی گنجت خزینه دار آمد
مآثر حسنات بخاص و عام رسید　　مکارم تو بهر ملک و هر دیار آمد
تو شاد باش و همین طور خیر جاری کن　　که خیرها سوی کریمان بیادگار آمد
نگاهدار حقوق خدا و خلق خدای　　خدای عز و جلت نگاهدار آمد
غنی ست مدح سرایت چو گنجوی گنجور　　که بر مفارق مدحت زرش نثار آمد
زریست پخته و صافی و سیم خام آسا　　که لطف جوهر او را عیار عار آمد
بوتهٔ جگرش آنچنان گداخت گرزو　　درست مغربی مهر کم عیار آمد
شنیده اند ز خسرو طلای دست افشار　　ز گنج طبع وی اینک بروی کار آمد

بجواب کردن اطفال غنچہا نا نو   نوائے فاختہ و طوطی و ہزار آمد
بگشاد و بست رہ گریہ و در خندہ   چو ابر و برق گلستان بخندہ زار آمد
برنگ پشت چمن روئے دشت در ہر سو   بود قماشں کہ نقشش چو روئے کار آمد
چنیں شگفتگی و ایں شمیم و رنگ بہار   طلسم وار بچشم شگفت زار آمد
شگفت ماندم و گفتم کہ اندریں ایام   طراز تازہ جہاں را بروئے کار آمد
ببرگ ریز خزان و در زمان اسفندار   بہار از چہ بہ گلزار روزگار آمد
نہ نافہ ہا ہمگی از ختن شمال آورد   نہ لکہ ہا ہمہ از طرف کوہسار آمد
نہ جوش نشو و نما و نہ اشتعالِ ربیع   نہ ابر بیش ز اندازہ دجلہ بار آمد
نہ آفتاب چو یونس برآمد از ماہی   نہ در حمل پئے نوروز روزبار آمد
نہ ہمچو جامۂ یوسف بدیدۂ یعقوب   صبا بطبلۂ مشک از سوی تتار آمد
پس از چہ روئے بدیں رنگ باغ عالم را   بہ از بہشت نضارت ببرگ و بار آمد
خرد بگفت مگو کاب رفتہ گلشن را   ز ابر موسم و دریا بجوئبار آمد
کہ ایں نضارت و نزہت بہ گلشنِ گیہاں   ز فیض مقدم دستور شہریار آمد
وزیر اعظم شاہی کہ سنجر سلجوق   بہ پیش فر و شکوہش چو پیشکار آمد
خدیو آصف سادس نظام ملک دکن   کہ تاج بخش سلاطینِ نامدار آمد
بلند رتبہ وزیری کہ پیش طاق درش   چو آستانہ فرو بام نہ حصار آمد
بشد بدہلی و از ویسرائے سر بخطاب   گرفت و پیشتر از شہ چو پیشکار آمد
دلیل آنکہ خطابش چنیں ز دل داد است   ہمیں کہ سر ز دلِ نامش آشکار آمد
دو روزکے کہ نہاں شد ز دیدہ چون عنقا   در آشیانہ دولت ہمائے وار آمد
زمانہ شاد کہ شد بخت یار و کام روا   نہال بخت کہ دستور بختیار آمد
نشاط طرفہ بجانِ جہانیاں بگرفت   روانِ تازہ بجسم جہانِ زار آمد

کشید مرغ سحرخوان چو نالهٔ شبگیر — در آشیان خفا گشت شپره مستور
سپیده برد ز گیتی سیاهی شب تار — افق زدود ز آفاق ظلمت دیجور
پس از سواد بیاضی نمود روز افزا — نه آن بیاض که آمد پسش سواد چو طور
درآن بیاض که آمد کلیم رفت ز هوش — درین ز خواب برآیند با کمال شعور
مگر تجلّی طور و تجلّی این صبح — نظیر اوّل و ثانی بود ز نفخهٔ صور
شگفت بین که بچشم جهان ز لیل و نهار — بیاض جائے سواد است در نظر منظور
من این شنفتم و گفتم که طرفه بوالعجبی ست — سواد مایهٔ دید است نے بیاض چو کور
سروش گفت که یاوه مگوی و ژاژ مخائی — تو پے نبردهٔ از سرسری بسرّ امور
شگرف کاری لیل و نهار اگر دانی — ببین سیاه و سپید جهان بچشم شعور
چنین بیاض به است از سواد مردم چشم — که خاست از سحر عید و صبح شادی سور
صباح عید شه کامران که عیشش را — طراز بزم بود از نعیم و حور و قصور
شهنشهے که ببزمش بساغر خورشید — فلک ز خوشهٔ پروین دهد مئے انگور
خدایگان سلاطین و خسرو آفاق — خدیو آصف جاه و نظام ملک حضور
علو رتبه چو آیت بشان او نازل — بلند عزم چو رایت بدست او منصور
نظام طوس بدانش بنظم ناظم طوس — تبارک الله ازین دستگاه شعر و شعور
نسق گرفت ز نظم تو کار ملت و ملک — جهان ز عدل تو گردید از نفیر نفور
همه امور ز دست تو انتظام گرفت — جز اینکه از تو پراگنده شد دُرِ منثور
نماد خوی تو حرفے بناف مشک تتار — فگند ناف وقار تو قاف را ز قصور
زمین نشست ز نگا و زمین فضاں برخاست — بنائے حلم تو دارد گرانی موفور
نشست کوه ز دعوی و آسمان برخاست — که حلم و قدر تو آمد زیاده از مقدور
یکے ست مرکز ثقل زمین و مرکز جسم — شد از وقار تو بعضش ثقیل چون معمور

ترا است دست زر افشان نیست دست افشار   چنین زرے بجہاں دست ساز گار آمد

قصیده

در تہنیت عید سعید بعرض بندگان عالی متعالی حضور پرنور

خلد اللہ ملکہ و سلطانہ

دمے کہ کرد دیگر دا افق سپیدہ ظہور   بحکم فالق اصباح گشت شب کافور
طلیعۂ شہ خاور بزنگ زد شبخون   سپاہ روم شدہ باشہ حبش مفرور
زباختر بسوی نیمروز و شام شتافت   گرفت مشرق و مغرب مظفر و منصور
فلک بہفت قرأت ز ہفت سیّارہ   چو خواندہ مصحف برج دوازدہ چو زبور
زختم سورۂ واللیل با قرارتِ شام   چو ابن عامرِ شامی و قاری مشہور
بخواند سورۂ والشمس والضحیٰ والفجر   فراغ یافت زختمِ شبینۂ ماثور
کشاد صبح چو تفسیر قاضیِ بیضا   ورق نوشت ز سیپارۂ در منثور
فگندہ سر بسجود تلاوت ست نجوم   کہ خواند مہر بمحراب صبح سورۂ نور
برآمد آب حیات از درون تاریکی   بجان قیصر دوید آب چشمۂ کافور
برآسماں شفق و آفتاب و ظلمت شب   بود چو آتش و انگشت و قرص ناں بہ تنور
خطے بسطح سیاہ و افق سپیدہ کشید   شبیہ قشقۂ ہند و ز صندل و کافور
شفق بغبرا شہب عبیر سرخ آمیخت   چو چشم لالہ عذارانِ میکشِ مخمور
سپیدہ دوخت زدو ر افق بدامن شب   سجاف سادہ بطرفِ قبا چہ سیفور
نمود خشت زرِ سرخ کیمیائے سحر   قراضۂ زر انجم کہ بود چوں کافور
گداخت آہن شب از آتش شفق تا ساخت   درست مہر کہ شد زر مغربی مشہور

بپاس شرع بجز شیشہ را عدالت تو — فگند تفرقہ ہا در نہاد جمع شرور
نراند دست گرفتہ بہیچگاہ ز قہر — بجز حسام بفرق ستمگر مقہور
در آستین تو دستِ سخاوتِ حاتم — بر آستان تو فرق بلندی فغفور
چو کید رائے تو گردد دکمند گردن ہند — بر کید رائے نہ جیپال ازان بہند نہ زور
زبون دخوار چو کافور خوار دید او را — عروس ملک ازان با تو شد ز فور نفور
بہ قلب لشکر شاہاں توئی امام اُمم — بصدر بزم سلاطین توئی جم جمہور
ہزار کاسہ شکست ست بر سرِ خاقاں — نہیب گرز گرانت چو کاسۂ فغفور
شکستۂ تو سرِ دشمناں بروز نبرد — چنانکہ محتسبِ شرع کاسۂ طنبور
بروز رزم تو ترکِ فلک سپہ سالار — بدور جام تو جم محرم سرائے سرور
زمین عہد سعید تو صبح و شام دکن — نظیر صبح ہرات ست و شام نیشاپور
چنیں نہ صبح بنارس بود نہ شام اودھ — کہ ہر دو ہست بدل نارسا و نامشہور
زکوہ طور مپرس و زکوہ نور مگوے — دکن شد رشت ز مہر رخ تو معدن نور
تو شاہ عادل و عاقل تری ز عادل شاہ — بجا کہ حیدر آباد ست رشک بیجاپور
اگرچہ شوکت ایں شہر بیش از پیش ست — بفر دولت آبائے بندگان حضور
ز حرف ہر دو ہویدا بود چو بشماری — کہ بر مزیتش آمد دلیل دال صغیر
چو گشت شاہ دریں شش جہت نظام ششم — شد از جمال بجمال ایں ازاں بشش مشہور
ہماں شش ست کہ زاید بو دلغیر قصور — ز نام ہر دو چہ حرفِ مکرر اندازی
چہ دل بتہنیۂ غالب دہم کہ خوش سرود — نوائے بہج زقانون حفظ مرتبہ دور
تجلی کہ ز موسیٰ ربود ہوشش بطور — بشکل کلب علی خاں دگر نمود ظہور
اگر تجلئ رویت بطور بودی نہ عکس — بہ ہوش نامدے موسیٰ مگر بروز نشور
شمائل تو ز محبوبیِ علی پیداست — حقیقتے ز اضافت گرفتہ است ظہور

بود معدل لیل و نهار انصافت — که شد بچرخ نهم بارگاه تو مشهور
براستی نرسد رای مستقیم ترا — که در نهاد خط استوا است خم مستور
مسخرند بامر تو مشتری و زحل — دلالت ست ز آثار بر فراز ظهور
نکوست بخت بهی خواه دولت قاهر — بدست طالع واژون دشمن مقهور
پی محب و عدویت بود قضا و قدر — چو بهر عاد و حبیب خدا صبا و دبور
چو ماه مهر تو پرتو دهد فتد ز میان — خلاف لیل و نهار اختلاف ظل و نور
بخدمتت چو دوید نه هفت سیاره — سپهر گفت لقد کان سعیکم مشکور
کند ز رای رزین تو مهر کسب ضیا — چنانکه ماه ز خورشید استفاده نور
مدام زهره شب خیز کسب بیداری — کند ز بخت بلندت که چشم بدزان دور
نقوش کلک تو باشد ز تابش معنی — بعینه چو سواد بیاض دیده حور
کند قیامت از احیای معنی مرده — صریر کلک سیاهت که هست ثانی صور
رسد بنظم تو تعبیر گوهر منظوم — سزد به نثر تو تفسیر از در منثور
انامل تو مدارات بهر لیل و نهار — نقاط کلک تو مرکز پی سنین و شهور
بود ضمیر ترا راز مستتر بارز — مقدر است برایت مشابه مذکور
ببست دست سخایت لب دهان سوال — گشاد کلک تو باب معانی مستور
شد از سخای تو معدن سخاک از آن گویند — که بود کان و کنون شد چو لحد تکین مذکور
ز جود تو که تهیگاه سایلان پر کرد — تهی شده کمر کوهسار و جیب بحور
قرار در کف راد تو هیچگاه نیافت — بجز عنان صبا سیر باد پای ستور
بشکر تو متکلم چو حاضران غائب — به نعمت و کرمت معترف اناث و ذکور
نیاید فصل ربیع آید و نه فصل ربیع — که فضل و بذل تو باشد بهر زبان مذکور
فراغ و عیش ز عدلت برای جن و بشر — چو آب و دانه ز جود تو بهر ماهی و مور

قصیده

کاکل برو چو ماه رخ سیمبر شکست   بالید شب بخویش که قدر سحر شکست
صد طبلهٔ عبیر بجیب صبا کشاد   بند قبای تنگ چو از دوش و بر شکست
شور تبسم تو نمک زد بزخم گل   شیرین لب تو قیمت قند و شکر شکست
چشمم بگریه آب ز ابر بهار برد   لعلت بخنده رونق گلبرگ تر شکست
افشان عارض تو ز پروین ربود تاب   تاب رخ تو چهرهٔ شمس و قمر شکست
لعل لبت عقیق یمن از بها فگند   دندان آبدار تو نرخ گهر شکست
از راستی بقد بلند تو می کشید   زین لاف شاخ سرو صبا سر بسر شکست
آن کاکل رسا بکمر مشکن و گذار   کز نازکی مباد رسد بر کمر شکست
بیمار نرگست طلبد جان و تن وهم   ترسم دل مریض نه بیند مگر شکست
آن ابرو و مژه بجگر ناوکم فگند   وان چشم و غمزه در رگ جان نیشتر شکست
از روی دلفریب تو حالم شکسته شد   آید بهر درست بدور قمر شکست
از تندی نگاه تو چون ناله در گلو   اشکم بچشم و آه درون جگر شکست
بار غم تو پشت شکیبم شکسته بود   اکنون ز درد هجر تو بار دگر شکست
بشکسته دلم بستم بارها کنون   مشکن که خوب نیست ازین بیشتر شکست
ورنه به پیش شاه شکسته پناه خلق   نالم که با عشق بتانم کمر شکست
شاه دکن که گرز گرانش بروز رزم   بر لشکری که خود و کمر در کمر شکست
شاه جهان پناه و خدیو نظام ملک   کو پنجهٔ ستم بکف داد گر شکست
صد تخت را بفرق خداوند تخت زد   صد تاج را بپای سر تاجور شکست
میکرد لاف با کف گوهرفشان او   دریا شد آب و پل بسر ابر تر شکست

عزیز نام تو نام خدا بلے ز سما / نزول یافته اسما به گفتهٔ مشهور
شها سپهر جنابا ترا مبارک باد / قدوم عید سعید النقا و جشن سرور
من از دعا و ثنایت بمعنیم نزدیک / اگر چه دور بصورت فتاده ام ز حضور
دعاے من به بقایت بدو ز نزدیک ست / که می برند بقرب اجابتش از دور
ثنا گر تو بجز من کسے نمی شاید / به نزد شاه چه آرد گداے بے مقدور
منم غنی و گدا هست هر که غیر غنی ست / غنا و گدیه ز یک دیگرند دور و نفور
منم که پاے من آمد بگنج از معنی / بدستگاه فزونم ز گنجوی گنجور
امیر خسرو وقتم نه طالب و نه فقیر / نه بے نوا و نه مفلس چو مشهدی مشهور
پرست کیسهٔ اسم من از نقود نقاط / چو جیب طبع ثنا سنجم از درر منثور
نجات سید نظیری به بے نظیری من / اگر چه آب رخ او ست خاک نیشاپور
بشیوه که ز شیوا بیانیم داند / نه راه سنج شفائی شدست و نے شاپور
نهفت روے به غیبت حضوری ستم / خفائی است ظهوری چو آدم به ظهور
کشد چو مطرب کلکم نوا براه حجاز / چو در عراق رود ز اصفهان و نیشاپور
جریر و جاحظ و اخطل لبید و اعشی را / کفن شود ز مسرت قبا میان قبور
نیم اگر چه ز همداں و لے همه دانم / بیان معنی من چوں بدیع شد مشهور
بلند تر ز حریرے بود مقاماتم / که راویم چو ابو زید نیست ناقل زور
معلقات عرب پیش نظم افتاده است / ز طاق کعبهٔ دل در میانهٔ جمهور
زلاف تو به ولیکن به نعمت یزداں / ز بیش و کم نتواں بود کافر نه کفور
براے نام غنیم هزار شکر کنم / خداے را که قلیل اند از عباد شکور
غنی ز قلب بشود غین و غین راست هزار / هزار شکر که آمد ز قلب شد مشکور

خصم تو خواب دخشندہ و اُمید وآرزو | از بیم وورِ چشم ولبُ دل جگر شکست
آشوب دارو گیر تو در جان دشمناں | غوغائے رستخیز زہول حشر شکست
شاہا تو ئی پناہ ہنر ورنہ در جہاں | آمد بنقد رائج علم وہنر شکست
دریاب ورنہ کشتی خود راہنر بجنگ | بست ست ویل حادثہ اش اہل ہنر شکست
جاوید زی چو خضر بفر ہنر مباد | گویند خلق کشتی اورا خضر شکست
مداح تو غنی ست کہ نظم لآ لیش | نرخ گراں بہائی لولوئے تر شکست
تا با ظفر تضاد وجدال شکست ہست | ق | تا در عدو ہمیشہ کم ست از ظفر شکست
خصم تو باد خوار چو خاشاک گردباد | پیش آیدش زبسکہ بزیر وزبر شکست

قصیدہ

چہ خوش ست سال سی ونہم وقدومہ مرحب | پی عمر آصف جم حشم ولحاظ رب مواہب
چہ رسید سال مبارکش بسلامۃ وکرامۃ | بہ کشود کار جہانیاں ولفوز ہم مطالب
گرہی زدند برشتہ اش بمیامن ومکارم | کف وجیب خلق شدست پر زغائب وغرائب
دم مقدمش ہمہ دوستان عنق الیہ صبابۃ | ہمہ دشمناں شدہ چشمہا فلحظن لحظ مراقب
شہ کامران جہانیاں بصلاتہ وسماحۃ | وسخا بہٗ وعطا بہٗ فلخصم ملاذ ومآرب
ظفر ومکانت ومکرمت کا یالتہ وبسالتہ | برکاب دولت او دواں اخذت عناں جنائب
بدیار خاور وباختر افلت بخوم ملوکہا | چو دمید مہر جلال او بمشارق ومغارب
گذر از فسانۂ حاتمی باز ار وصف سخائہٗ | کہ حکایتش کہ شنیدہٗ فرجت بشوب شوائب
چو قلائد ہائے کمند او بلغت بعنق حسودہٖ | بگرفت دررگ گردنش وتعلقت بشوارب
دہدش غذائے بخون شاں کمراضع لرضیعہا | شدہ مرگ جملۂ دشمناں لحسامہ کربائب
چو نہنگ اژدر وصاعقہ رایت اوان ضرابہٖ | بود آں ضریبۂ صارمش کہ تقلبت بقوالب

در سنگ بار قهر سراسیمه دشمنش — بشکست سنگ بر سر و بر سنگ سر شکست

شیر خدا چنانکه بخیبر شکست صف — صفهای خصم شاه بحکم ظفر شکست

بهرام صولتی که بهنگام کارزار — تا آستین شکست عدو را کمر شکست

صد خصم خام آرزوی پخته در رزم — از هیبتش چو آه درون جگر شکست

شاهین شهریار که عنقا شکار اوست — سیمرغ را بقاف همه بال و پر شکست

سرپنجه اش بقوت بازوی بهمنی — دست شجاعت پسر زال زر شکست

نرخ گهر نماند ببازار جود او — بازار ابر و بحر ز بذل گهر شکست

آبش دگر فزود بهار کرامتت — گر آتش خزان نم گلبرگ تر شکست

خصم اجل گرسنه ز تیغت چو زخم خورد — خوش ناشتا ز ذوق بآیین ماحضر شکست

بشکست شحنهٔ تو سرش را اگر عدو — طرف کلاه خویش ز نخوت بسر شکست

دست سخای حاتم طائی در آستین — افضال بیکران تو از بذل زر شکست

تیغ و علم سپرد بدست تو آفتاب — بر تو قلم عطارد صاحب هنر شکست

کیوان ز شرم کاخ بلندت نشست پست — برجیس را ز بخت تو نقش اثر شکست

رخش تو دم ز ناز براس ذنب فشاند — وز سم نشان نعل بروی قمر شکست

جمشید را ز تخت تو افزود پایه — افراسیاب را ز شکوه تو فر شکست

فغفور چین ز تیغ تو گردن نهاده است — جیپال را ز گرز گران تو سر شکست

نام تو شان سنجر و قیصر بباد داد — شانت شکوه خسرو خاقان اگر شکست

خصم گرسنه مرگ که از جان شده است سیر — ناهار ز آب خنجر و تیغ و تبر شکست

دستت بجیب خشک و تر از لب گهرفشان — ناموس مایه داری هر خشک و تر شکست

از تیغ برق تابش و از کوس رعد شور — چشمان و گوش خصم تو چون کور و کر شکست

آمد ز کید رایتو در دام کید رای — فور از دو فور فوج ظفر موج بر شکست

زہیب جاہ و جلال تو جلبت علائک فاقلعوا — فتجلببوا بطیالس و براقع و جلابب

نبرد عذو ز تو جان اگر خواطری بذلک — کہ ز خنجر تو جراحتش لتکون غیر جوالب

چو فتاد گرز گران تو بر و سہم تکسرت — فتحو فہم لصلد و دہم وصل و دہم لا کالب

کف و دست گنج فشان تو تنشا کلت بسحابہ — کہ رسید بذل و مکارمت بمعارف و اجانب

ز فضائل تو فنا نہ شد خبر سخاوۃ حاتم — کہ ز تاب مہر جہان فروز محا لموع کواکب

دل تست ابر گہر فشان و رغائب کقطارہ — کف تست لجہ بحر و یم و انامل کجوالب

کرمت بگونہ تازہ چو ہمی رسد بہ جہانیاں — فحلائب لطوائف و طرائف لحلائب

بود از سخائے تو بہرہ لصلیحم و طلیحہم — بود از ثنائ تو داستان لاباعد و اقارب

ز ظہور جود نوال تو علمت حکایۃ حاتم — کہ بود شہود معائنہ علما لجسم جوائب

بود آستان بلند تو بضیاء کوکب مجدک — چو بلند خیمہ آسمان کہ تنورت بکواکب

چو غنی بندہ بی درم بصف جمالک دائما — چو دعای دولت مجدک بجناب رب مواہب

چہ عجب جواہر نظم او بنظام سلک قبولک — بود از برائے عروس جاں کقلائد لترائب

قصیدہ

دور از دلدار خوش باشد بسامان زیستن — خاک بر سر باد در کف چاک داماں زیستن

پائے تا سر درمیان آب و آتش ہمچو شمع — گہ ز غم سوزان و گہ از دیدہ گریاں زیستن

گہ بدشت آوارہ و اسیمہ ہمچوں گرد باد — گہ بشہر آماجگاہ سنگ طفلاں زیستن

گہ خراشیدہ بناخن روئے ریش سینہ را — گاہ بشکستہ بزخم دل نمکداں زیستن

گہ ز حسرت بر نشاط خلق گریاں ہمچو ابر — گہ بجود از یاس ہمچوں برق خنداں زیستن

آتش دیرینہ داغ نمایاں ریختہ — بخیہ بکشادہ ز چاک زخم پنہاں زیستن

جان و دل از دست دادہ با تن زار و نزار — دست بر سر پائے در گل خوار و حیراں زیستن

زفیوض او چه بگویمت لقد استفاض حدیثها
که رسید صیت سخای او بجنائب و جوانب

شده زخمهای حمایل لحسامه بأکفه
بکنار و گردن دشمنان کقلائد لترائب

چو عقاب تیغ مهندت دأت اصطیاد جسوده
بگرفت گردن و دوش او و تخطفت بمخالب

رخ تو پیاده اگر نهد فرس الخیول کراجل
چه عجب که تو فرس افگنی الثبات کل کتائب

کف و آن سیوف صوارمت کمخالب الغضنفر
که بماند هر چه ز صید او فأکاله لاکالب

بکمین دشمن تست اجل لیعاقبن عقابه
بر و گمان سلامتی که غداو خیم عواقب

تو دریدهٔ جگر عدو بثواقب و صوارم
تو بریدهٔ سر دشمنان بقواطع و قواضب

بنود عجب که بدل کنند خمارهم بلثامهم
که زبیم تیغ برهنهٔ تو تلبسوا بجلابب

چو بخورد زخم دمادمش کسحابة بسکوبها
به گلوی عدوی ز خنجرت فجرت عیون شوارب

دل عالمی بلقای تو کفراشة لسراجها
همه مضطرب کرضیعة لفراق حجر ربائب

بود آستان بلند تو لهم کقبلة حاجة
که نهند رخت و رکیب خود و فمناخة لرکائب

بجناب تو همه عالمی لتمیل میلة رغبة
که مکارم تو دل از جهان جذبت اشد جواذب

به بیار ملک یمین تو کنائب لولادها
که وفور بذل و مکارمت متکفل لمآدب

دل و دانش و دهش و کفت متمنیات خلائق
به بغل گرفت ز مرحمت فحضنها کربائب

به رفیع کوشک دولتت خفضت قصور قاصر
که شد ارتفاع مدارجت لهم انکسار مناصب

به طلوع کوکب بخت تو ملاء الخلاء بنوره
بجمال دیده فرد ز تو کشفت جمیع غیاهب

لصفت چو بانوی با دفا بحلیها و حلالها
بکنار کلک و بنان تو تتضاجع کصواحب

ز وفور بذل و کرم تو فی کغمامة بسکبها
که ایادی کف راد تو وصلت بکل جوانب

چو رسوم عدل و مکارمت کسرت شئون اکاسره
بشکست فر و شکوه شان فتنازلت بمراتب

تو فرید دهر مکارمی بلث بلجة کسرابه
تو یگانهٔ بسخای خود بیک حاتم کحباب

چو برانگند فرس افگنی فجالهم کنسائهم
چو زنی به لشکر دشمنان فاسودهم کثعالب

چون بقاء شاہ خواہند از خدا دارند دوست | وحش و طیر و مرغ و ماہی جن و انساں زیستن
جز بعہد عدل مہد خسرو ملک دکن | خلق را مشکل بود در دہر آساں زیستن
میکشد دامن ز عمر خضر و آب زندگی | در ہمایوں عہد محبوب علی خاں زیستن
اے بدورت بی خبر از گردش گردوں حیات | وے بعہدت بی خطر ز آسیب دوراں زیستن
زندہ گر شکر نعمتہائے تو دم در کشد | مردہ باشد کہ بروی ہست تاباں زیستن
زندہ جاوید باش ای سایۂ فضل الٰہ | کز تو دارد منت بسیار بر جاں زیستن

قصیدہ

بنامیزد نمیرزد جز آب ابر نیسانی | کف بحر کرم دستور اعظم از درافشانی
امیر داد گر دستور دانشور دہش گستر | خرد پرور ہنر پرداز چوں میر علی فانی
عطا بخشی درم ریزی درافشانی کہ در رو ہش | زر و گوہر گران سنجد گدائے او ز ارزانی
کفش بحر نوال و کان جود و ابر بخشایش | رخ او شمع طور و صبح عید و ماہ نورانی
خجل از خوی مشکیں بوئے روح افزای دلجویش | شمیم باد نوروزی و موج آب حیوانی
رخ خوبش تجلی زار شمع وادی ایمن | ضمیر صافیش آئینۂ اسرار یزدانی
کریمے کا یستد حاتم سر راہش بدریوزہ | عظیمے کا وفتد بر درگہش دارا بدربانی
ہنر سنجے کہ فرمودست تا رسم ہنر زندہ | شدہ نام علی شیر از فروغ نام او فانی
فراواں دید ہر لعل و گہر زاں حاصل کاں را | نگیرد جز بدست کم عطایش از فراوانی
ایا ابر کرم دریائے بخشش کان بخشایش | کہ شد بذل تو یاقوت و در و لعل بدخشانی
ایا فیاض دہر و حاتم دوراں کہ در عالم | پناہ گیتی و ناز جہان و فخر گیہانی
ایا حکمت پژوہی دانش آموزی خرد سنجی | کہ تا کردند در پیش تو زانوئے سبق خوانی
چہ فارابی چہ خشائی چہ افلاطون اشراقی | چہ فیثاغورس مصری چہ بطلیموس یونانی

چون صدائے نالۂ زنجیر بیرون و درون — پائے در زنجیر و وارفتہ ز زندان زیستن
رخنہ ہا انداختہ در پردۂ ناموس و ننگ — چاک ہا افگندہ در جیب و گریبان زیستن
چون کباب نیم خام از سوز دل نم در جگر — چون چراغ صبحگاہی سینہ سوزان زیستن
گاہ تلخاب جگر در کام دل ریزان ز غم — گہ ز دل خاکستری در دیدہ بیزان زیستن
گفتم اے آرام جان چون سر کنیم روز فراق — زانکہ مردن خوشتر آید از پریشان زیستن
گفت ہجرانم بلائے جانستان باشد بلے — ہر کسے را نیست در وی سہل و آسان زیستن
زیستن خواہی اگر آسودہ می باید ترا — در پناہ خسرو جمشید دوران زیستن
زندگی با طول و عرض عمر میدانی کجاست — جز بعہد آصف ملک سلیمان زیستن
میر محبوب علی خان آصف سادس نظام — آنکہ در دورش تمنا داشت خاقان زیستن
خسرو دارای دین کز بخشش اہل اسلام راست — ہم مسلمان مردن و ہمچون مسلمان زیستن
داد دورِ شاہ ہیکہ ہر کس راست در دورش نصیب — با فراغ خاطر و با ساز و سامان زیستن
گر خضر دانستی از اول نکردی التماس — جز بخاک درگہت با آب حیوان زیستن
آصف جمشید اگر میدید ملک جاہ تو — گفتے این طور یست با ملک سلیمان زیستن
از حیات جاودان خوشتر شمردی یک نفس — در پناہ پادشاہ روئے گیہان زیستن
با بزرگیہائے عزم و حوصلہ کو چکدل ست — جان تازہ یافتہ زین ساز و سامان زیستن
دور از بزم نو آئینش بگلزار جہان — مرگ پندارند آری حور و غلمان زیستن
میشمرید رضوان ولیکن از فراق بزم شاہ — می شمارد آیہ افسوس و رمان زیستن
از سبک روحی تو بر خویشتن بالد حیات — وز حیات روح آسائے تو نازان زیستن
گردم معجز طرازت زد با عجاز آورد — می تواند قالب ارواح بے جان زیستن
دولت مسرت گنج قارون از برائے رد گیست — وانیکے مدح شہ بر جیس ایوان زیستن
دشمنت را حاصل گردی ز ہمت در حیات — در حرم تیمادخو دبر طاق نسیان زیستن

نهاد تاج بسر چوں شه سپهر سریر — صدائے تهنیت از چرخ و اختراں برخاست
بروز رزم چو شمشیر از نیام کشید — ز ساکنان فلک بانگ الاماں برخاست
به زرفشاند چناں سکهٔ کرم دستش — که نقش بخل ز لوح دل جهاں برخاست
چو پور زال بود پیر زال بازورش — ز پیر زال چه خیزد چو با جواں برخاست
چو تافت نیر رخشان رائے روشن او — فروغ از رخ خورشید خاوراں برخاست
ز تیرها که بجسم عدو گذشت آنسو — چو خارپشت ز هر موئے او سناں برخاست
تهمتنی که بیازوئے رستم افگن او — ز لوح یاد جهاں نقش هفتخواں برخاست
چو دست برد به تیغ و چو تیغ برد بسر — به خانمان مخالف اماں ز جاں برخاست
ز زور رستم دستاں مگو بیازوئے شاه — که اعتبار ازیں یاده داستاں برخاست
چو برنشست به تخت شهے سلیماں وار — صدائے خرمی از جان انس و جاں برخاست
زهی جبین مبینش که در شب دیجور — فروغ صبح تجلی چو طور ازاں برخاست
پئے شگفتن دلهائے عالمے لطفش — بود نسیم که از باغ و بوستاں برخاست
عمیم جود و نوالش بسان ابر بهار — بتازه کاری کشت جهانیاں برخاست
نشست هول حسامش چناں بجان عدو — که ناله از لب و فریادش از دهاں برخاست
تبارک الله ازیں عهد فرخی مهدش — مگر برؤے زمیں مهدی زماں برخاست
عدو ز سهم خدنگش چو داد جاں تیرش — کمیں گذاشته از گوشهٔ کماں برخاست
بچشم حور کشیدست سرمه سائے رضواں — بباد خلد گریش گرد ز آستاں برخاست
زپا نشست زمیں از وقار سنگینش — ز جائے خویش بتعظیمش آسماں برخاست
دمیکه بست میان و کشاد دست نوال — ز مایه داری دریا و کاں زماں برخاست
تواں برفع مکانی که پیش تو کیواں — ز لاف بیهدهٔ رفعت مکاں برخاست
گره ز بیم تو شد گریه در گلوئے عدو — بخواب نیز گریش خنده از دهاں برخاست

ایا بجبین طالع مشتری طلعت گزین خوبی — ثریا منزل و خورشید جاه و آسمان شانی
گر از دریا دلی رشحی به کام تشنه ام ریزی — چه کم گردد محیط اعظمت را از فراوانی
ز بستان معانی بسته ام گلدستهٔ رنگین — که از ریحا نیش گردد مشامم روح ریحانی
دل آسا بوی او چون خوی دلجوئی تو جان پرور — فروزان رنگ او چون روی پر نورت فروغانی
کتاب فارسی تالیف کردم تازه ترتیبی — کشیدم بیست سال از عمر در جمعش پریشانی
نمودم کین لغت را مصادر زو حرف صلهٔ اثبات — که تا بینند در ترکیب بینندهٔ آسانی
رود بر نقش پائے پیشوایان سخن گستر — در آید چون زبا ندانان به بزم فارسی دانی
عیار هندیان فارسی گو را بکو سنجد — شناسد شیوه شیوه زبانان ایرانی
بهر حرفے سند آوردم از قول سخندانان — نشانیدم بکرسی بی سخن حرف زباندانی
پریشان نسخه ام سر رشتهٔ لطف تو میخواهد — که در شیرازهٔ جمعیت آید از پریشانی
زند نام نکویت غازه بر رخسار عنوانش — کند مهر قبولت بخت روگاهش فروغانی
چنان از رنگ اقبالت نگارین گردد این نامه — که بر طاق فراموشی نهد از زنگ را مانی
بماند نام نیکت جاودان زین نامهٔ نامی — بقدر ماندن جاوید نامان جاودانی
بدور افتخار دودمان دولت آصف — بعهد خسرو جمجاه محبوب علی خانی
مه و سال و شب و روز و سحر شامت بود یارب — بدین دولت و داد و دهش دانش فراوانی
طفیل خواجهٔ دنیا و دین محبوب حق برحق — طفیل غوث اعظم حضرت محبوب سبحانی

قصیده

سپهر اگر پئے تعظیم در جهان برخاست — پئے خدیو زمین آصف زمان برخاست
خدیو آصف سادس نظام ملک که او — بدودمان شهے فخر دودمان برخاست
نظام ملک دکن کز جلال او خورشید — زمین زد و ببوسید و آسمان برخاست

قصیدہ

چو خنجر تو سر از برگ یاسمین برزد
اجل بغارت خصم تو از کمین برزد

بگرد باد فنا خصم تو بہ خس ماند
کہ اجل زردی زمین برد و بر زمین برزد

گراں رکاب نکردی کہ دست برد سپہر
سبک بخاک عدوے ترا ز زین برزد

فلک از انکہ بود ہر گوئے چوگانت
ببام و شام ز بام چہارمین برزد

کمر شکست عدو را و بست بازویش
چو بست دست تو دامان بآستین برزد

چناں شگفتہ ز دست تو شد جہاں گوئی
کہ ابر آب بہ گلزار یاسمین برزد

ازاں سپید و سیہ شد ترا کہ اقبالت
گہے برنگ در افتاد و گہ بچین برزد

عدو بمرگ مفاجا چو مرد از ہیبت
بناگہاں لحد او سر از زمین برزد

نہاد خصم تو منت چو بر زمین برداشت
قضا ز جاش بد انساں کہ بر زمین برزد

چناں فسرد عدویت ز سرد مہری دہر
کہ در تموز تہ جبہ پوستین برزد

تراست خنجر ہندی کہ شقۂ احمر
ز خون او بجبیں خدیو چین برزد

بجیب جان عدو چاک رفت تا دامن
چو عزم رزم تو بر ساعد آستین برزد

خدیو آصف دوراں نظام ملک دکن
کہ مُہر مِہر و ولایش بہ نگین برزد

زہے ستارہ سپاہی زہے سپہر سریر
کہ تکیہ بر مہ اورنگ ہفتمین برزد

بہ پنجہ ردّے نہ پیچد اگر بہ شیر زند
بجبہ چیں نزدہ گر بشاد چیں برزد

شہے کہ از سرِ اخلاص بر نگینۂ دل
چو مہر نقش ترا ختم مرسلین برزد

بر آستین جلالت برائے فتح مبین
طراز تازۂ ایاک نستعین برزد

غذائے طفل جہاں را مربی طبعش
بشیر و شیرۂ انگور انگبین برزد

ز داوری با نوشیرواں طرف آمد
ز غصہ دی الف سرمہ دون آتشین برزد

بنای حلم تو آمد گران که از بارش زمین نشست و زگاو زمین فغان برخاست
بعدل و داد چو برخاستی میان بسته نشست فتنه و آشوب از میان برخاست
بر آسمان ز هیبت بسان کوه نشست بسا که کوه ز امرت چو آسمان برخاست
ببوستان جهان هیچ کس نشان ندهد که چون تو تازه نهالِ ثمرفشان برخاست
دل تو قبله و لطف تو ابر دریا بار ز قبله ابر چو برخاست بیکران برخاست
چنان بجنگ و ترافشانده زر و گوهر که شور از لب دریا و ابر و کان برخاست
گشاده گشت در دین بروی اهلِ زمین ز دست تیغ تو چون قفل آسمان برخاست
شد از کف تو بزیر قلم سپید و سیاه تبارک الله ازین سحر کز بیان برخاست
نشست در سر و در سینه تا میان و سرین بخون خصم چو تیغ تو از میان برخاست
فتاده بود ز پا پیر آسمان لیکن بدستیاری بخت تو چون جوان برخاست
چو دید دست گهرپاش زرفشان ترا ز بحر بانگ برآمد ز کان فغان برخاست
بود نه جود تو یاد حکایتِ حاتم کزین معاینه ظاهر آن نهان برخاست
نشست تیغ تو چون برقبان فلک لرزید ز بیم مو به تنِ ترک آسمان برخاست
ز دشمنِ تو اجل فارغ از کمین بنشست که تیر بخشش تو از خانه کمان برخاست
هما ببال و پر خود از آن همایون شد که زیر سایه چتر خدایگان برخاست
بتخت باش که خیزد عدو ز تخت از بیم مدام تا که کند از یقین گمان برخاست
غنی بتیغ نظم کمال کرد که گفت که بندگی ترا آسمان بجان برخاست
سخن کمال صفاهان نشاند بر کرسی باین نشست سخن کم ز دیگران برخاست
ولیک ختم نشد بر کمال حسن سخن سخن ز ختم که او راند رایگان برخاست
چرا بدیده کشی همچو سرمه از کوری هر آن غبار که از خاک اصفهان برخاست
فغان بحال خراب جهانیان بنشست که رسم داد درین دور از جهان برخاست

از برای بادهٔ صافت بجام آفتاب — خوشهٔ پروین بجای خوشهٔ انگور باد
پاسبان بارگاهت باد ترک فلک — پرده دارا اندر حریم حرمت تو حور باد
طالعت از یاوری سعد اکبر مشتری — در سعادت همقران طالع تیمور باد
همچو ماهِ نیم ماه و همچو مهر نیمروز — رای و رویت پر ضیا دین و دولت پر نور باد
هفت سیاره دو دو در خدمتت روز و شبان — نه فلک گویا الهی سعیهم مشکور باد
باده در چرخ گردان وقت دور ساغرت — ساغرت خورشید جای ساغر بلور باد
دور دور تست شاه دادگر از میمنت — چشم بدبین فلک یارب ز دورت دور باد
آستینت دستگاه دولت شاه و گدا — آستانت سجده گاه قیصر و فغفور باد
هر غباری کز درت برخیزد از باد بهشت — سرمهٔ مست از برای چشم شوخ حور باد
در همایون دور تو بال و پر شاهین و باز — بالش پر بهر خواب صعوه و عصفور باد
خود سلیمانی ترا گر جم نویسد عرض حال — نامه اش بر کاغذ افشان چشم مور باد
صیت اقبالت چو آبای کرامت ماه و سال — شهرهٔ هر شهر باد و در جهان مشهور باد
خانهٔ جور و جفا از قهر تو بادا خراب — کشور دلهای خلق از مهر تو معمور باد
دشمنت را از سنان نیزه و شمشیر و تیر — سینه پر سوراخها چون خانهٔ زنبور باد
باد زخم آب در دیده و بالش از لعاب — واز سر نشک خون عدو را چشمها ناسور باد
هم چراغ خانه اش خال رخ لیلای لیل — هم سیه بخت عدو زلف شب دیجور باد
هر چه دور است از نکوئی دشمنت نزدیک او — و آنچه نزدیک بدست از دوستانت دور باد
در لب و کام عدو هر نوش بادا نیش زهر — در شقفور رسش عیان خاصیت کافور باد
دوستانت را درونی باد پر سور و سرور — دشمنانت را دلی پر شیون و پر شور باد
قهرمان شوکتت را کامده کشورکشی — از دکن تا هند و سند و قاهره منصور باد
از فساد و رخنه اد بادا یمن ملک تو — دشمن و آئین انصاف تو ظلمت دور باد

تو باش خرّم و خوش دل از آنکه بر خصمت — اجل کشاد کمان و قضا کمین برزد
بود بنای یقینت بپا بفضل خدا — همیشه تا که بنای گمان یقین برزد
خجسته باد ترا سال اربعین از عمر — خوش این دعا که سر از جیب اربعین برزد
غمی ز درد دلم خون شود که گفت ظهیر — غمت بریختنِ خونم آستین برزد
بحور عین کندش همقران که در قرآن — مثل بلؤلؤ مکنون و حور عین برزد

قصیده

خسروا سالِ نوت سالِ سرور و سور باد — وز سرورش از ثریا تا ثری مسرور باد
رشتهٔ عمرت چو دورات فلک طول طویل — عقدهای او چو انجم وافر و موفور باد
صبح و شام حیدرآباد از سرور سالِ نو — غیرت شام هرات و صبح نیشاپور باد
باد از شامِ دکن شامِ اوده روشن سواد — بهرهٔ صبح بنارس از صباحش نور باد
هرچه در تثلیث باشد ناظرِ افلاک را — از نظرهای محبت مهر تو منظور باد
هر سعادت کز دکان مشتری سودا کنند — سود او بر ماه و بر سال نوت مقصور باد
وان نحوستهای بد کایوان کیوان جای اوست — در حصارش خانمان دشمنان محصور باد
چون ربیعِ اولین کز شاه دین شهرت گرفت — این ربیعِ آخر از شاهِ دکن مشهور باد
زهره هر روز بت سراید نغمهٔ سور و سرود — ماه هر شب چون چراغت در سرای سور باد
آسمان آسا بگیتی بارگاهِ تو بلند — آفتاب آسا بعالم رایتت منصور باد
گر ضیائی بی رضایت مهر بخشد ماه را — در کسوف و در خسوف آن هر دو دور از نور باد
هم ثنایت را کند نظمِ جواهر تیر چرخ — هم نثارت را ز پروین گوهر منثور باد
آفتابت زرگر و دریا و کانت گنجدان — دست تو گنجینه بخش و بخت تو گنجور باد
قصرِ جاهت را ثوابت خشت و معمار آسمان — هم زحل میر عمارت مهر و مه مزدور باد

چوں ادیمی در چہل روز از سہیل اندر یمن — زیں چہل رونق ادیم ملک امروز باد
زیں چہل سال سعید دلفروز جانفزا — چوں چہل سال نبوت عالمی پرنور باد
ہمچو قلب صوفیاں کز اربعیں گیرد قرار — قلب عالم زیں چہل سال از صفا معمور باد
ایں چہل سال از برای کاسۂ احوال خلق — غیرت چہل سال چینی کاسۂ فغفور باد
ایں چہل سالی مبارک بہترین و میمنت — چوں چہل شبہای موسیٰ پرفر از طور باد
مدح خواں تو غنی شاہا طفیل شرح تو — چوں نظام گنجہ از زر سخن گنجور باد
حیدرآباد از ظہور رم غیرت ترشیز ہست — واز فروغ صبح عدلت رشک بیجاپور باد
نظم من بر خاک عرفی شمع کافوری نہاد — خاک پا و از نظم من در نور و در کافور باد

قصیدہ

ایں قصیدہ در ۱۳۲۳ھ نوشتہ شد تتبع استاد حجیر بیلقانی وهو هذا

"صبا چو سنبل تر گرد لالہ تاب دہد — بہر طرف کہ رسد بوے مشکناب دہد"
سپیدہ دم کہ جلالت برات نور دہد — چراغ صبح فروغ چراغ طور دہد
دگر بخویشتن نیاید جہاں بسان کلیم — اگر رخ تو تجلی بطور طور دہد
یکی تو غمزہ بہ کارم بکن زنز دیکی — کہ نرگس تو فریبم بسی ز دور دہد
شکیب از دل زاہد برد لب لعلت — زریب چشم تو باعث بد صبور دہد
بس ست بادہ ز ساقی مرا بجام سفال — چہ احتیاج کہ در ساغر بلور دہد
می ز قلقل مینا بدور جام صبوح — می طہور نوید ہوا لغفور دہد
من آن نیم کہ کنم گوش گفتۂ واعظ — اگر ہزار فریبم ز روے حور دہد
تر داغہاے جگر خانہ ام بود روشن — چنانکہ دوزخ سوزاں زنار نور دہد

خصم تو بد زندگانی او فتاده مرده ‌‌‌‌ ‌ ور بماند زنده یارب زنده در گور باد
همچو خفاش خصمت از خورشید باشد روز کور ‌ همچو عشقی از سیه روزی عدو شب کور باد
دائم از فقر و فنا خصم تو گر داند لباس ‌ گاه در کفنی زود گه در کفن مستور باد
از سرورت شد رعنهائی عالم را شکست ‌ چون شکست شد روسر از صدای صور باد
بحر اگر کشتی بخشش بست از شرم آب شد ‌ از کف دست گهر پاشت مگر معذور باد
از ید بیضا کف موسی بود دست و کفت ‌ واز تجلی خاطرت چشم و چراغ طور باد
سایه چتر همایون تو چون بال هما ‌ تاج فرق قیصر و چتر سر فغفور باد
بشکنند تا پاره پاره احتساب قهر تو ‌ کاسه سرهای اعدا کاسه طنبور باد
نقش ملک و سلطنت را خامه ات مانی رقم ‌ رسم جود و مکرمت را دست تو دستور باد
گر شود هر نوع منشوری ز دیوان قضا ‌ صاد رای صائبت توقیع آن منشور باد
سجده پیرای آستان عالیت صبح و مسا ‌ روی کید و جبهه جیپال و فرق فور باد
ملک تو چون ملک ذوالقرنین ابن فیلقوس ‌ لشکرت چون لشکر صاحبقران تیمور باد
رای تو چون رای افلاطون وزیرین کبیر ‌ شوکت و شانت چو شان قیصر و فغفور باد
داستان رستم و دستان بر و زن زور تو ‌ داستان عمر عیار و سراپا زور باد
هرچه از امکان فرود افتاد در دوکان قدر ‌ جمله از تقدیر یزدانی ترا مقدور باد
وانچه از کان قدر آید بدکان قضا ‌ بر رضای تو قضایش سر بسر مقصور باد
در دل و در حکم و در کلک بنان تو بند ‌ رای کید و لشکر جیپال و ملک فور باد
شهریارا دادگرشاها خلاف جام جم ‌ جام ایامت ز خط جور دائم دور باد
راست آهنگ ثنایت از عراق و نیمروز ‌ واز صفاهان و خراسان تا به نیشاپور باد
عالمی در ظل چتر و نور رای روی تو ‌ در فروغ و در فراغ از سایه و از نور باد
یارب این جشن چهل ساله ز عمر شهریار ‌ چون چهل کاف مبارک در جهان مشهور باد

بعید نیست چو سودی تو بر ستاره عنان — که ماه بوسه رکاب ترا ز دور دهد
بلای عهد تو جنید عیسی کز اقبالت — زمانه اهل زمین را صلای سور دهد
پناه و پشت جهان آ مدار نهانت نهیب — امان و عافیت از فتنه و فتور دهد
همیشه تا که بنای الم بباد فنا — نوید عیش و صلای سرور و سور دهد
طفیل احمد مرسل خدای عزوجل — سرور و سور ترا تا بروز صور دهد
بطول عمر تو عرض حیات ارزانی — کناد و عرض حیاتت همه سرور دهد

قصیده

ای بخت تو چو بخت سکندر جهان گرفت — با دیجهان بازوی بخت جوان گرفت
دامان سایل تو بزر آستین فشاند — تا زر بدامن از کف گوهرفشان گرفت
تنها نه از تو بست عروس دکن نگار — خال و خط از تو شاهد هندوستان گرفت
اقبال تو به بخت سکندر شده قرین — بخشت بفال طالع صاحبقران گرفت
جود تو خوان لطف نهد بهر پیرزال — عزمت زیور زال و دو صد هفتخوان گرفت
هم از فروغ رای تو خیره شد آفتاب — هم از ضیای روی همه آسمان گرفت
عطرت نسیم صبح که تازه کند مشام — قهر تو آتشی که بمغز استخوان گرفت
گوی بود زمانه بمیدان آسمان — تا صولجت ز کهکشان صولجان گرفت
هر شام ساخت ست نثارش بپای تو — این طاس پر گهر که بسر آسمان گرفت
سیم ستاره زرگر خور هر سحر گداخت — زان طشت تو به شستن دست دهان گرفت
هم دهر از روایح خلق تو یافت جان — هم جان و هر زندگی جاودان گرفت
عالم بسایه کرمت از تموز دهر — بر بخت و پناه وران سایبان گرفت
از پرتو جمال تو چون مهر نیم روز — فر و فروغ روی زمین و زمان گرفت

چو عود بر سر آتش نهد رخ از زلفت | صبا بجور شمیمش پی بخور دهد
زلال لعل لبت یاد میکند رضوان | دمیکه شربت کوثر بجام خور دهد
در بهشت کشاید رخ تو بر رویم | لبت بجام دل من می طهور دهد
بعندلیب چو ترسا رخ آتشین ترا | بهار نیچهٔ مریم پی بخور دهد
چنان بیاد تو لذت برم شب هجران | که غیبت تو مرا عشوهٔ حضور دهد
گذشت لفظ حضورم بلب که یاد آمد | شهیکه نه فلک ادرا لقب حضور دهد
حضور آصف دوران که تخت و تاج ازو | شکوه تخت فریدون و تاج فور دهد
خدیو تخت ستان تاج بخش هیچ نواز | که فر ملک سلیمان بملک مور دهد
ببزم دلکش او گر گذر کند رضوان | بقصر خویش قرار و دو صد قصور دهد
چو خصم و فتنه و خواب اجل بخش اند | بخصم و فتنه ازان خواب خوش بگور دهد
صبا ز عرصهٔ جولان او بدیدهٔ حور | خبر ز سرمهٔ گرد و سم ستور دهد
فلک بمجمر خور از نجوم در بزمش | سپند و عود بسوزد اگر بخور دهد
لطیف لفظ تو صد گوش گر کند شنوا | ضیای روی تو بینش بچشم کور دهد
ز قهر تست که هر استخوان پهلویش | خبر بجان عدو از فشار گور دهد
کشد بر دوزن سوزن تنیدهٔ مریم | چو گرد راه تو سرمه بچشم کور دهد
بدشمن تو ندای اجل دهد بهرام | بدوستان تو زهره نوید سور دهد
تفنگ رعد خروش تو در وغا صد بار | بجان خصم خواص صدای صور دهد
سپهر از پی بزم خجسته آئینت | رسوم مشعله داری بماه و هور دهد
بآفتاب جهانتاب رومی روشن تو | چراغ ماه چه تاب و چه تاب نور دهد
هزار رخنه در آئین سلطنت رایت | برسالهٔ دل تسلیم و به فکر فور دهد
سروش غیب ترا چون خطاب داد حضور | سپهر خطبه بنام تو در حضور دهد

پشت چمن ہر انچہ بہا گیر داز بہار — روے جہاں زرایت روبیت ہماں گرفت

گوشد عطای حاتم طے شہرہ در جہان — صیت سخای آصف دوراں جہاں گرفت

نیکو شیم کہ زہرا ز دکسب خیر کرد — عالی ہمم کہ رفعت از و آسماں گرفت

کلک و کفش بجرفت عطارد قلم کشید — دست و دلش بجود کم بحر و کاں گرفت

دوران دوید غاشیہ بر دوش در رکاب — یکران دور کاہ چو در زیر راں گرفت

در بذل و جود شیوۂ حاتم نگاہداشت — در عدل و داد شیمۂ نوشیرواں گرفت

روزیکہ ایستادہ برادہم ہنا دزیں ق — روزیکہ برنشست و فرس راعناں گرفت

بہرام در رکاب دوید و بنادہ جست — سبر فلک بپائے قضا و داماں گرفت

گرد رہش چو سرمہ ستارہ بچشم کرد — نقش سمش چو تاج بسر فرقداں گرفت

گر خسرو نجوم بمشرق علم کشید — شاہ دکن جہاں زکراں تاکراں گرفت

تا مملکت بر آصف دوران قرار یافت — ملک دکن قرار زدور زماں گرفت

دانند ہم گناں کہ بزرگی بسال نیست — زاں پیر چرخ پند زشاہ جواں گرفت

آسائشی کہ داشت تمنای آں بخواب — گیتی بظل آصف سادس عیاں گرفت

گر لشت لشکرست و گر روی کشورست — بس ایں چنیں شکست و بسی آنچناں گرفت

کان گہر بود ز بخشا وہاں شاہ — بیروں دہد بلطف گہر ہرچہ کاں گرفت

شہ آفتاب ثابت و سیارہ اش صفات — نتواں شمار ثابت و سیارگاں گرفت

زاں تن زدن ز مدح خوش آمد کنوں غنی — با ہدیہ دعای شہ کامراں گرفت

تا مشتری بزہرہ قران سعادت ست — تا میمنت زمین و زماں زیں قراں گرفت

با شاہ و شاہزادہ قران تا ہزار سال — باداکہ ملک یمن ازایں قہرماں گرفت

یک آہنی بفارس چو پولاد ہند نیست
از تیغ ہندی تو توان اصفہان گرفت

شیر فلک ز بیم خدنگ تو در مصاف
از کہکشان و سنبلہ خس در دہان گرفت

روشن شد از فروغ تدابیر تو زمین
چون آسمان کہ روشنی از روشنان گرفت

از خندۂ ملیح تو پر شور شد چمن
وز منطق فصیح تو بلبل زبان گرفت

از صورت صبیح تو گیتی فروغ یافت
واز رای چون صباح تو رونق جہان گرفت

ہر چند زیج بست منجم ز ماه و سال
نیک و بد زمانہ ز سیارگان گرفت

تحویل آفتاب بہ برج حمل شمرد
فال از برای سال ز نوروز آن گرفت

از ماه و مہر حرف کسوف و خسوف خواند
واز مشتری و زہره حساب قران گرفت

انظار ہفت کوکب سیار آسمان
برہان رنج و راحت و سود و زیان گرفت

گاہی ز احتراق و محاق و وبال گفت
گاہی حضیض و اوج بزیب بیان گرفت

تثلیث را تمام محبت نہاد نام
تسدیس در مقابلۂ دشمنان گرفت

بالجملہ زین نقوش جداول کہ زیج بست
اندازۂ حوادث کون و مکان گرفت

لیکن بحسب رای رزین تو این حساب
تقویم کہنہ و غلط در رایگان گرفت

چرخ از بره کباب نہاد دست در تنور
نانت ز قرص ماه بدستارخوان گرفت

روی تو خنده بر رخ صبح دوم زده
خوی تو بر شمیم گل و گلستان گرفت

رفت آفتاب و بوسہ عنان ترا نہاد
مہ آمد و دوال رکابت دوان گرفت

ہم بہرۂ ز لطف تو برد ابر آفتاب
ہم منتے ز فیض تو دریا و کان گرفت

ہمچون غرور در سر گردنکشان دہر
جا در دل عدوی تو سہم از سنان گرفت

تعویذ بازوان ترا در نگار شیر
پیل دمان ز ناخن شیر ژیان گرفت

چون طایران قدس ببال و پر بلند
بر شاخ سدره ہمت تو آشیان گرفت

لطفت برہگذار عدو گل فشانده است
سہل است خار و خس ز ره دوستان گرفت

شهیکه بگذرد از فرق دشمنان آبش　　بروز رزم اگر تیغ آبدار کشد
بکف رکاب تو گیرد چو سفته گوش هلال　　بدوش غاشیه مثل یه کابدار کشد
شگفت نیست که محبوب با علی ست بنام　　که تیغ بر سر اعدا چو ذوالفقار کشد
تف تفنگ تو هرجا که آتش افروزد　　ز آب اخگر و از برف و یخ شرار کشد
بجز مصاف تو کاندر مصاف عریان ست　　برهنه نیست بدورت تنی که عار کشد
جهان ز قهر تو شد روز دشمنان تیره　　که شب ز تیرگیش پاتگ زینهار کشد
هزار قلعه کشاید اگر کمر بندد　　هزار حصن بگیرد اگر حصار کشد
جهان تمام گلستان شده ست از روش　　کجا چمن پی گل منت بهار کشد
چو تا ختن بخطا تاختن کند عزمش　　قبای خسرو تاتار تار تار کشد
ز گرد سم سمندت که ز آسمان گذرد　　بچشم ثور فلک سرمه از غبار کشد
عروس ملک جهان را بحجلهٔ اقبال　　جز او کجاست جوانی که در کنار کشد
گهی ز تیغ حمائل کند جگر دان او　　گهی ز خون عدو پنجه در نگار کشد
گهر ز پشت سمندش نهد سر بپاسی　　گهی ز پرچم رایت لب خمار کشد
ز بیم کار بزاری کشد معاذ الله　　دمیکه دشنه براعدا بکارزار کشد
کشد جنیبه اش از خنگ ماه نو بهرام　　چو زین براشهب تازنده راهوار کشد
شود چراغ عدو را به تیره راه عدم　　شراره که از آن تیغ برقبار کشد
هوا بقید حباب اوفتد چو سرو آزاد　　بپای سلسله از موج جویبار کشد
بزرگ حوصله کو یک دلی خطا بخشی　　که انفعال ز عذر گناهگار کشد
سخا بلند کند نام او چو ابر بهار　　حیا بزیر نگاهش چو شرمسار کشد
مکارمیکه خدا در نهاد او نهاد　　گرش شمار نمائی به بی شمار کشد
بود نوای نوالت بضاعت دلکش　　که از دیار سوی دگر دیار کشد

قصیده

در تتبع مرزا غالب دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ

وہو ہٰذا سخن ز روضۂ رضواں بکوئے یار کشد"

چه دل ز خطّ لبت سوی سبزه زار کشد — چه خاطرے ز رخت جانب بہار کشد
بیا که خسته دلان غم فراق ترا — بسینه خنجر خونریز انتظار کشد
ہمیں نه ہجر تو عشاق را بدور افگند — فراشئے تو مہجور را بدار کشد
امید نیست که خوے ستمگرت گاہے — عنان به تربت عاشق بہ رہگذار کشد
فغاں که کس نرساند بگوش گل یکبار — ہزار ناله اگر عندلیب زار کشد
ز عارض تو دل لاله داغہا دارد — ز پنجۂ تو شرر در جگر چنار کشد
نه روے دشت نه پشت چمن ہراے تو — بسیر باغ و تماشائے مرغزار کشد
جمال روے تو آتش بخرمن گل زد — مگو که شعله گل از آتش چنار کشد
ولے بروضۂ رضواں گر ابد از کویت — که سر بکوه و بیاباں ز لاله زار کشد
بخاک و خون رود آں دل که با قد و رویت — نفس بیاد گل و سرو جویبار کشد
چو شمع طور یکے جلوه زاں جمال نمائے — که دل ز دست من و دست من نگار کشد
خراشِ سینۂ بلبل ز نوک خار گذشت — تو ہم بیا که دل از رشک خار خار کشد
بدام زلف بپیچاں دلم که مے ترسم — کزیں جفائے تو دل نالہاے زار کشد
وزاں یکے بکند گوش آصف جمجاه — که داد موے ضعیف از گزنده مار کشد
شہی که ناقۂ لیلائے دولت او را — فلک کجاوه کشد مہر و مه مہار کشد
جہاں دو پرده کشد بر درت ز لیل و نہار — سپہر بر حریم تو نه حصار کشد
قمر رکاب تو از دور بوسد و ترسد — که طرقوی تو ادراز ره گزار کشد

قصیده

در تهنیت سال گره اعلیٰ حضرت خلد الله ملکه بابته سال چهل و سوم در سنه ۱۳۲۵ھ

دمیکه در برم آن شوخ نازنین بنشست | بغم نشستم و غم از دل حزین نه نشست
کجاست آتش بید و دلاله حمرا | که در بهار از آن روی آتشین نه نشست
نشد جمال قمر کم ز گرد اگر برخاست | ز خط غبار به رخسار مه جبین نه نشست
نشست تیر جگر دوز اگر بسینهٔ صید | چو تیر غمزهٔ تو بر دل غمین نه نشست
نه آتشی ست که بنشست و دود از آن برخاست | چراغ رنگ تو از خط عنبرین نه نشست
خدنگ ناز بجا تا نشاندی و برخاست | بسینه درد که جز روز واپسین نه نشست
تو خاستی و قیامت ز هر طرف برخاست | تو بر نشستی و یک فتنه بر زمین نه نشست
غریب کوی تو گز درد و غم ز جان برخاست | دمی ز یاد تو بی نالهٔ حزین نه نشست
نشست بیکسی من چنان بمن سیلی تو | که با ستم زدهٔ هیچ همنشین نه نشست
بجوی تیغ چه بنشانی آتش شوقم | که آب تیر تو هم بر دل غمین نه نشست
فغان ز کافر زلفت که هیچ دیندارے | بهند ایمن از آن تا حد و دین نه نشست
برم پناه ز کفرش بدین پناه جهان | که بر سریر شهی جز برای دین نه نشست
چو تو به تخت شهی شهریار چین نه نشست | نه شاه چین که فریدون آئین نه نشست
چه شاه چین و فریدون که خسرو انجم | فراز چرخ به اورنگ چارمین نه نشست
چه جای خسرو انجم که قصر شاهی را | چو تو خلاصهٔ فطرت به شه نشین نه نشست
سبک عنان چو تو بهمن بعزم رزم نخاست | گران رکاب تر از تو بسکنگین نه نشست
بمدعای جهان بر مرقع تکوین | برنگ روی تو تا نقش دلنشین نه نشست

خزان عقوبت او میکند سرہنگی / چو جیب غنچهٔ گل چاک از بهار کشد
قوای نامیه آید بجان ز بد نامی / اگر خراش تن گل ز نوک خار کشد
بر تیغ و نیزه چو برد شمنان بدخواهش / بروز معرکه نوبت بگیر و دار کشد
گهے به تیغ سری دور افگند از تن / گهے به نیزه تنی بر فراز دار کشد
ز موکب تو علم سر بر آسمان ساید / چنانکه ابر سیه سر ز کوهسار کشد
قلم بدفتر خود بشکند دبیر فلک / چو خامهٔ تو رقم هاے اعتبار کشد
گهر ز کلک تو پیوسته بارد و بیهم / چو قطرها که ز ابر سیه قطار کشد
کشد به بند کمندت هزار شیر عرین / چو زین بر او هم تازی پی شکار کشد
ز شاخ بخته بر آرد ثمر بهار از بیم / که بار دیر ری پشت شاخسار کشد
بصدر زین چو نشینی ز بیم دود بهرام / که تا دوال رکاب تو استوار کشد
در اضطراب ثوابت بصورت سیار / فتد ز بیم سنانت اگر شرار کشد
بدوش و گردن چو زلف آسمان از تیغ / هزار زخم حمائل بشکل هار کشد
خم کمند کشد گردن عدوی ترا / چنانکه دل شکن طرهٔ نگار کشد
همیشه تا که دل مومنان بحکم نبی / بچار یار گراید بهفت و چار کشد
چهار عنصر سفلی و هفت سیاره / بکارها همه حکمت چو پیش کار کشد
غنی بطرز دلآویز بخته غالب / رقم کنیم بد انسان که خام کار کشد
بدان طریق که با شهسوار برق عنان / عنان اسپ خود طفل نیسوار کشد
بیا و میل بنظم ز نظم غالب کن / اگر دل تو به صحرا ز لاله زار کشد

تبارک الله بقیصر شهنشهی چون تو — فلک جناب خدیوی بشه نشین نه نشست

غبار سم سمندت چو داد سر بهوا — نشست بر سر اعدا و بر زمین نه نشست

بروز داد ز غوغای عام و بذل عمیم — بلب نرفت ترا لا بجبهه چین نه نشست

شکسته شد گر دشمنان ز بیم و هنوز — ز پنجهٔ تو شکستی بر آستین نه نشست

خدیو حامی دینی که خاطرت یکدم — ز چاره سازی و تیمار داد دین نه نشست

خراب خانهٔ خصمت شد از هلاکت او — سیلی مکان به نشیند اگر مکین نه نشست

نشست تیغ تو چون بر سر کش زجان برخاست — که با حیات دگر دشمن لعین نه نشست

کدورت تو نه برخاست خاطری از همه — ز سیرت تو بیک دل غبار کین نه نشست

طراز نام تو آمد قبای شاهی را — جز از تو نقش قبا را بر آستین نه نشست

خجسته باد ترا جشن سال چهل و سوم — ز نقطه خال سیه تا بروی سین نه نشست

ز لفظ چهل و سوم حرف اول و آخر — نمود سال که یکحرف به ازین نه نشست

همین نه جام طرب جم نهاد القابت — همین ز جاه تو این نقش دلنشین نه نشست

تو جم بعهد خود و ستی هم از حساب جمل — فراز مسند جم جز تو جانشین نه نشست

تو باش بر سر تخت شهی نشسته بفتح — مدام تا که نباشد بکس سرین نه نشست

غنی بمدحت شاه دکن فوا نی را — چنان نشاند که از دیگران چنین نه نشست

پئے کفالت ارزاق تا کفت برخاست ‌‌ ‌ ز جور فاقه کسے در جهان غمین ننشست
شبے نشد که بر اعدائے دولتت بهرام ‌‌ ‌ کمان قوس کشیده پئے کمین ننشست
همائے همتت او نه فلک برآں پرزد ‌‌ ‌ نه مرغ سدره که برتر ز هفتمین ننشست
ز احتساب تو رقاصهٔ فلک برگاو ‌‌ ‌ چناں نشست که کس خوار این چنین ننشست
زمیں ز حلم تو از جا نخاست هیچ فلک ‌‌ ‌ فلک ز بیم تو لرزید و چوں زمیں نه نشست
کدام روز و شب آمد که بر سپید و سیاه ‌‌ ‌ چو مهر و ماه ترا سکه و نگیں نه نشست
بخدمت تو نه تنها نه از دست او برخاست ‌‌ ‌ دمے ز پائے طرف دانچنیں نه نشست
چو اوج اختر بختت نیافت ز اصطرلاب ‌‌ ‌ خجل شد و بر صدگه رصد نشیں نه نشست
ببین بخت تو زانکه نه همقراں آمد ‌‌ ‌ که مشتری بتو از رشک همقریں نه نشست
فتاد آتش حسرت بجان مهر ز ماه ‌‌ ‌ که از تو داغ غلامیش بر جبیں نه نشست
به بزم خاستی و چوں تو کے بجا برخاست ‌‌ ‌ به بزم عیش نشستی و جم چنیں نه نشست
چو تو به تخت نشستی فلک زمیں بوسید ‌‌ ‌ چو تو سوار شدی فتح بر زمیں نه نشست
چناں ز مهر تو دلها بکین او برخاست ‌‌ ‌ که از عدو بتو در سینه غیر کیں نه نشست
نشست تیر تو در سینهٔ عدو ز انساں ‌‌ ‌ که تیر غمزه ز مژگان مه جبیں نه نشست
کسیکه روئے نکوئے تو یک نظر دیدست ‌‌ ‌ بلوح خاطر او نقش حور عیں نه نشست
نشست خواست زمیں از وقار تمکینت ‌‌ ‌ چو پائے حلم تو شد درمیان زمیں نه نشست
چگونه جاں برد از دی عدو که شمشیرت ‌‌ ‌ نخاست بر سر اعدا که بر سریں نه نشست
چراغ بخت تو روشن که زیر دامن تو ‌‌ ‌ ز باد صرصر کفراں چراغ دیں نه نشست
کجا به بخت رسائیت رسید ذوالقرنین ‌‌ ‌ که در قران سعادت بتو قریں نه نشست
زود ز تلخی عیشش بسر کند قهرت ‌‌ ‌ ز جوش تلخهٔ خصم از سکنجبیں نه نشست
ز تلخ عیشی دشمن کز و جهاں تلخ ست ‌‌ ‌ مگس ز بیم سرایت بر انگبیں نه نشست

آنکه در ذکر ثناو صفتش جذر اصم   هر نفس ناطقه سان منطق و گویان آمد

آصف و میر علی شیر و نظام ست ذریه   شاه گر قیصر و فغفور و قدرخان آمد

درخردمندی و فطنت ز فلاطون بگذشت   حیدرآباد از و غیرت یونان آمد

خلق را نکهت خلقش بمشام دل و جان   چون نسیمی ست که از روضهٔ رضوان آمد

فیض ابر کرمش صورت فیضان بهار   بر خس و خار رود بر گل و ریحان آمد

عالمی تشنه لب طبع تو بحر افضال   آرزوها صدف و دست تو نیسان آمد

بهترین دخل تو شد آمد ارباب سوال   کمترین خرج تو دخل بدخشان آمد

از عدو بندی و اقلیم کشائی نامت   روکه نامهٔ هنگامهٔ ترکان آمد

همچو آن بید که از باد بلرزد در باغ   شیر در بادیه از سهم تو لرزان آمد

حملهٔ رستم و هنگامهٔ رزم بهمن   در مصاف همه بازیچهٔ طفلان آمد

گاه از سنبله گیر و بدهان شیر فلک   لیکه از صولت قهر تو هراسان آمد

با دم اژدر تیغت که نهنگ اجل ست   سام ابرص بسر سام نریمان آمد

روز سرپنجهٔ تو بازوی بهمن بشکست   دست بربست اگر رستم دستان آمد

عادل و باذل و دانا و دلیرست وزیر   چشم بد دور نشانی ست که شایان آمد

نه کهی خون کسی ریخت نه آب کسی برد   حافظ مرحمت او که بحفظان آمد

بجز آن آب گهر کامده در چشم صدف   غیر آن خون که بهم در جگر کان آمد

روش معدلت و داد بکسری آموخت   کی حریف روشش والی شروان آمد

قصر قدرت که قضا کرد بنائش مرتب   کمترین زینهٔ او طارم کیوان آمد

پایهٔ ایوان تو همپایهٔ کیوان بادا   تا همین قافیه ایوان پی کیوان آمد

قصیده

بتقریب قدوم امیر کبیر نواب وقار الامرا اقبال الدوله مدار المهام و وزیر اعظم دولت آصفیه صانها الله عن الآفة والبلیه از شمله کشمیر بمقام علی گڑھ

هان علی گڑھ که ترا کار بسامان آمد ساز گارت فلک و طالع و دوران آمد
بر سرت سایه فگند آنکه پی سایهٔ خلق سایهٔ مهر نگن چون مه تابان آمد
آمد از شمله و گل بر سر و بشارت زد همچو آن باد شمالی که به بستان آمد
سر سری مگذر ازین راه و درو شمس‌الکبر تا نگوئی که فلان آمد و بهمان آمد
مرده بودی بسرت عیسی دوران آمد مور بودی بدرت تخت سلیمان آمد
قطره بودی بتو پیوست محیط افضال ذره بودی بسرت مهر درخشان آمد
ساحل خشک بدی موج کرم نسود دریا صدف کاسه بکف بودهٔ نیسان آمد
بیکس باد یه بودی بسرت خضر گذشت تشنه خسته بدی چشمهٔ حیوان آمد
خاک بودی و فلک مائلت آمد که ترا مرکز دائرهٔ گنبد گردان آمد
سجدهٔ شکر بجا آر و به تعظیم بگوی کاولین فرد سر دفتر امکان آمد
حامی ملت و دین حارس شرع و ناموس حافظ امن و امان داد و دنیشان آمد
نائب سلطنت پادشه ملک دکن ناصر دولت محبوب علی خان آمد
صدر جم مرتبه نواب وقار الامرا آصف رتبه زمین جعفر گیهان آمد
آن طرفدار دکن حارس شرع و ناموس که نهیبش بدل قیصر و خاقان آمد
آن گرامی گهر بحر وزارت کو را منتی بر سر و بر افسر شاهان آمد

کسی بپوست چه گنجد ز خرمی کامروز — نبوده است چو در پیرهن مبارک باد
تو زنده کرده رسم کرم تراشاها — ز معن و جعفر و یحییٰ معن مبارک باد
فزون ز تهنیت یکجهان بصد آداب — غنی به خسرو دوران زمن مبارک باد
فند قبول تو یا رب بجاه ختم رسل — باحترام حسینؓ و حسنؓ مبارک باد

قصیده

در تقریب مذکور نوشته شد

خدای راست مسلم ثنا برون ز عداد — که عیش رفته مارا دگر بما رو داد
بسیزده صد و بست و چهار سال سعید — مه جمادی اولیٰ در نشاط کشاد
که شهریار دکن یافت صحت کلی — نشست شاد به تخت شهی بسان قباد
زهی شهی که چو در یتیم یکدانه — ز لطف جوهر اصلی ست مفخر اجداد
دو روز کی ز مرض شد مزاج شاه ملول — ملال رفت و نشاط آمد و جهان شد شاد
چو روی روشن و رای رزین شاه دکن — نه مهر چرخ منور نه تیر را و نقاد
شهر کوکبه شاهی که مشتری بروی — وان نگاه بخواند که چشم بد مرساد
ز عدل و داد تو شاها دکن شگفت چو باغ — رسد مرا که بگویم بعینه بغداد
تراست نه فلک و هفت کوکب سیار — بسان چار عناصر مسخر و منقاد
بچرخ میر عمارت زحل ترا گوید — که باد کوشک جاه تو تا ابد آباد
چو نفس ناطقه گوید صریر کلک ترا — دبیر چرخ هزار آفرین هزار آباد
بهیچ ماده صورت نه بند دار نیست — بطبع چار عناصر قبول کون و فساد
کنند ز امر تو کامد قضا صفت مبرم — فلک قبول تغیر بحکم استعداد
شکست نه انوسے آداب در دبستانت — عقول عشره چو شاگرد از پی استاد
ترا بهجت سکندر رسد فلاطونی — باین طبیعت نقاد و خاطر وقاد

قصیده

بر تهنیت صحت اعلیٰ حضرت حضور پُر نور از مرض هیضه خلد الله ملکه در ۱۳۲۵ھ

بر طرح مشاعره مولوی اسد الله صاحب نوشته شد و هو هذا "نوید صحت شاه دکن مبارک باد"

سپیده دم که ز طرفِ چمن مبارک باد — رسیده شاد نگفتا بمن مبارک باد
بملک ازینکه پس از رنج روی راحت دید — خدایگان ملوک زمن مبارک باد
ز غسل صحت شه شد جهان شگفته چمن — شگفتگی به مزاج چمن مبارک باد
شد از نشاط سراسر دکن سرای سرور — سرور و سور بملک دکن مبارک باد
جهان بظاهر و باطن پر از سرور شدست — چنین سرور بسر و علن مبارک باد
هم آن نشاط جوانی هم این نوید نوی — بدهر پیر و بچرخ کهن مبارک باد
ز شهریار دکن صبح و شام ادبر ملک — چو شام وصل و چو صبح وطن مبارک باد
رسید جان به تن و تن ز جان شده زنده — به تن ز جان و هم از جان به تن مبارک باد
ز صحت تو مبارک بد تهنیت گفتی — وگر نه غصه بمیرد کفن مبارک باد
بشهریار دهد خسرو نجوم امروز — ز انتظار هم چرخ کهن مبارک باد
بشست و شوے رخِ شاه آفتابهٔ مهر — چو تشت ماه بدست پرن مبارک باد
نشاط خلق چو آراست انجمن هر سو — ز انجم ست بهر انجمن مبارک باد
زمین مثال ادیم ست و شه سهیل یمن — پے ادیم سهیل یمن مبارک باد
بهر نفس چو نفس آید و بگوش رود — ز سینه‌ها بلبان و دهن مبارک باد
چو ایستاده پے خدمت شه است بباغ — دهد بسرو گل و یاسمن مبارک باد

قطعہ

در تاریخ وصال مولانا و مرشدنا شیخ فضل الرحمن صاحب نور اللہ برہانہ و افاض علینا فیضانہ در سنہ یکہزار و سہ صد و سیزدہ ہجری نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام در بہیکم پور نوشتہ شد

آنکہ در فقہ و احادیث و اصول و تفسیر — بود یکتا بمیان علمای فاضل
ادب آموزِ علومش بدیار دہلی — شاہِ اسحٰق گرامی گہر دریا دل
دلق درویشیِ او بود ز شاہِ آفاق — داز غلام علیش دولت شاہی حاصل
آن دو فخرِ سلف و شیبت پناہ اخلاف — یافتندش خلف و بہر خلافت قابل
ناخدا از پے کشتی ہدایت کردند — کاورد خلق ز گرداب بسوی ساحل
محوِ اخلاص و ادب بود بآل و اصحاب — عاشق احمدِ مرسل چو اویس واصل
آنچناں پیروِ سنت شد و سرگرم آمد — کہ برفتند پسش پیشروان منزل
ہمچو اصحاب گدا صورت و شاہ معنی — بعیان رفتہ دل از کفِ نہان صاحبدل
ہرچہ جمع آمدہ از مال پریشاں کردش — مجتمع داد اگر شد متفرق حاصل
حضرتش مرجع امید و مآل آمال — کہ ہراسی و سراسیمہ بدو شد آمل
بزم او تذکرۂ سیرت و وصف پاکاں — پاک از غیبت و حرف غلط و لاطائل
مسندش بود سریری ز رسنہای پلاس — بوریا بسترِ او کاسہ و کوزش از گل
خوش بآں حجرہ تنگی کہ شدہ خوابگہش — شاد از آں مسجد بریدہ شکستہ چو دل
گہہ بتدریس احادیث بمسجد مشغول — گہ بتعلیم مقامات بحجرہ شاغل
میشد از ذوق باشعار حقیقت اشعار — گاہ از فارسی گہہ از اردو و ہما کا قائل
چوں جناب نبوی گاہ لبش در طیبت — گاہ چشمش ز الم چشمۂ اشک سائل ۔

فراخ عرصهٔ جولانگه تو هفت اقلیم | بلند بارگهت چار طاق سبع شداد
بجان خصم لعینت وبال باد بروت | عقوبتی ست تو گوئی که کرد عود بعاد
نمود آتش قهرت بخصم خاک آلود | هر آنچه آب بفرعون کرد و باد به عاد
زبند جور خزان زان شدست سرو آزاد | که بندگی ترا در چمن بپا استاد
کشید جود تو دُرها ز جیب بحر و عدن | گشاد بذل تو دُرها بروی خلق و عباد
شد از تو ربع شمال زمین همه مسکون | جز این دو خانه که هر دو فتاد از بنیاد
یکی ز دور تو خم خانه شراب فروش | دگر ز بذل تو گنجینه خراب آباد
چو تیغ و سکه ستانی ز قیصر و فغفور | ق چو تخت و تاج ربائی ز کیقباد و قباد
بچین درو دم فتد زلزله چو نفخهٔ صور | بکاک فرس ز افلاک بگذرد فریاد
عدو چه جان برد از وی که نوک ناوک تو | خلیده در رگ جانش چو نشتر فصاد
رسید شهرهٔ عدلت بجمله ملک و دیار | چنانکه صیت سخایت بعرض و طول بلاد
باعتدال ز عدل تو حیدرآباد ست | نه معدل و میناسی عرض و طول بلاد
برای تخت بلندت ازل بود مبدا | برای دولت پاینده است ابد میعاد
عدو که خانه خود ساخت همچو باغ ارم | فکند قهر تو دورش ز باغ چون شداد
مرقع دکن از فیض خامه لطفت | بود نگاشته کلک مانی و بهزاد
صحیح مدح تو خوش آمدم ازین گفتن | کرشمه طویل نجادست یا کثیر رماد
غنی ز مدح تو گشتم بدل شها شک نیست | تونگری بدل آمد چنانکه گفت استاد
ازان درازی دامن در آستین دارم | که از ثنای تو بر قامتم قبا افتاد
بلند رتبه فضلت آنچنان که مرا | ز خواجگی چو عبیدیست صاحب عبّاد
تو اعتماد بمن کن که نظم من خالی ست | ز لافهای عمید و گزافهای عماد
سنین عمر و شهور حیات تو بادا | بری لیال عقول عشر ز نقص و نفاد
دوام دولت و اقبال بی زوالت باد | چو دورهای فلک در از شمار و عداد

قطعہ

در حیدرآباد بر طرح مشاعرہ نعتیہ میرزا غلام حسین خان در ۱۳۲۷ھ نوشتہ شد

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

خواہم علم ز شعر سوئے ابر آورم — نام از سخن بلند چو شعری برآورم
با دامن دراز کہ دارم در آستین — شاید کز آستین ید بیضا برآورم
افتد قلم ز دست دبیر فلک فرو — چون دست بر قلم پئے انشا برآورم
کرسی نہم بعرش بلند سخنوری — خود را اگر بہ عرش معلیٰ برآورم
خوانند از سپہر بریں آفریں بر آں — تحسین بلب ز ملاء اعلیٰ برآورم
افتد ز چرخ زہرہ بروئے زمیں چو من — در نعت زمزمہ چو نکیسا برآورم
نعت رسول پاک سرایم چناں بنظم — کز افتخار سر بہ ثریا برآورم
بر صاحب براق بگویم ثنا ز دل — دم از مدیح صاحب اسریٰ برآورم
گو ابلغ از صریح کنایہ بود و لے — من نام شاہ یثرب و بطحا برآورم
ختم رسل محمد مرسل کہ بر سپہر — ذکر بلند او ز رفعنا برآورم
احمد توئی کہ رایت حمد ترا بہ حشر — فرمود حق کہ از ہمہ بالا برآورم
شاہا توئی کہ گفت خدا نام نامیت — با نام خویش ہمسر و ہمتا برآورم
ایزد در کرم ز فتحنا بتو کشاد — فال فتوح تو ز مبینا برآورم
بر معجز تو حجت ناطق پئے عدو — حرفے کہ گفت جمرۂ صما برآورم
فال زوال چار دہ تاجش ز قہر تو — از کنگر شکستہ کسرے برآورم
احیائے مردگاں شود از نقش پائے تو — این مژدہ در مسامع موتیٰ برآورم
گر در دلم ہزار سویدا بود خوشم — تا داغت از ہزار سویدا برآورم

گہ ببازار خراماں پی سودای ثواب | کار روا ز بہر عجوز آرد و ملح و فلفل
گہ ببازیگہ طفلاں برسید و پرسید | کہ ازیں جملہ کدام ست یتیم و عائل
گہ بدروازۂ مسجد نگراں شام و پگاہ | از پی مقدم مہمان غریب منزل
گہ سحرگہ بدر استاد و ز جمع اضیاف | ہمی گفت کہ فاخرج بدر گر گفت انزل
گہ زدی آہ نیاگاہ کہ سوزد سینہ | گاہ می گفت معاذ اللہ[1] کہ جورے بدل

[1] یعنی لفظ معاذ اللہ کہ اکثر می فرمود ۱۲

یکصد و ہیچ شد از عمر شریفش لیکن | نہ معطل ز شنیدن نہ ز دیدن عاطل
نہ بہ تہ پوش قلندر نہ بہ مزخرف صوفی | نہ خطیب سخن آرا نہ خرائم عامل
نہ بہ تسبیح و مصلا نہ بدلق و جبہ | نہ بدستار و عمامہ نہ بشملہ خائل
نہ بجذب و نہ بجوش و نہ بحال و نہ بقال | نہ بغلطیدن خاک و نہ برقص بسمل
سادہ پیرایہ و آمیختہ با سایر ناس | باز نشناختہ از عالی و وسط و سافل
داشت دو ولہ کلاہی ز قماش کدرو | جامۂ جملہ تنش بود و شریک و شامل
ہرچہ گفت ست ہمیں بندۂ دل خستہ عنی | نیست اغراق فضول و نہ غلو فاضل
غیر از صدق و صفا نیست خمیر سخنش | کہ ہمہ جوہر حق ریخت بہ پرویزن دل
شد چو وصالش بخدا فصل ز تن پرسیدم | سال این فصل و وصالش خرد چوں سائل
گفت[2] از فصل و وصال ست کہ فضل رحمٰن ۱۲۰۸ | از سر جیم چو برخاست بحق ۱۰۸ شد واصل

۱۲۰۸ + ۱۰۸ = ۱۳۱۶ - ۳ = سنہ ۱۳۱۳ھ

[2] مطلب یہ ہی کہ لفظ فضل رحمٰن کے عدد لفظ حق کے عدد سے ملے اور سر جیم یعنی جیم کے عدد اُس میں سے دور ہو گئے تو ۱۳۱۳ عدد باقی رہتے ہیں یہی سن وفات حضرت کا ہی۔

کتبہ محمد عبد الغنی عفی عنہ در سنہ ۱۳۲۶ھ نوشتہ شد

قطعه

بہ تقریب وداع مولوی سید حسین بلگرامی ملقب بہ عماد الملک از حیدرآباد و سبکدوشی ایشان از خدمت نظامت تعلیمات حیدرآباد و قبول ممبری پریوی[۱] کونسل پارلیمنٹ لندن بمواجب پانزدہ ہزار روپیہ سالانہ از سرکار انگریزی در ۱۳۲۵ھ

پس از سپاس خدائے جہان علی و علیم | پس از ثنائے رسول امین رؤف و رحیم
بگو بہ عہد ہمایون آصف جم جاہ | عماد ملک فلاطون بود ز رائے سلیم
بدور آصف سادس ز روئے رائے بود | چو بیدپائے برہمن بدور دابشلیم
بود نہفتہ بعہدش وفا چو بو در گل | بود شگفتہ دلش از سخا چو گل ز نسیم
بری ز صنعت و سازش بہ طینت سادہ | جدا ز غی و غوایت بحکم طبع سلیم
بھین و مہرگرا دیرگیر و زود آمرز | عطوف و عذر نیوشندہ و غیور و حلیم
ہنرپسند و ہنرور شناس و قدر افزا | لطیفہ سنج و سخن فہم بذلہ گوی و ندیم
بخاطرش ز علوم ست جملہ کہنہ و نو | بیاد اوست ز ہر فن ہمہ حدیث و قدیم
فسانہ ایست بہ بزمش ہمہ علوم و فنون | فسون اوست بہر کس تعلم و تعلیم
بہر معانی بیگانہ آشنا طبعش | بہر یگانہ فضل و ہنر شریک و سہیم
ہمین نہ شہرۂ لفظش ز ہر طرف برخاست | نشست سکۂ او از قلم بہفت اقلیم
با دست نازش آبا اگرچہ احرارند | کہ ابر و بحر بنازند گر دُرست یتیم
ز بلگرام بسے گرچہ آمدند کرام | زمینش ارچہ گرامی شد از ہزار کریم
من و خداسے کہ سید حسین پاک گہر | ز نظم و نثر تو گوئی کہ گوہری ست نظیم

[۱] صحیح انڈیا کونسل ۱۲ مطبع

دانم اگر بسدره و طوبی قدرت شبیه | شاخ از نهال سدره و طوبی برآورم

کار دم مسیح کند هر نفس مرا | گر یک نفس ز تو بتولا برآورم

هر بیت بسر در آید و از پای او فتد | نامت چو در کنشت و کلیسا برآورم

در روز رستخیز که خیزند از قبور | سر از کفن بیاد تو شاها برآورم

در هجر تو نشان ز جحیم و سقر دهد | هر آه گرم کز دل شیدا برآورم

من بگذرم شها ز تمنائے هر دو کون | گر خود دمے ز تو به تمنا برآورم

داغ غلامیت که از آں به شفیع نیست | در عرصهٔ شفاعت کبرے برآورم

غلطیدنم بخاک رہت به ازاں که من | صد خواب خوش بسدرهٔ طوبی برآورم

والی شده بملک دلم قهرمان نفس | فریاد ازیں بدرگه والا برآورم

در چشم حور سرمه کنندش اگر غبار | از خویشتن براه تو مولی برآورم

گر نیست بجواب تسلی شوم که فال | زیں مصحف نکوئے فردا برآورم

روز و شباں بهر ولای تو روزگار | با خرمی و عیش مهیا برآورم

از اشک انفعال بدریا شدم غریق | از فضل تو کلیم ز دریا برآورم

بانگ گداز خانه برآرد کریم را | چوں ناله در فراق تو شاها برآورم

ترسم که سر ز روضه برآری ز خواب ناز | زیں هرزگی خوش ست که خود را برآورم

سیمائے رستگاری جاوید من بود | داغ غلامیت چو سیما برآورم

بخشی گرم خلوص ز روی و ریا خلاص | از زنگ هر دو دلق و مصلا برآورم

با عاصیاں پناه ببخش بروز حشر | تا روسفید پیش تو خود را برآورم

بی تو مرا بهشت بدوزخ برابر ست | دل از نعیم جنت علیا برآورم

من هم غنی کمینه غلام شهم ازاں
سر از غلامیش به ثریا برآورم

صحت نامہ

نوٹ: ذیل کی فہرست میں صرف [illegible] نقطوں اور حرکات یا شوشوں و درستہ وغیرہ کی غلطیاں ہیں جو سیاق و سباق سے بھی بخوبی معلوم ہو سکتی ہیں، تاہم حتی الامکان ان اہم مقامات کے واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ناظرین کرام تکلیف فرما کر درست فرمالیں۔

مہتمم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۸	بزم جم	بزم و جم	۶	۱۹	شفقتش	شفقتش
"	۱۲	زربخش و	زربخش	"	۲۰	لقماط	بہ لقاط
"	۱۸	آزاری	آذاری	۷	۲۱	نہیبش	نہیبش
۶	۶	زعم	رغم	۱۰	۱۶	ندار	مدار
"	۱۴	سرآید	سراید	۱۳	۱۴	سپس	سپس

بادشاهی شهزاده امتیاز داراست | که پیش اهل تمیز است امتیاز عظیم
تبارک الله زند لی که شه باو کردست | کسے نگشت ز اقران بدو قرین و سہیم
زبار دین سبک کرد چوں سبکساران | گشاد دولت در خرمیٔ راه غریم
بلائے شاه بچینم که طول عمرش را | سپرده است بعرض حیات ناز نعیم
بدور او دو هفتم شد از میانه هند | به بزم خسرو برطانیه چو رکن قویم
شد از نگارش کلکت که جاودانی | نگارخانه چینی سرشتۂ تعلیم
ز چند روز که بگرفتی از سرش سایه | چه غم که بر سر او از تو منتی ست عظیم
گزشت ابر ز دریا و منتش باقی ست | بجان بحر که از فیض اوست در یتیم
سپاس باد نسیم از شگفت لاله و گل | بدوش باغ بود گو رود ز باغ نسیم
همیشه تا که خط و سطح و جسم را اجزاست | همیشه تا بود نقطه قابل تقسیم
تو شاد باش بظل شه دکن آصف | چو شه به ظل شه انبیا رسول کریم
طفیل سرور عالم نظام آصف جاه | بپاش تخت شهی باد بر سرش دیہیم

تمت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۱	۱	بروده و	بودهٔ
۵۲	۲۱	گو	کو
۵۳	۲۰	سر	میر
۵۵	۱	سیاہاں	سپاہاں
۵۶	۵	ناد	باد
〃	۶	دموی	دموی
〃	۱۲	برنداں	بہ زنداں
〃	۱۳	جبیب	جیب
〃	۱۶	بکنج	بگنج
۵۷	۱۳	باد	بہ او
۵۹	۱۴	گفت	کفت
۶۱	۵	بکیار	یکبار
۶۳	۲	بطالع	بہ طالع
〃	۴	نہاں زانجم	نہاں انجم
۶۴	۱۶	انگشت	انکشت
〃	۱۸	بغیر	بہ عنبر
۶۵	۸	نو	تو
۶۶	۶	طنل ذ نور	طنل د نور
۶۸	۱۵	وسنے	وسلے
〃	۱۷	نطنم	نظم
۶۹	۱۱	دہم	دہم
۷۰	۲	بنجیر	بہ خیبر
۷۱	۱۲	چہ	چہ
۷۲	۴	الثبات	لثبات
〃	۹	کسجابة	کسحابة
〃	۱۱	حساجة	حاجة
۷۳	۲	اطری	طری
〃	۱۷	اسیمہ	آسیمہ
۷۴	۱۰	ہیچو	ہم چوں
۷۶	۸	شیوہ زباناں	شیوا ز باناں
〃	۱۶	برق	برحق
۷۷	۱۹	زماں	اماں
۷۸	۸	بیان	بناں
〃	۱۳	قان	فشان
〃	۱۴	بجش	تخش
۷۹	۱۷	بہ بیجد	پیچید
〃	۲۱	با نوشیرواں	بہ انوشیرواں
۸۰	۱۰	سردر	سرور
۸۱	۴	دین ودولت	دین و دولت
۸۲	۴	دہر	دہر

صفحه	سطر	غلط	صحیح
۱۵	۱۵	پخت	پخته
۱۷	۷	راو	راد
〃	〃	ہست	نست
۱۹	۱۷	یاد	باد
۲۱	۲	راو	راد
〃	۱۲	دوتا	دوتا
۲۳	۱۰	کنده	کمینه
۲۴	۲۰	عقول	عقود
〃	۱۲	بجزدی	به بجزدی
۲۹	۱۳	حلال	جلال
〃	۲۰	بردم	بُردم
۳۰	۲۰	ردای	روائی
〃	۲۱	ازخ	ازرخ
۳۳	۱۴	الازراق	الارزاق
〃	〃	وقایق	دقایق
۳۴	۲	ریدم	دیدم
〃	۳	مهر	به مهر
〃	〃	عزیز	عزیز
۳۴	۶	مه	همه
〃	۶	مه	مه
۳۵	۲	ز	نه
۳۶	۹	سپهر	سپهرو
〃	۱۱	دوآب	دواب
۳۹	۷	شر	شه
۴۰	۱۳	سنخ	سنج
۴۳	۹	بر	هر
〃	۱۷	حوزد	خورد
〃	۱۹	تادره	نادره
۴۵	۴	وار	دار
〃	۷	زو	زد
〃	۹	زور	روز
〃	۱۹	جو	چو
۴۶	۱۷	در	زد
〃	۲۱	زکوٰة	زکوه
۴۷	۶	شگاف	شگافت
۴۹	۱۵	نجد	سنجد
۵۰	۹	گرد	گره
۵۱	۱	شدی	بدی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۲	۶	ارضد	ازصد
″	۱۱	سا	سابہ
۸۳	۴	چپل	بچل
″	۱۹	سے	مرا
۸۷	۴	دکاں	دکان
″	۸	سبر	شیر
″	۱۴	لیبی	لبی
۸۸	۳	رحمۃ اللہ	رحمہ اللہ
۸۹	۶	بانگ	بانگ
″	۱۱	بجلہ	بجلہ
″	۲	بگیرو	بگیرد
۹۲	۴	خرز	خزر
″	۷	وسے	وسم
۹۳	۵	داد	درد
۹۶	۱۳	لارم	طارم
۹۷	۱۴	سشپہر	سپہر
۹۸	۷	بدلی	بذلی
″	۱۲	مینا سے	مینائے
۹۹	۲۱	سکا	گاہ
۱۰۱	۴	سوسے	بہ شعرائے
۱۰۲	۱۸	باعاصیاں	یا عاصیاں
۱۰۴	۴	سپہر	سپیر